اور ابوبکرؓ کی مدح کی ہے: اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ الخ

(۲)۔ پھر اسی قسم کی دوسری ایک روایت طبرانی اوسط سے منقول ہے جو صاحب کنز العمال نے اور صاحبِ تاریخ الخلفاء نے ذکر کی ہے اس میں بھی یہی مسئلہ (امرِ خیر میں سبقت لے جانے کا) درج ہے۔

عن صلة بن نضر قال كان عليؓ اذا ذُكِرَ عِنْدَهٗ ابوبكرٍ قال السّباق يذكرون السّباق يذكرون والّذي نفسي بيده ما استبقنا الى خير قطّ الّا سبقنا اليه ابوبكر" (کنز العمال، ج ۶ ص ۳۱۸ بحوالہ طس)

"واخرج الطبراني في الاوسط عن عليؓ قال والذي نفسي بيده ما استبقنا الى خير قطّ الا سبقنا اليه ابوبكر" (ریاض النضرۃ، ج ۱ ص ۱۵۶ بحوالہ ابن السمان فی الموافقۃ و تاریخ الخلفاء ص ۴۴ مطبوعہ مجتبائی دہلی)

"خلاصہ یہ ہے کہ صلہ بن نضر سے مروی ہے کہ علی مرتضیٰؓ کے ہاں جب ابوبکرؓ کا ذکر ہوتا تھا تو فرماتے کہ بہت سبقت لے جانے والے کا ذکر ہو رہا ہے بہت سبقت لے جانے والے کا ذکر ہو رہا ہے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ہم نے جب بھی کسی کارِ خیر کی طرف پیش قدمی اور سبقت کرنے کا ارادہ کیا تو ابوبکرؓ اس معاملہ میں ہم سے سبقت لے گئے"

یعنی علی شیرِ خدا کرم اللہ وجہہٗ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ ہم کسی نیک کام کی طرف سبقت نہیں کر سکے مگر ابوبکرؓ اس میں ہم سے بڑھ گئے (یا یوں کہہ لیا جائے) کہ ہر کارِ خیر میں ہم سے

ابوبکرؓ پیش پیش رہتے تھے۔

(۳) ابنِ عساکر کے حوالہ سے سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں یہ مسئلہ بھی درج کیا ہے کہ سب سے پہلے اسلام لانے (یا اسلام میں داخل ہونے والے) ابوبکر الصدیقؓ ہیں۔ عبارت اس طرح ہے:

.... واخرج ابن عساکر من طریق الحارث عن علیؓ قال اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ اَبُوْبَکْرٍؓ۔

(تاریخ الخلفاء سیوطی فصل فی اسلامہ، ص ۲۶ مطبوعہ مجتبائی دہلی)

یعنی حضرت علیؓ فرماتے ہیں مَردوں میں سے اوّل اوّل اسلام ابوبکرؓ لائے۔

خلاصۃ المرام

نمبر تین (۳) میں مذکور ہونے والی روایات کا ماحصل یہ ہے کہ فرمانِ مرتضوی کی روشنی میں:-

۱- ہر کارِ خیر میں تمام مسلمانوں سے گوئے سبقت لے جانے والے ابوبکر الصدیق ہیں۔

۲- خصوصاً چار چیزوں (مذکورہ میں) ان کی پیش قدمی مسلّمات میں سے ہے۔

۳- اور اسلام لانے میں بھی ابوبکر الصدیقؓ تمام مردوں سے پیش قدمی کرنے والے ہیں۔ گویا "السابقون الاوّلون" کے مقدّس گروہ کے یہ بزرگ سرخیل اور پیش رو ہیں۔"

(۴)

سفرِ ہجرت کی معیّتِ صدّیقی اور امدادِ ملائکہ کا بیان

۱- .... عن علیٍّ کرم اللہ وجہہ قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلّم قَالَ لِجِبْرَئِیْلَ مَنْ یُّھَاجِرُ مَعِی؟ قال ابوبکر الصدّیقؓ۔

(المستدرک للحاکم، ج ۳ ص ۵۔ کنز العمّال، ج ۸، ص ۳۳۱ ۳۔ طبع دکن)

Marfat.com

... عن علیؓ قال جاء جبریل علیہ السّلام الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ من یہاجر معی؟ فقال ابوبکر وھو الصدیق۔ اخرجہ ابن السمان فی الموافقۃ۔

(ریاض النضرہ لمحب الطبری، ج ۱ ص ۸۹ الفصل الثامن فی ہجرتہ)

"ان کا حاصل یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ ذکر کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے جبرئیل کو فرمایا کہ ہجرت میں میرے ساتھ کون ہوگا؟ تو اس نے کہا کہ ابوبکرؓ ہوگا (جس کا لقب) صدّیق ہے"

۲ ۔ ... عن علیؓ رضی اللہ عنہ قال قال لی النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلّم ولابی بکر مع احدکما جبرائیل ومع الآخر میکائیل۔ واسرافیل ملک عظیم یشہد القتال ویکون فی الصفّ۔

(۱) مستدرک حاکم، باب فضیلۃ الشیخین من لسان علی، ج ۳ ص ۶۸۔

(۲) حلیۃ الاولیاء لابی نعیم، ج ۴ ص ۳۶۷ تذکرہ ابوصالح حنفی ناہان۔

(۳) حلیۃ الاولیاء " " ج ۵ ص ۶۳ تذکرہ حبیب بن ابی ثابت]

۳ ۔ ... عن علیؓ کرم اللہ وجہہ قال قال رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم یوم بدرٍ لِی ولابی بکرٍ علیٰ یمین احدکما جبرائیل والآخر میکائیل، واسرافیل ملک عظیم یشہد القتال ویکون فی الصفّ۔

[حلیۃ الاولیاء لابی نعیم اصفہانی، ج ۷ ص ۲۲۴ تذکرہ مسعر بن کدام]

خلاصہ یہ ہے کہ علی بن ابی طالب فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے میرے لیے اور ابوبکرؓ کے لیے ارشاد فرمایا کہ (مواقع جنگ میں) تم میں سے ایک کے ساتھ جبرئیل ہوتے ہیں اور دوسرے کے ساتھ میکائیل۔ اور اسرافیل بہت بڑا فرشتہ ہے، جنگی مواقع میں پہنچتا ہے اور جنگی صفوں میں

Marfat.com

شامل رہتا ہے"

تنبیہ - ان روایات میں جو مدائح و مناقب صدیقی مذکور ہوئے، یہ تمام حضرت علیؓ کے ذریعہ اُمتِ مسلمہ کو موصول ہوئے - یہ چیزیں ان کی باہمی دوستی اور اخلاص کے درخشندہ عنوانات ہیں، جن کی قدر دانی چشمِ بصیرت ہی کر سکتی ہے -

(۵)

"اوّل اوّل قرآن مجید کو جمع کرنیوالے ابوبکر الصدّیقؓ ہیں"

اس مسئلہ کے لیے مندرجۂ ذیل روایات ذکر کی جاتی ہیں طبقات ابن سعد اور استیعاب ابن عبدالبر وغیرہما میں علماء نے اس کو ذکر کیا ہے، حوالہ جات ملاحظہ فرما دیں -

(۱) ....عن عبد خیر عن علی رضی اللہ عنہ قَالَ یَرْحَمُ اللّٰہُ اَبَابَکْرٍ ھُوَ اَوَّلُ مَنْ جَمَعَ اللَّوْحَیْنِ، (طبقات)

(۲) ....قَالَ عَبْدُ خَیْرٍ سمعتُ علیًّا رکرم اللہ وَجْھَہٗ (یَقُوْلُ رَحِمَ اللّٰہُ اَبَابَکْرٍ کَانَ اَوَّلُ مَنْ جَمَعَ بَیْنَ اللَّوْحَیْنِ، (الاستیعاب)

(۳) ....عن علیؓ قال اعظم الناس فی المساحف اجراً ابوبکر ان اوّل من جمع بین اللوحین وفی لفظٍ اوّل من جمع کتاب اللہ"

(ریاض النضرۃ)

(۴) اخرجہ ابن ابی داؤد فی المصاحف باسنادٍ حسنٍ عن عبد خیر قال سمعتُ علیاً یقولُ اعظم الناس فی المصاحف اجراً ابوبکر رحمۃ اللہ علی ابی بکر ھو اوّل من جمع کتاب اللہ"

(فتح الباری)

روایتِ اوّل و ثانی ہر دو کا ماحصل یہ ہے کہ عبد خیر کہتے ہیں حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قرآن مجید کو دو تختیوں یعنی (دو دستینوں) کے درمیان جمع کر دیا۔

(۱) طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۱۳۷ ق اوّل طبع لیدن یورپ تذکرہ ابی بکر

(۲) الاستیعاب لابن عبدالبر بمع اصابہ، ج ۲ ص ۲۴۳ تذکرہ ابی بکر الصدیق)

اور روایت سوم و چہارم مندرجہ کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت علیؓ کا فرمان ہے کہ قرآن مجید کے جمع کرنے اور ترتیب دینے میں تمام لوگوں سے زیادہ اجر پانے والے ابوبکر الصدیقؓ ہیں۔ ابوبکرؓ پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے قرآن مجید کو دو دستینوں و تختیوں کے درمیان جمع فرمایا اور مدوّن کیا۔"

(۳) ریاض النضرۃ لمحب الطبریؒ ج ۱ ص ۴۴ بحوالہ ابن حرب الطائی و صاحب الصفوۃ)

(۴) فتح الباری شرح بخاری لحافظ ابن حجر عسقلانی، ج ۹ ص ۹۔ باب جمع القرآن تحت حدیث زید بن ثابت)

(۵) کنز العمّال جلد اوّل ص ۲۷۹ بحوالہ ابن سعد و ابی نعیم و خثیمہ)

(۶)

پختہ عمر کے جنّتیوں کے سردار ابوبکرؓ و عمرؓ ہوں گے

یہاں وہ مروّیات پیش کی جا رہی ہیں جن میں مذکور ہے کہ جنّت میں شیخین حضرات کو ایک خاص اعزاز نصیب ہوگا وہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السّلام کے ماسوا پختہ عمر (یا عمر رسیدہ) آدمیوں کے سردار جنت میں سیّدنا ابوبکرؓ و سیّدنا فاروق اعظمؓ ہونگے۔

یہ اعزاز بعینہٖ اسی طرح ہے جس طرح حسنین شریفین کے لیے جنّت میں جوانانِ جنّت کا سردار ہونا احادیث میں آیا ہے شیخین کا یہ رتبہ اور یہ مقام حضرت نبی کریم

Marfat.com

علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بیان فرمایا۔ پھر حضرت علیؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ کے ذریعہ تمام اُمّت کو اِس چیز کی اطلاع ہُوئی۔

مندرجۂ ذیل روایات میں یہ مسئلہ مشاہدہ کیا جاسکتا ہے :

۱ - ....عن الشعبی عن الحارث عن علیؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلّم قال ابوبکرؓ وعمرؓ سید اکہول اھل الجنّۃ من الاوّلین والآخرین ما خلا النبیّین والمرسلین لاتخبرھما یا علیّ!

(ترمذی باب مناقب ابی بکرؓ، جلد ثانی)

۲ - ....عن الزھری عن علی بن الحسین عن علیؓ بن ابی طالب قال کنتُ مع رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ طَلَع ابُوبَکرؓ وعُمَرؓ فقال رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھٰذانِ سَیِّدَا کھولِ اَھلِ الجنّۃ من الاوّلین والآخرین الا النبیّین والمرسَلین یا علیُّ لاتخبرھما۔"

(ترمذی شریف جلد ثانی باب مناقب ابی بکرؓ)

۳ - ....عن الحسن بن زید بن حسن حدّثنی ابی عن ابیہ عن علیؓ رضی اللہ عنہ قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلّم فَاَقبَلَ ابوبکرؓ وعمرؓ فقال ھٰذانِ سَیِّدا کھولِ اھلِ الجنّۃ .... بعد النبیّین والمرسلین ۔" (مُسند امام احمد، مُسندات علیؓ)

۴ - عن الشعبی عن الحارث عن علی قال قال رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ابوبکرؓ وعمرؓ سَیِّدا کھول اھل الجنۃ من الاوّلین والآخرین اِلّا النبیّین والمُرسلین - لاتخبرھما یا علیؓ ما دامَا حیّین۔"

(سنن ابن ماجہ باب فضل ابی بکر الخ)

۵ - ....قال حدثنی علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ کان

Marfat.com

عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جالساً لیس عندہٗ غیرہٗ
اذ اقبل ابوبکرؓ وعمرؓ فقال یا علیؓ ھٰذانِ سیّد اکھولِ اھل الجنۃ
الا النبیّین والمرسلین "

(موضح اوہام الجمع والتفریق للخطیب البغدادی جلد ثانی ص ۱۷۸-۱۷۹
تذکرہ طاہر بن عمر بن ربیع مطبع دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن)

(۶) . . . . عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن جدّہٖ عن علیؓ بن ابی طالب قال
بینما اَنا عند رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ طلع ابوبکرؓ وعمرؓ
فقال یا علیؓ ھٰذانِ سیّدا کھول اھل الجنۃ ما خلا النبیّین والمُرسلین
ممن مضیٰ فی سالف الدھر ومن بقی فی غابرہ یا علی لا تخبرھما
بمقالتی ما عاشا قال علیؓ فلمّا ماتا حدثت الناس بذالک "

(فضائل ابی بکر الصدّیق لابی طالب العشاری ص ۷، طبع مصری
بمع رسالہ انعام الباری علیٰ ثلاثیات البخاری)

(۷) عن سلیمان بن یزید عن ھرم عن علی قال کنت جالساً عند النبی صلی
اللہ علیہ وسلم وفخذہٗ علی فخذی اذ طلع ابوبکر وعمر من مؤخر المسجد
فنظر الیھما نظراً شدیداً فصاعد نظرہٗ فیھما وصوّب فالتفت الیّ وقال
والذی نفسی بیدہٖ انھما لسیّدا کھول اھل الجنۃ من الاوّلین
والآخرین الّا النبیّین والمرسلین الخ (ابوبکر فی الثلاثیات)
(کنز العمّال، ج ۶ ص ۳۶۶ - طبع قدیم - دکن)

۸ - . . . . عن زرّ بن حبیش عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر وعمر سیّدا کھول اھل الجنۃ من الاوّلین
والآخرین الا النبیّین والمرسلین لا تخبرھما یا علی ما عاشا !!

(۱) کنز العمال، ج ۶ ص ۳۶۶ بحوالہ ابی بکر طبع قدیم نجتی کلاں۔
(۲) کنز العمال، ج ۶ ص ۱۴۲ طبع قدیمی طبع اول۔ بحوالہ الضیاء فی المختارۃ عن انس وطس من جابر وابی سعید)۔

روایات ھٰذا کا خلاصہ

علی المرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ وجہہٗ فرماتے ہیں کہ میں حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں موجود تھا (اور ابوبکرؓ و عمرؓ جناب نبی کریم صلعم کی خدمت میں حاضر ہونے لگے) تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف نظر فرما کر مجھے مخاطب کیا اور فرمایا کہ نبیوں اور رسولوں کے علاوہ تمام پختہ عمر کے جنتی لوگوں کے سردار ابوبکرؓ و عمرؓ ہونگے۔ اے علیؓ! تم اس چیز کی فی الحال، ان کو اطلاع نہ کرنا (یعنی اگر مناسب ہوا تو بعد میں میں خود ان کو اطلاع کر دوں گا)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے وصیت کے مطابق حضرت علیؓ نے شیخین کی یہ فضیلت اور بزرگی شیخین کی وفات کے بعد لوگوں میں ذکر کی۔

(فائدہ)

شیخینؓ کی یہ فضیلت بعض دوسرے صحابہ کرام سے بھی مروی ہے مثلاً:

(۱)۔ ترمذی شریف باب مناقب ابی بکر الصدیقؓ میں انس بن مالک اور ابن عباس سے مروی ہے۔

(۲)۔ اور ابن ماجہ باب فضل ابی بکر الصدیق، ص ۱۱، طبع دہلی میں ابو جحیفہ سے مرفوعاً یہ روایت مروی ہے۔

(۳)۔ اور ابن عمرؓ سے تاریخ جرجان ص ۷۷ (معرفۃ علماء اہل جرجان لابی القاسم حمزہ بن یوسف السہمی (المتوفی ۴۲۷ھ) مطبوعہ دائرۃ المعارف دکن، میں یہ روایت باسند کامل مروی ہے۔ اہلِ علم کے لیے بطور اشارہ عرض کر دیا ہے۔

Marfat.com

چونکہ ہمارے سامنے صرف حضرت علیؓ کی روایات پیش کرنا مطلوب تھیں اس لیے دیگر روایات قصداً جمع ہی نہیں کیں، صرف اشارہ کرنے پر اکتفاء کر دیا گیا۔

(۷)

قبولِ روایت کا مسئلہ

ذیل میں حضرت مرتضیٰؓ سے منقول شدہ وہ روایت درج کی جاتی ہے جس میں صدیق اکبرؓ کے بیان پر حضرت علیؓ نے پورا اعتماد و کامل یقین فرماتے ہوئے قبول کیا، اس لیے کہ ان کی روایت سراسر صداقت پر محمول تھی۔

ہم ایک ترتیب سے چند ایک مرویات باسند محدثین و علما سے نقل کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:-

(۱) ..... عن ابی سعید المقبری انه سمع عَلِیّاً ابن ابی طالب یقول ما حُدِّثتُ حَدِیثاً لم اسمعهٗ انا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا اَمَرْتُہٗ ان یقسم باللہ اَنّہٗ سمعهٗ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الّا ابوبکر فانّہٗ کان لا یکذب فحدثنی ابوبکر انه سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما ذکر عبدٌ ذَنْباً اَذْنَبَهٗ فقام حِیْنَ یذکر ذنبهٗ ذالك فیتوضّأ فَاَحْسَنَ وَضُوْئَهٗ ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ اسْتَغْفَرَ اللہَ لِذَنْبِهٖ ذَالِكَ اِلّا غُفِرَ لَهٗ۔

(مُسْنَدُ الحُمَیدی جلد اوّل، ص ۴، ۵۔ احادیث ابی بکر الصدیقؓ۔ مطبوعہ مجلس علمی کراچی و ڈابھیل۔ طبع اوّل۔ از الامام الحافظ ابوبکر عبداللہ بن الزبیر الحُمَیدیؒ، المتوفی ۲۱۹ھ راستاذ البخاریؒ)

(۲) ..... اسماء بن حکم الفزاری عن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عنه الخ " (المصنف لابن ابی شیبۃ المتوفی ۲۳۵ھ جلد ۲ ص ۳۸۷ -
کتاب الصلوات باب فیما یکفر بہ الذنوب مطبوعہ حیدرآباد دکن)

(۳) - عن اسماء بن الحکم الفزاری انہ سَمِعَ عَلِیاً یقول کنتُ اذا سمعتُ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیثاً نفعنی اللہ بما شاء ان ینفعنی منہ وکَانَ اذا حدّثنی غیرہٗ استحلفتہٗ واذا حلف صدّقتہٗ وحدثنی ابوبکر وصدق ابوبکر قال سمعتُ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما مِنْ عَبْدٍ مسلمٍ یذنب ذنباً ثم یتوضّأ ثم یصلّی رکعتین ثم یستغفر اللہ الا غفر اللہ لہٗ "

(۳) مسند امام احمد جلد اوّل، مسانید صدیقی ص ۲ و ۹ مطبوعہ مصری - معہ منتخب کنز العمال - (المتوفی ۲۴۱ھ)

(۴) سُنن ابی داؤد السجستانی جلد اوّل، کتاب الصلوٰۃ - باب الاستغفار ص ۲۲۰ طبع مجتبائی دہلی (المتوفی ۲۷۵ھ)

(۵) المدخل فی اصول الحدیث ص ۳۴ طبع حلب للحاکم النیسابوری المتوفی (۴۰۵ھ)

(۶) "اخبار اصفہانی" لابی نعیم احمد بن عبداللہ الاصفہانی، المتوفی ۴۳۰ھ - جلد اوّل - طبع لیدن، ج ۱، ص ۱۴۲ -

(۷) کتاب فضائل ابی بکر الصدیق لابی طالب محمد علی بن الفتح الحربی العشاری المتوفی ۴۴۶ھ ص، معہ رسائل انعام الباری وغیرہ)

(۸) . . . عن ابی سعید المقبری عن علیؓ بن ابی طالب الخ

(موضح اوہام الجمع والتفریق لابی بکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی المتوفی ۴۶۳ھ، جلد ثانی ص ۱۱۳-۱۱۴ مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن)

نوٹ - اس کے ماسوا محدثین مثلاً ترمذی و ابنِ ماجہ وغیرہما نے بھی روایت ہذا کو حضرت علیؓ سے نقل کیا ہے - اور مسند بزار میں بھی مسانید ابی بکر الصدیقؓ کے تحت حضرت علیؓ کی یہ روایت درج ہے۔

(خلاصۂ روایات)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وکرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے تھے کہ جو روایت مَیں نے سردارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلّم سے خود نہ سُنی ہوتی اور کوئی مجھے بیان کرتا تو مَیں اُس شخص (ناقل) سے پہلے قسم دے کر دریافت کر لیتا کہ آیا تو نے یہ چیز حضور علیہ السلام سے سُنی ہے - ؟

مگر (یہ معاملہ) ابوبکرؓ کے سوا تھا (اس قانون سے میرے نزدیک وہ مستثنیٰ تھے) - یقیناً ابوبکر دروغ گو نہ تھے بلکہ صادق تھے - پس ابوبکرؓ نے مجھے یہ روایت بیان کی (اور سچ کہا) کہ انہوں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے سُنا - جناب نے فرمایا جب کبھی کسی مسلمان سے گناہ سرزد ہو جاتا ہے پھر وہ اس گناہ اور معصیت کے بعد اُٹھ کر اچھی طرح وضو کرتا ہے، پھر دو رکعت نماز (توبہ) ادا کرتا ہے اور استغفار کرتا ہے تو اللہ اس کو معافی دے دیتے ہیں "

فوائد و نتائج

مندرجات بالا نے بتلایا کہ

(۱) یہ حضرات ایک دوسرے سے علمی استفادہ جاری رکھتے تھے جو ان کے باہمی اخلاص اور مودت کی بیّن دلیل ہے -

(۲) حضرت مرتضیٰؓ کو صدیقِ اکبرؓ کی دیانتداری و صداقتِ لسانی پر کامل اعتماد اور پورا وثوق تھا کہ کسی اہم ترین مسئلہ میں بھی ان سے حلف لینے کی حاجت نہ ہوتی - گویا ان کی

Marfat.com

روایت علی الاطلاق مقبول و منظور تھی نہ کہ دوسرے لوگوں کی طرح۔

(۳) نیز یہ معلوم ہوا کہ صدیقؓ کے بیان کردہ مسائل بنی ہاشم کے نزدیک قطعی و یقینی ہوتے تھے ظنی اور مشتبہ اور مشکوک نہیں ہوتے تھے۔ دوسرے لفظوں میں تمام امت سے زیادہ راست گو اور صادق القول اکابرین بنی ہاشم کے نزدیک بھی یہ ذات گرامی تھی جس کا لقب مبارک ہی صدیق ہے۔ پھر اگر یہ ذات والا صفات حضور علیہ السلام سے یہ قول نقل فرمائے کہ "نحن معاشر الانبیاء لا نورث ما ترکنا صدقة" یعنی ہم انبیاء کی جماعت ہیں ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا جو چیز ہم چھوڑ جائیں وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے" تو اس نقل میں بھی کوئی شک اور شبہ نہ ہوگا کہ یقیناً یہ فرمانِ نبوت ہے۔ (فافہم) اللہ کریم ایمان و یقین کی دولت نصیب فرما دیں تو بہت سے مسائل جلد تر حل ہو سکتے ہیں۔"

(تکمیل فوائد)

فوائد ہذا کی تکمیل کے طور پر یہ چیز تحریر کی جاتی ہے کہ قبولِ روایت کا دار و مدار اس شخص کی صداقت اور سچائی پر ہوتا ہے جس قدر اس کی صداقت و سچائی کامل ہوگی اسی قدر اس کی زبان پر اعتماد کلی اور اعتبار تام ہوگا۔ یہاں سیدنا ابوبکرؓ کی روایت ان کی صداقتِ تامہ کی بنا پر علی الاطلاق تسلیم کی جا رہی ہے اور ابوبکر صدیق کا لقب صدیق جو ان کی امتیازی شان کا مظہر ہے۔ یہ عظیم القدر لقب بھی اللہ تعالیٰ نے آسمان سے نازل فرما کر نبوت کی زبان فیض ترجمان سے جاری فرمایا ہے یہ بھی حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ کی وساطت سے ہم کو معلوم ہوا ہے۔ چنانچہ اس مسئلہ کی تائید کے لیے چند مرتضوی روایات معروضِ خدمت ہیں۔ امید ہے آپ کے اطمینان کا باعث ہو سکیں گی (ان شاء اللہ تعالیٰ) اور ان کی باہمی عقیدتمندی کے بیان کا موجب ہونگی۔

(۱) ۔۔۔۔۔ عن ابی یحییٰ قال سمعتُ علیاً یحلفُ باللہِ لانزل اللہُ

Marfat.com

اسم ابی بکر من السماء "الصدیق"

(التاریخ الکبیر للبخاری، ج ۱-ق ۱ ص ۹۹-طبع دکن
تحت تذکرہ محمد بن سلیمان العبدی)

(۲) ـ ..... عن عمران بن ظبیان عن ابی یحییٰ قال سمعتُ علیاً یحلفُ
لانزلَ اللہ اِسْمَ ابی بکر من السماء "الصدیق"۔

(کتاب فضائل ابی بکر الصدیق لامام ابی طالب محمد بن علی بن الفتح العشاری
ص ۴ ۔ مع رسالہ انعام الباری وغیرہ)

(۳) ـ عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ انہ کان یحلف باللہ ان اللہ تعالیٰ
انزل اسمَ ابی بکر من السماءِ "الصدیق"۔ خرّجہ السمرقندی صاحب
الصفوۃ ۔

(الریاض النضرہ لمحب الطبری ۔ باب ذکر اسمہ الصدیق ۔ ج ۱ ص ۶۸)

(۴) ۔ عن علیؓ قال ان اللہ ھو الذی سمّیٰ ابابکر علی لسانِ رسول اللہ صلّی
اللہ علیہ وسلّم صِدّیقاً ۔

(کنز العمال ج ۶ ص ۳۱۴ بحوالہ ابی نعیم فی المعرفۃ
طبع اوّل قدیم ۔ حیدر آباد دکن)

(۵) ۔ حضرت علیؓ کی روایت ہذا کنز العمال میں مندرجہ ذیل حوالہ جات کے ذریعہ بھی منقول
ہے ۔ (کنز العمال بحوالہ طب ۔ ک ۔ وابو الحسن البغدادی فی فضائل
ابی بکرؓ و عمرؓ ج ۶ ص ۳۱۴ ۔ طبع اوّل)

حاصل مطلب یہ ہے کہ

"ابو یحییٰ نے کہا کہ میں نے حضرت علیؓ سے سنا کہ وہ اللہ کی قسم کھا کر فرما رہے
تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکرؓ کا نام "الصدیق" آسمان سے نازل فرمایا"

Marfat.com

نیز یاد رہے کہ سیدنا محمد باقر رحمہ اللہ نے بھی ابوبکر الصدیقؓ کو الصدیق کے لقب سے بڑے اصرار و تکرار سے یاد کیا ہے۔ جیسا کہ حلیہ السیف والی روایت میں مذکور ہے۔ وہ انشاء اللہ عنقریب باب پنجم میں اپنے مقام پر مذکور ہوگی۔ یہاں صرف بطور تائید اس کی یاد دہانی کرادی گئی ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ اس نام و لقب کی تصدیق و تائید میں شیعہ و سنی تمام حضرات متفق ہیں۔

(۱) روایت حلیۃ السیف از حلیۃ الاولیاء، ابونعیم اصفہانی، ج ۳ ص ۱۸۵ - تذکرہ محمد باقرؒ -

(۲) روایت حلیۃ السیف از کشف الغمۃ فی معرفۃ الائمۃ از علی بن عیسیٰ الاربلی الشیعی" - ج ۲ ص ۲۶۰ طبع جدید تبریز ایران معہ ترجمہ فارسی)

(۸)

سیدنا ابوبکر الصدیقؓ کی تقدیم اور پیشوائی پر دین و دنیا دونوں اعتبار سے حضرت علیؓ خوشنود اور راضی تھے

اِس مضمون کے متعلق حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ وجہہٗ کی بیان فرمودہ بعض روایات پیش کی جا رہی ہیں ان کو ناظرین کرام بہ نظرِ غائر ملاحظہ فرمادیں اور دونوں بزرگوں کے مابین تقرب و تعلق اور تعاون و تراضی کا خود اندازہ لگائیں۔ مزید کسی تشریح و توضیح کی حاجت نہیں۔

(۱) ... "عن ابی بکرا الہذلی عن الحسن قال قال علیؓ لما قبض النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم نظرنا فی امرنا فوجدنا النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم قد قدم ابا بکرٍ فی الصلوٰۃ فرضینا لدنیانا من رضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لدینا فقدمنا ابا بکرٍ"

Marfat.com

(طبقات ابن سعد تذکرہ ابی بکرؓ، ج ۳ ص ۱۳۰ ق اول طبع لیدن)

مطلب یہ ہے کہ

"ابوبکر ہذلی حسن سے ذکر کرتا ہے اس نے کہا کہ علیؓ المرتضیٰ نے فرمایا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو ہم نے اپنے (دینی معاملہ میں) غور و فکر کیا تو معلوم ہوا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں ابوبکرؓ کو (باقی لوگوں سے) مقدم کیا پس ہم اپنے دنیاوی اُمور کے لیے اسی شخص پر رضامند ہو گئے جس کو رسولِ خدا نے ہمارے دین کے لیے پسند فرمایا تو ہم نے ابوبکرؓ کو مقدم کیا۔"

(۲) ..... عن الضحاك عن نزال بن سبرة قال وافقنا من علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ذات یوم طیب نفس فقلنا یا امیر المؤمنین اخبرنا عن ابی بکر بن قحافة قال ذالك امرأ سماه اللہ الصدیق علی لسان جبریل و لسان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کان خلیفة رسول اللہ علی الصلوٰة رضیه لدیننا فرضیناه لدنیانا۔"

(کتاب فضائل ابی بکر الصدیق للعشاری المتوفی سنہ ۴۴۶ھ طبع مصر)

(۳) ..... عن النزال بن سبرة الهلالی قال وافقنا من علیؓ طیب نفس و مزاح فقلنا یا امیر المومنین حدثنا عن اصحابك قال کل اصحاب رسول اللہ اصحابی قلنا حدثنا عن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال سلونی قلنا حدثنا عن ابی بکر قال ذاك امرأ سماه اللہ الصدیق علی لسان جبرئیل و لسان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کان خلیفة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الصلوٰة رضیه لدیننا فرضیناه لدنیانا۔"

(اسد الغابہ لابن اثیر الجزری المتوفی سنہ ۶۳۰ھ جلد ثالث ص ۲۰۱۶ تذکرہ ابی بکر الصدیق۔ مطبوعہ طہران۔)

Marfat.com

(۴) ۔عن نزال بن السبرۃ قال وافقت من علیؓ الخ (تمام روایت سابقہ کے موافق ہے) قالوا اخبرنا عن ابی بکر بن ابی قحافۃ قال ذاک امرؤ سمّاہ اللہ الصدیق علی لسانِ جبریل علیہ السّلام وعلی لسانِ محمدٍ صلّی اللہُ علیہ وسلّم کان خلیفۃ رسولِ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم رضیہ لدینِنا فرضیناہ لدُنیانا ۔ خرّجہ الخلعی وابن السمان فی الموافقۃ ۔

(الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ لمحب الطبری متوفّٰی ۶۹۴ھ
باب ذکر اسمہ الصدیق، ج ۱ ص ۶۸ ۔ طبع مصری)

نمبر (۲-۳-۴) میں مندرجات کا خلاصۂ کلام یہ ہے کہ

نزال بن سبرۃ ہلالی نے کہا کہ علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی خوش مزاجی کی حالت میں ہم ان سے ملے، ہم نے کہا کہ اے امیر المؤمنین اپنے اصحاب کے متعلق فرمایئے تو آپ نے فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم کے تمام اصحاب رفقاء میرے رفیق اور ساتھی ہیں پھر ہم نے عرض کی ان کے متعلق بیان فرمایئے آپ نے فرمایا دریافت کرو ہم نے گذارش کی کہ ابوبکرؓ کے مقام و منزلت کے متعلق ارشاد فرمایئے تو حضرت علیؓ فرمانے لگے کہ یہ وہ شخص ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جبریلؑ و رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم دونوں کی زبان پر ان کا نام "صدیق" رکھا ہے ۔ اور وہ نماز میں رسولِ خدا صلعم کا خلیفہ اور قائم مقام ٹھہرے ۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے ہمارے دین کے لیے جب ان کو پسند کر لیا تو ہم اپنے دنیاوی معاملات کے لیے بھی ان پر رضامند ہو گئے "

(۵) ۔ ۔ ۔ ۔ عن الحسن البصری عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال قدّم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ابا بکرؓ فصلّی بالناس وانی لشاھدٌ

Marfat.com

غَيْرُ غَائِبٍ وَاِنِّیْ صَحِيْحٌ غَيْرُ مَرِيْضٍ وَلَوْشَآءَ اَنْ يُّقَدِّمَنِیْ لَقَدَّمَنِیْ فرضينا لِدُنْيَانَا مَنْ رَضِيَهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ لِدِيْنِنَا ۔

د اُسد الغابہ لابن اثیر الجزری، ج ۳، ص ۲۲۱ ۔

تذکرہ ابی بکر الصدیق ۔ طبع طہرانی ۔

یعنی حسن بصریؒ حضرت علیؓ سے ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو مقدم کیا۔ پس انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی، (حالانکہ) میں حاضر و موجود تھا، غائب نہیں تھا۔ اور میں تندرست و صحت مند تھا کوئی مریض نہیں تھا (اور نہ ہی معذور تھا)، اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے مقدم فرمانا چاہتے تو مقدم فرما سکتے تھے۔ پس اللہ اور رسولؐ نے جس شخص کو ہمارے دین کے لیے اختیار اور پسند فرمایا تو ہم اپنے دنیاوی اُمور میں بھی اس پر راضی اور خوشنود ہو گئے۔"

مُرتضویؓ مَروِیات کے فوائد

(۱) مرضِ وفاتِ نبوی کی آخری نمازیں پڑھانیوالے صدّیقِ اکبرؓ تھے اور ان کی یہ قائم مقامی فرمانِ نبوّت کی وجہ سے تھی، اتفاقیہ امامِ نماز نہیں بن گئے تھے بلکہ رسولِ خدا صلعم کے فرمان سے بنائے تھے۔

(۲) حضرت ابوبکر الصدّیقؓ کی نماز میں پیشوائی و تقدّم کو بمع حضرت علیؓ کے سب صحابۂ کرامؓ نے ان کی خلافت میں پیشوائی کے لیے حجّت و دلیل قرار دیا یعنی ان حضرات کے مشورہ، تدبّر، تفکّر کے بعد یہی نتیجہ برآمد ہوا کہ پنجگانہ نمازوں میں ابوبکرؓ کا امام بننا ان کے امیر و خلیفہ بننے کی اہلیّت و صلاحیّت کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

(۳) نیز یہ بھی واضح ہو گیا کہ صدّیقِ اکبرؓ کی خلافت و امارت میں پیشوائی و پیش قدمی پر

یہ سب حضرات راضی اور خوش تھے نہ کسی کو مجبور کیا گیا نہ کسی پر قہر کیا گیا، نہ کسی پر دباؤ ڈالا گیا۔ اور اس کے برعکس جو تشدد و تجبر کی داستانیں اس موقعہ پر لوگ بیان کرتے ہیں حضرت علی المرتضیٰؓ کے ان بیانات نے اور ان کے عمل و تعاون نے ان کی تردید کر دی ہے۔

مزید برآں یہ چیز ہے کہ جبر و قہر بیان کرنے والی روایات حضرت علی المرتضیٰؓ کی شانِ شجاعت و قوتِ حیدری کی تنقیص کرتی ہیں فلہٰذا وہ روایات قابلِ ردّ و لائقِ ترک ہیں۔

احباب کی جانب سے ایک روایت

مندرجہ بالا مروّیات کے بعد حضرت علیؓ کی ایک روایت شیعہ کتب سے بھی یہاں ذکر کر دینا ہم مناسب خیال کرتے ہیں۔ حضرت مرتضیٰ کے اس قول میں یہ اعتراف کیا گیا ہے۔ کہ خلافت کے سب سے زیادہ حقدار صدیق اکبرؓ ہیں "یارِ غار" ہیں، ان کا لقب "ثانی اثنین" ہے اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنی زندگی مبارک میں ان کو نماز پڑھانے کا ارشاد فرمایا تھا۔ ابوبکر (احمد بن عبدالعزیز) الجوہری شیعی کی یہ باسند روایت ہے جو ابن ابی الحدید شیعی نے اپنی شرح نہج البلاغہ میں دو مقام میں درج کی ہے۔ سیدنا علی اور زبیر بن العوام نے ابوبکر الصدیق کی فضیلت و عظمت کا اقرار کیا ہے۔ عبارت ملاحظہ فرمادیں طویل کلام میں سے یہ چند جملے درج کیے جاتے ہیں۔

..... وَاِنَّا نرلی ابابکر احق الناس بہا "انہ لصاحب الغار" وثانی اثنین" وانا لنعرف لہٗ سنّہٗ" ولقد امرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم بالصلوٰۃ وھو حیّ"

یعنی (علیؓ و زبیرؓ) فرماتے ہیں کہ تحقیق ہم ابوبکرؓ کو (خلافت کے لیے) سب

Marfat.com

لوگوں سے زیادہ مستحق سمجھتے ہیں، یقیناً صاحبِ غار ہیں، ان کا لقب ثانی اثنین ہے۔ ہم ان کی بزرگی و شرافت کے معترف ہیں۔ حضور نبیٔ مقدس علیہ السّلام نے اپنی حیات میں ان کو تمام لوگوں کی نماز کا امام مقرر فرمایا۔"

(شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید شیعی، جلد اوّل جزء ششم ص ۲۹۳ تحت ذکر اخبار السقیفہ۔

(شرح نہج البلاغہ ج ا ص ۱۵۴، ج ۲، ص ۲۸ ۔طبع بیروتی)

تنبیہ

ہم قبل ازیں بیعت کی بحث میں اس روایت کو اپنی کتابوں سے بھی پیش کر چکے ہیں۔ اب صدیقی فضائل کے اعتراف کے درجہ میں شیعی علماء کی طرف سے بطورِ تائید ذکر کر دی گئی۔

(۹)

حضرت ابوبکر الصدّیقؓ کے انتقال کے موقعہ پر حضرت علیؓ کی طرف سے اظہارِ تاسّف کے کلمات اور اقرارِ فضیلت کے بیانات

علامہ سیوطیؒ نے حافظ ابن عساکر کے حوالہ سے "تاریخ الخلفاء" میں روایت نقل کی ہے وہ ذکر کی جاتی ہے:

(۱) واخرج ابن عساکر عن علیؓ انہ دخل علی ابی بکر وھو مسجّی الخ

"یعنی ابن عساکر نے حضرت علیؓ سے روایت تخریج کی ہے کہ ابوبکرؓ کی وفات کے موقعہ پر در آنحالیکہ ان پر چادر ڈالی ہوئی تھی حضرت علی المرتضیٰؓ

Marfat.com

تشریف لائے۔" (تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۴۴، طبع مجتبائی دہلی فصل فیما ورد من کلام الصحابہ فی فضلہ)

(۲) لغت حدیث کی کتاب "الفائق" میں جار اللہ زمخشری نے روایت لکھی ہے کہ:۔

لما مات (ابوبکرؓ) قام علی بن ابی طالبؓ علیٰ باب البیتِ الذی هو مسجّیٰ فیه فقال کُنتَ واللہ للدِّیْن یعسوباً اوّلاً حین نفر الناسُ عنه وآخراً حِینَ فَلُّوا ۔ ۔ ۔ ۔ کُنتَ کالجَبَلِ لا تحرّکه العَواصِف ولا تُزِیلُه القَواصِف۔"

"خلاصۂ کلام یہ ہے جب ابوبکر الصدیق فوت ہوتے ہیں تو حضرت علیؓ اس مکان کے دروازہ پر جس میں صدیق اکبرؓ کی نعش پر چادر ڈالی ہوئی تھی، تشریف لاکر کھڑے ہوتے اور (صدیقِ اکبرؓ کو خطاب کرکے) فرمانے لگے کہ اللہ جل شانہٗ کی قسم آپ دین کے لیے ابتدائی مراحل میں سبقت کرنے والے اور پیشرو تھے جس دور میں دین سے لوگ متنفر تھے اور آخر دور میں بھی آپ (پیش قدم) رہے جبکہ لوگ ضعیف اور بزدل ہو رہے تھے اور (اپنی راستے کو انہوں نے کمزور سمجھا تھا) آپ دین کے معاملات میں اس پہاڑ کی طرح مضبوط رہے جس کو سخت تر ہوائیں متحرک نہ کر سکیں اور اور توڑ ڈالنے والی آندھیاں اپنی جگہ سے زائل نہ کر سکیں" (یعنی انتقالِ نبوی کے بعد فتنۂ ارتداد میں آپ ثابت قدم و راسخ عمل رہے۔"

(کتاب "الفائق" جار اللہ زمخشری جلد اوّل (سین مع الجیم) ج ۱ ص ۲۸۴ سن تالیف ہذا ۵۱۶ھ طبع حیدر آباد دکن)

(۳)۔ اس مقام کی تیسری وہ روایت ہے جو اسید بن صفوان سے منقول ہے۔ روایت

Marfat.com

کافی طویل ہے۔ ہم مختصراً اس کے چند کلمات یہاں نقل کرتے ہیں جو دوسری روایات کے ذریعہ مؤید و موثق ہیں۔ ابن عبدالبرؒ نے استیعاب میں اور جزری نے اسد الغابہ میں، محب الطبری نے ریاض النضرہ میں اور علی متقی نے کنز العمال میں درج کی ہے اور منقول عنہ ماخذ کا حوالہ ساتھ دیدیا ہے۔

.... عن اسید بن صفوان وکانت لہٗ صحبۃ بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لمّا تُوَفّی ابوبکر رضی اللہ عنہ ورجّت المدینۃ بالبکاء ودھش الناس کیوم قبض النبی صلی اللہ علیہ وسلّم جاء علی بن ابی طالب مسرعًا باکیًا مسترجعًا وھو یقول الیوم انقطعت خلافۃ النبوّۃ حتّٰی وقف علی باب البیت الذی فیہ ابوبکرؓ ثم قال رحمک اللہ یا ابابکر کنتَ اوّل القوم اسلامًا واخلصھم ایمانًا واکثرھم یقینًا الخ.....

(۱) الاستیعاب تحت تذکرہ اسید بن صفوان، ص ۴۲ جلد اوّل معہ اصابہ۔ طبع مصری۔

(۲) اُسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، جلد اوّل، ص ۹۰-۹۱۔ طبع تہران تحت تذکرہ اسید بن صفوان۔

(۳) ریاض النضرہ محب الطبری ج ۱ ص ۲۳۹۔ بحوالہ ابن السمانؒ الجوزقی۔

(۴) کنز العمال ج ۶ ص ۳۲۵۔ طبع اوّل قدیم بحوالہ ابن مندہ وابونعیم والخطیب بغدادی۔ ابن عساکر۔ ابن نجار۔ والحاملی وغیرہم۔

ماحصل یہ ہے کہ اسید بن صفوان کو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی صحبت حاصل تھی۔ اسید کہتے ہیں کہ جب ابوبکرؓ کا انتقال ہوا اور اہلِ مدینہ گریہ زاری سے مضطر ہو گئے اور اس طرح لوگ متحیر و پریشان ہوئے جس طرح وصالِ نبویؐ

Marfat.com

کے روز لوگ مدہوش ہو گئے تھے تو علی بن ابی طالب جلدی کرتے ہوئے گریہ کی حالت میں اِنَّا لِلّٰہ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن کہتے ہوئے پہنچے۔ اور فرمانے لگے آج روز نبوت کی رسالت، خلافت و نیابت ختم ہو گئی اور جس مکان میں ابوبکرؓ رکھے گئے تھے اس کے دروازہ پر کھڑے ہو کر فرمایا اَے ابوبکرؓ! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم و کرم فرماتے۔ آپ تمام قوم میں سے اسلام لانے میں سابق تھے اور ایمان میں مخلص تھے اور یقین میں زیادہ تھے۔ الخ

خلاصہ یہ کہ علی المرتضیٰ نے یہاں بہت سے فضائل و کمالاتِ صدیقی بیان فرمائے۔

اقرارِ فضیلت کی روایتیں

(۱) ..... عن ابن ابی ملیکہ قال سمعت ابنَ عبّاسؓ یقول لما وضع عُمرُؓ بن الخطّاب علی سریرہ فتکفّنہ النّاس یدعون لہٗ وانا فیہم فجاء علی بن ابی طالب فقال انی کُنتُ لَاَظُنُّ اَنْ یَّجْعَلَکَ اللہ تعالیٰ مع صَاحِبَیْکَ وذالک انی کنت اکثر ان اسمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم یقول ذَھَبْتُ انا وابوبکرؓ وعمرؓ ودخلتُ انا وابوبکرؓ وعمرؓ وخرجت انا وابوبکرؓ وعمرؓ وانی کنتُ اَظُنُّ ان یجعلک اللہ مَعَھُمَا۔"

(۱) بخاری شریف جلد اوّل، ص ۵۲۰۔ باب مناقب عمرؓ طبع نور محمدی دہلی۔

(۲) المستدرک للحاکم، ج ۳ ص ۶۸۔ طبع حیدر آباد دکن)

یعنی ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ (وفات کے بعد) جب عمر بن الخطاب چارپائی پر رکھے گئے تو لوگ گرد و پیش جمع ہوتے، کلمات دعائیہ ان کے حق میں کہہ رہے تھے تو علی المرتضیٰ تشریف لاتے اور عمر فاروق کو (خطاب کر کے) فرمانے لگے کہ میرا یہی گمان تھا کہ اللہ تعالیٰ تجھے اپنے دونوں دوستوں (یعنی نبی اقدسؐ اور ابوبکرؓ) کا ہم نشین اور ساتھی بنائے گا اس لیے کہ میں رسولِ خدا

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم سے اکثر سنتا تھا، آپ فرماتے تھے کہ میں اور ابوبکرؓ و عمرؓ (فلاں کام) کے لیے چلے، اور میں اور ابوبکرؓ و عمرؓ (فلاں مقام میں) داخل ہوئے، اور میں و ابوبکرؓ و عمرؓ (فلاں جگہ سے) رخصت ہوئے۔ اس چیز سے (اے عمرؓ بن الخطاب) میں یہی خیال کرتا تھا کہ ان دونوں حضرات کے ساتھ آپ کو معیت و صحبت (ہمیشہ) نصیب رہے گی۔"

ایک گذارش

اِس روایت میں اگرچہ براہِ راست حضرت عمرؓ کی وفات کے موقعہ پر حضرت علیؓ کا موجود ہونا ثابت ہو رہا ہے تاہم حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت و عظمت بھی ثابت ہو رہی ہے۔ اس بنا پر اس کا یہاں اندراج کر دیا اور "فاروقی تعلقات" حصّہ دوم میں بھی اِن شاء اللہ پھر اس کو نقل کیا جائے گا۔ اسی طرح آئندہ روایت ابوطالب عشاری کا یہی حال ہے۔

(۲) . . . . عن سوید بن غفلۃ عن علی بن ابی طالب قال لمّا تُوُفِّیَ ابوبکرؓ وعُمَرُؓ قال علی بن ابی طالب من لکم تبتلیہما رزقنی اللہ المضیّ علی سبیلہما فانّہ لایبلغ مبلغہما الا باتباع آثارہما فالحب لہما فمن احبّنی فلیحبہما ومن لم یحبّنی فقد ابغضہما وانا منہ بَرِیْءٌ۔"

(فضائل ابی بکر الصدیق لابی طالب العشاری، ص ۷۔ مطبوعہ من المکتبۃ السلفیہ ملتان۔ طبع مصر)۔

حاصل یہ ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ فوت ہو گئے تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ (لوگو!) ان دونوں جیسا تمہارے لیے کون ہے؟ ان کے راستہ پر چلنا اللہ تعالیٰ ہمیں نصیب فرمائے، ان کے نقشِ قدم پر چلنے اور ان کے

Marfat.com

ساتھ محبت رکھنے سے ہی ان کے مقام پر پہنچا ہو سکتا ہے جو شخص مجھ سے محبت و دوستی رکھتا ہے چاہیے کہ وہ ان دونوں سے ضرور محبت رکھے اور جو میرے ساتھ دوستی نہیں رکھتا پس اس نے ان دونوں کے ساتھ عداوۃ اور بغض رکھا اور میں ایسے شخص سے بری ہوں"۔

"نتائج"

(۱) حضرت سیدنا ابوبکر الصدیقؓ کے انتقال معلوم ہونے پر حضرت علیؓ گریہ زاری کرتے ہوئے ان کے پاس پہنچے ہیں۔

(۲) پھر اظہار تاسف کرتے ہوئے ابوبکر الصدیقؓ کے نہایت قیمتی فضائل و کمالات لوگوں کے سامنے بیان فرمائے اور خاص طور پر عجیب نکتہ بیان کیا کہ نبوۃ کی "حقیقی قائم مقامی" (یعنی خلافت بلافصل) صرف اس ذات گرامی کو حاصل تھی وہ آج ختم ہو گئی (یعنی اب جو خلیفہ ہوگا وہ خلیفۂ رسولؐ ہوگا بلکہ خلیفہ کا خلیفہ ہوگا)

(۳) نیز گواہی دی کہ صدیق اکبر اسلام لانے میں سب سے سابق اور پیش قدمی کرنے والے تھے۔ ایمان میں کامل الاخلاص تھے۔ اور بیان کیا کہ ابوبکرؓ و عمر بن الخطاب دونوں عالم دنیا میں جس طرح نبی اقدس صلعم کے ہم نشین و مصاحب رہتے تھے اسی طرح عالم آخرت میں بھی ان کو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت و صحبت نصیب رہے گی۔

(۴) اور فرمایا کہ ابوبکر الصدیقؓ کی شان کا کوئی فرد لوگوں میں نہیں تھا، خدا کرے ہم کو ان کی تابعداری حاصل ہو اور محبت میسر ہو جو میرے ساتھ محبت و دوستی رکھتا ہے۔ اس پر لازم ہے کہ ان سے محبت قائم رکھے ورنہ میں اس سے بری ہوں۔

(۵) مندرجہ مرویات سے واضح ہوا کہ خلیفہ بلافصل، ابوبکرؓ کی وفات اور ان کی تجہیز

Marfat.com

تکفین و جنازہ و تدفین کے مواقع میں حضرت علیؓ شامل اور موجود تھے نقل و عقل اس چیز سے انکار کرتی ہے کہ عین نمازِ جنازہ کے وقت پر حضرت علیؓ کہیں پس و پیش ہو گئے تھے۔ حالانکہ نماز سے قبل و بعد وہیں تشریف رکھتے تھے۔"

(۱۰)

شیخینؓ کی سیرت کا سیرتِ نبویؐ کے ساتھ اتحاد

حضرت علیؓ مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بیانات کے ذریعہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر الصدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کی سیرت اور عمل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و عمل کے موافق و مطابق تھا۔ اس مسئلہ پر حضرت علیؓ کی مندرجہ ذیل روایات شہادت دیتی ہیں:۔

(۱) ..... عن عبد خیر قال قام علیؓ علی المنبر فذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واستخلف ابوبکر رضی اللہ عنہ فعمل بعملہ وسار بسیرتہ حتی قبضہ اللہ عزوجل علی ذالک ثم استخلف عمر علی ذالک فعمل بعملہما وسار بسیرتہما حتیٰ قبضہ اللہ عزوجل علی ذالک۔"

(۱) الفتح الربانی مع بلوغ الامانی، ج ۲۲ ص ۱۸۴ طبع مصری (عبدالرحمٰن البناء)
مسند احمدؒ ج ۱ ص ۱۲۸، مسندات مرتضوی جلد اول طبع مصری معہ منتخب کنز

(۲) فضائل ابی بکر الصدیق، ص ۵ - ابوطالب العشاری۔

(۳) مجمع الزوائد لنورالدین الہیثمی جلد ۵ ص ۱۷۶ - کتاب الخلافۃ باب الخلفاء الاربعہ - رواہ احمد و رجالہ ثقات۔

حاصل کلام یہ ہے "عبد خیر کہتے ہیں کہ (ایک دفعہ) حضرت علیؓ منبر پر بیٹھ کر

فرمانے لگے کہ رسولِ خدا صلعم نے انتقال فرمایا اور ابوبکرؓ خلیفہ منتخب ہوئے انہوں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے طریقۂ کار کے مطابق عمل درآمد کیا اور حضور علیہ السلام کی سیرت کے موافق کام رواں رکھا حتیٰ کہ ان کی وفات ہوئی پھر عمرؓ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے بھی رسولِ خدا صلعم اور ابوبکر دونوں کے مطابق کام سرانجام دیا اور ان کی سیرت کے موافق کام کیا۔

اسی روش اور طرز و طریق پر ان کی وفات ہوئی۔"

اس کے بعد حضرت علیؓ کے فرامین میں مزید یہ چیز مذکور ہے۔ فرماتے ہیں کہ مجھے صدیق اکبرؓ کی مخالفت کرنے سے حیا آتی ہے۔"

چونکہ صدیق اکبر کا ہر کام اور ہر عمل سنتِ نبویؐ کے عین مطابق پایا جاتا تھا اس بنا پر حضرت علیؓ امورِ خلافت میں ان کے خلاف کرنے سے حیا فرماتے تھے۔

چنانچہ ذیل کی عبارت ملاحظہ ہو۔ ابوطالب العشاری اپنے فضائل میں ذکر کرتے ہیں:۔

..... عن مغیرہ عن الشعبی قال قال علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ انی لاستحی من ربی ان اخالف ابابکرٍ۔"

(۱) فضائل ابی بکر الصدیق ص ۴ لابی طالب العشاری (ہو تلمیذ دارقطنی معہ دیگر رسائل انعام الباری وغیرہ)

(۲) کنز العمال بحوالہ العشاری جلد ۶ ص ۳۱۴ طبع اول۔

ترجمہ: علی المرتضیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے ابوبکرؓ کی مخالفت کرنے میں اللہ سے حیا آتی ہے۔"

اہلِ علم کی آگاہی کے لیے ذکر کیا جاتا ہے جس طرح ابوطالب العشاری نے حضرت علیؓ کا یہ قولِ مذکور نقل کیا ہے اسی طرح شیعہ علماء نے بھی مسئلہ فدک کے بارے میں

Marfat.com

حضرت علیؓ کا یہ فرمان ذکر کیا ہے (اور قبل ازیں بحث فدک میں ہم نے اس کو درج کیا ہے)

شیعہ کے مجتہد اعظم سید مرتضیٰ علم الہدیٰ نے اپنی تصنیف الشافی میں ابو عبداللہ محمد بن عمران المرزبانی الخراسانی شیعی سے اس موقعہ کی باسند روایات نقل کی ہیں ان میں حضرت علیؓ کا یہ قول مذکور ہے اور حدیدی شیعی نے بھی قول ہذا کو درج کیا ہے۔

... فلمّا وصل الامر الی علی بن ابی طالب علیہ السّلام کلّم فی ردّ فدك فقال اِنّی لَاَستَحیی مِنَ اللّٰہِ اَن اَرُدَّ شَیئًا مَنَعَ مِنہُ اَبُوبَکرٍ وَ اَمضَاہُ عُمَرُ"

"یعنی جب (خلافت کا) معاملہ حضرت علیؓ کی طرف پہنچا تو واپسیٔ فدک کا قضیہ پیش ہوا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے حیا آتی ہے جس چیز کو ابوبکرؓ نے منع کر دیا اور عمرؓ نے اس منع کو جاری رکھا اس چیز کو میں لوٹا دوں اور واپس کر دوں"

(۱) کتاب الشافی بمع تلخیص، ص ۲۳۱ - طبع قدیم ایرانی۔

(۲) شرح نہج البلاغہ حدیدی بمج ۴ ص: ۱۳۰ - طبع بیروتی تحت اخبار السقیفہ)

یہاں سے معلوم ہوا کہ شیخینؓ کی سیرت عملی حضرت علیؓ کے نزدیک درست تھی۔ اس بنا پر ان چیزوں میں حضرت علیؓ نے کسی قسم کا تصرف نہیں کیا بلکہ قولاً و عملاً ان کی تصدیق و تائید کی جس سے ان حضرات کی باہمی شانِ اتحاد و اتفاق نمایاں ہوتی ہے۔

نیز ذیل میں چند مزید روایات پیش کی جاتی ہیں جن میں حضرت علیؓ نے اپنے دورِ خلافت میں صدیقِ اکبرؓ اور فاروقِ اعظمؓ کی سیرت اور کردار کو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے موافق و مطابق قرار دیا اور ان کی عملی زندگی کو بہترین سیرت تسلیم کیا ہے۔

Marfat.com

(۱)

ثُمَّ ان المُسلِمِیْنَ من بعدِہٖ اِستَخلَفُوْا اَمِیرَیْنِ منہم صَالِحَیْنِ فَعَمِلَا بالکتاب والسُّنَّۃ واحسنا السیرۃ ولَمْ یَعْدُوا السُّنَّۃَ ثم تُوُفِّیَا رَحِمَہُمَا اللہ تعالیٰ "

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ:

"نبی پاک (ص) کے بعد مسلمانوں نے اپنی جماعت سے اپنے دو امیر (یکے بعد دیگرے) تجویز کیے جو نیک اور صالح افراد تھے۔ پس ان دونوں نے کتاب و سُنّت پر عمل درآمد کیا۔ اور ان کی سیرت و کردار بہت عمدہ تھا۔ سُنّتِ نبوی سے انہوں نے (سرِ مُو) تجاوز نہیں کیا۔ پھر وہ (اسی حالت پر) فوت ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں پر اپنی رحمت نازل فرماتے"

(۱) شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید شیعی جلد اوّل، ص ۲۹۵۔ جزء ششم طبع قدیمی ایران۔ جلد ثانی ص ۳۵۔ طبع بیروتی۔

(۲) ناسخ التواریخ جلد سوم۔ کتاب دوم ص ۲۸۶ تحت منشور امیر المومنینؑ بر مردم مصر

مندرجہ بالا کلام حضرت علیؓ کے اس خط کا اقتباس ہے جو آپ نے اپنے مخلص آدمی قیس بن سعد بن عبادہ کو، لکھ کر مصر کا والی بنا کر مصر روانہ کیا۔ اس خط میں شیخین کی یہ فضیلت حضرت علیؓ نے تحریر فرمائی تھی۔

(۲)

اما بعد فان اللہ بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانقذ بہ من الضلالۃ ونعش بہ من الھلکۃ وجمع بہ بعد الفرقۃ ثم قبضہ اللہ الیہ وقد ادّی ما علیہ ثم استخلف الناس ابا بکر ثم استخلف ابو بکرؓ عمرؓ واحسنا السیرۃ وعدلا فی الامۃ ... الخ

Marfat.com

"خلاصہ یہ ہے کہ (حمد وثنا کے بعد) حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مبعوث فرمایا۔ پھر ان کے ذریعہ (لوگوں کو) گمراہی اور ہلاکت سے بچایا اور افتراق کے بعد (قوم کو) مجتمع فرمایا۔ پھر اللہ نے ان کو اپنی جانب قبض فرما لیا اور انہوں نے اپنی ذمہ داری کو مکمل فرمایا۔ پھر لوگوں نے ابوبکرؓ کو خلیفہ بنایا۔ اس کے بعد ابوبکرؓ نے عمرؓ کو تجویز کیا اور ان دونوں نے بہترین سیرت کا نمونہ پیش کیا اور دونوں بزرگوں نے اُمتِ مسلمہ میں عدل وانصاف قائم کیا۔"

(ناسخ التواریخ، جلد سوم از کتاب دوم ص ۲۴۱ طبع ایران
باب کتاب صفین از کتب امیر المؤمنین علیہ السلام
تصنیف مرزا تقی لسان الملک شیعی وزیر اعظم چاہ قاچار)

ناظرین کرام پر واضح ہو کہ جب امیر معاویہؓ کی طرف سے حبیب بن مسلمہ الفہری و شرحبیل بن السمط وغیرہما حضرت علیؓ کے پاس حضرت عثمانؓ کے (خون) کے بارہ میں کلام کرنے کے لیے آئے اس وقت حضرت علیؓ نے ایک خطبہ دیا ہے جس میں یہ مندرجۂ بالا عبارت ہے۔

خلاصۂ مندرجات

(۱) حضرت علیؓ کے بیانات نے یہ مسئلہ صاف کر دیا کہ شیخینؓ (سیدنا ابوبکرؓ و سیدنا عمر الفاروقؓ) بڑے عمدہ کردار کے مالک تھے۔

(۲) مسلمان قوم کے حق میں منصف وعادل تھے، ظالم وجابر وغاصب نہیں تھے۔

(۳) کتاب وسنت پر عمل درآمد کرنے والے تھے۔

(۴) "سنتِ نبوی" کے برخلاف کرنے والے نہیں تھے۔

حاصل یہ ہے کہ "حضرت علیؓ نے بیانات کے ذریعہ شیخینؓ کے حق میں اپنا نظریہ

Marfat.com

اور عندیہ بر ملا ظاہر فرما دیا۔ چشم بصیرت درکار ہے جو اس کی قدر شناسی کر سکے۔

(۱۱)

باب چہارم میں مختلف انواع کے مناقب و محامدِ صدیقی حضرت علیؓ کی زبانی بیان کیے گئے۔ اس ضمن میں اب گیارھویں قسم شروع کی جا رہی ہے۔ اس کے متصل بعد بارھویں صنف انشاء اللہ ذکر ہو گی۔

یازدہم نوع میں حضرت ابوبکر الصدیقؓ کی تعریف و توصیف و توثیق مندرجہ ذیل الفاظ میں حضرت علی المرتضیٰؓ نے اپنے دورِ خلافت میں منبروں پر بر ملا بیان فرمائی اور علی الاعلان مجالس میں ذکر کی۔ صدیقؓ کے مقام و منزلت کا جب بھی مسئلہ سامنے آیا تو اس وقت بڑے واضح الفاظ میں مفصل مفہوم کے ساتھ اس کو سمجھایا۔ اس میں کوئی خفا اور پوشیدگی نہیں کی تاکہ کوئی شخص تقیہ کا گمان نہ کر سکے۔ اور عموماً مروّیات میں یہ الفاظ مذکور ہوتے ہیں:
خَیْرُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ، اَفْضَلُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ، خَیْرُ النَّاسِ، اَفْضَلُ النَّاسِ، اَشْجَعُ النَّاسِ وغیرہ۔ یعنی بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم صدیقؓ کا یہ مقام ہے۔

پھر یہ واضح رہے کہ مذکورہ الفاظ حضرت علیؓ سے نقل کرنے والی ایک جماعت معتبر ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے ازالۃ الخفاء، ج ۱ ص ۷ و ج ۱ ص ۳۱۶ فارسی کامل طبع قدیم میں فرمایا ہے کہ:

"ازدی (علی المرتضیٰ) بطریقِ تواتر ثابت شدہ کہ بر منبر کوفہ در وقت خلافت مے فرمود"

پھر فرماتے ہیں کہ

واما موقوفۃ فمنہ خیر ھٰذہ الامۃ ابوبکرؓ ثم عمر متواترۃ نقلاہ ثمانون نفساً عن علیؓ۔ الخ

مطلب یہ ہے کہ صدیقؓ کی یہ فضیلت حضرت علیؓ سے تواتر کے طور پر منقول

Marfat.com

ہے اور حضرت علیؓ کوفہ میں اپنی خلافت کے دوران منبروں پر اس کو بیان فرماتے تھے۔"

اسی طرح سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں علامہ ذہبی سے بھی یہی نقل کیا ہے:

"ھٰذا متواتر عن علیؓ"

"یعنی یہ صدیقی فضیلت علی المرتضیٰؓ سے تواتر منقول ہے۔"

ان حضرات کے سامنے تو روایات و تاریخ کے بے شمار دفاتر و ذخائر موجود تھے۔ ہمیں ان کے اعتبار سے تو عشرِ عشیر بھی کتابیں میسّر نہیں۔ تاہم اپنی ناقص تلاش کے موافق ہم نے قریباً بیس[۲۰] سے زیادہ آدمیوں سے حضرت علیؓ کی یہ روایات فراہم کی ہیں جو علی المرتضیٰ سے نقل کرتے ہیں۔

اب ہم فراہم شدہ اکثر منقولات کو نوع یازدہم میں ذکر کرنا چاہتے ہیں اور کچھ بقایا مرویات نوع دوازدہم میں بیان کریں گے۔ اور پھر اس مضمون کی روایات بقدرِ ضرورت حصہ ثانی (فاروقی) میں بھی اپنے مقام پر درج کی جائیں گی (ان شاء اللہ)

اس نوع میں جو مرویات پیش کی جا رہی ہیں ان کی ابتداء حضرت علیؓ کے صاحبزادے محمد بن الحنفیہ کے بیان سے ہم کرتے ہیں۔

محمّد بن حنفیہ کا اجمالی ذکر

محمد بن حنفیہ حسنین شریفینؓ کے بعد حضرت علیؓ کی تمام اولاد سے افضل اور بزرگ ترین ہیں ان کی مادر گرامی کا نام خولہ بنت جعفر بن قیس ہے۔ صدیقی دورِ خلافت میں یہ قید ہو کر آئیں۔ پھر حضرت علیؓ کو عطا کی گئیں۔ جس وقت فاروق اعظمؓ کی خلافت کے دو سال باقی رہ گئے اس وقت ان کی ولادت ہوئی۔ تمام زندگی حضرت علیؓ کے ساتھ رہے۔ سیدنا علیؓ نے اپنی وفات کے وقت حسنینؓ کو ان کے حق میں حسنِ سلوک و حسنِ معاملہ کی

Marfat.com

وصیت فرمائی اور ان کے ساتھ اپنی قلبی محبت کا اظہار بھی فرمایا۔

محمد بن حنفیہ کی وفات ۸۱ یا ۸۳ ھ میں ہوئی ہے۔ ان کی نماز جنازہ ابان بن عثمان بن عفانؓ نے پڑھائی۔ وہ اس وقت کے خلیفہ عبدالملک کی طرف سے والی و حاکم مدینہ تھے۔ حوالہ کے لیے کتبِ ذیل ملاحظہ ہوں:

(۱) تاریخ ابن خلکان، ج ۱، ص ۴۵۰، طبع قدیم مصری (تذکرہ محمد بن حنفیہ)۔
(۲) امالی شیخ ابی جعفر الطوسی الشیعی، ج ۱ ص ۷، طبع جدید نجف اشرف، عراق
(۳) عمدۃ الطالب سید جمال الدین لابن عنبہ الشیعی (بحث اولاد علیؓ)۔
(۴) مجالس المومنین مجلس چہارم، قاضی نوراللہ شوستری شیعی۔ (۵) تحفۃ الاحباب ص ۳۲۲ شیخ عباس قمی شیعی تذکرہ محمد بن حنفیہ)

(۱)

صاحبزادے (محمد بن حنفیہ) نے اپنے والد شریف کی خدمت میں ایک دفعہ عرض کیا کہ:

... قال قلت لابی ای الناس خیر بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابوبکرؓ، قال قلت ثم من؟ قال عمرؓ! وخشیت ان یقول عثمان قلت ثم انت؟ قال ما انا الا رجل من المسلمین۔

(۱) بخاری شریف باب مناقب ابی بکر ج ۱ ص ۵۱۸ طبع نور محمدی دہلی
(۲) ابوداؤد شریف، جلد ثانی۔ کتاب السنۃ۔ باب التفضیل، ج ۲ ص ۲۸۸ طبع مجتبائی دہلی
(۳) کنز العمال ج ۶ ص ۳۶۶ طبع قدیمی (بحوالہ خ۔ د۔ ابن ابی عاصم۔ حل حشیش)
(۴) الاعتقاد علی مذہب السلف للبیہقی، ص ۱۹۱ طبع مصر

یعنی محمد ابن حنفیہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد علی المرتضیٰ کو کہا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام لوگوں میں سے بہترین شخص کون ہے؟ تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ ابوبکر سب سے بہترین ہیں! پھر میں نے کہا کہ ان کے

Marfat.com

بعد کون شخص بہترین ہے تو جواب دیا کہ پھر عمر ہیں ۔ مجھے خیال ہوا کہ عمرؓ کے بعد عثمانؓ کا نام لیں گے۔ میں نے (از خود کہا) کہ پھر آپ کا مقام ہے؟ تو فرمانے لگے کہ میں مسلمانوں میں سے ایک مسلمان شخص ہوں (یعنی کسر نفسی کرتے ہوئے اس طرح فرمایا)۔

(۲)

مرویاتِ عبدِ خیر

اس کے بعد عبدِ خیر کی مرویات ایک جگہ پیش کی جاتی ہیں۔ ان میں مضمون مندرجۂ بالا بڑی وضاحت اور صراحت سے حضرت علیؓ سے مذکور ہے۔ عبدِ خیر کی روایات حضرت علیؓ سے منقولہ بہت سی ہیں۔ ان کو ترتیب وار ذکر کیا جاتا ہے۔

.... عن عبد المالك بن سلع عن عبد خير قال سمعت عليًا يقول قبض النبي صلى الله عليه وسلم على خير ما قبض عليه نبيٌ من الانبياء واثنى عليه صلى الله عليه وسلم قال ثم استخلف ابو بكر فعمل بعمل رسول الله صلى الله عليه وسلم وسنته ثم قبض ابو بكر على خير ما قبض عليه احد - كان خير هذه الامة بعد نبيها ثم استخلف عمرؓ فعمل بعملها وسُنتهما ثم قبض على خير ما قبض عليه احدٌ فكان خير هذه الامة بعد نبيها وبعد ابي بكر"

(۱) المصنف لابن ابی شیبہ جلد ۱۴ ص ۸۸۷ (قلمی)، پیر جھنڈا (سندھ)
باب ما جاء فی خلافۃ ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۲) مُسند احمد، ج ۱ ص ۱۲۸ معہ منتخب کنز۔ مسندات علیؓ۔

(۳) کنز العمال، ج ۶ ص ۳۶۹۔ کتاب الفضائل باب فضل الشیخینؓ ابی بکرؓ وعمرؓ بحوالہ (کر۔ ش)۔ طبع اول قدیم۔ حیدر آباد دکن۔

Marfat.com

حاصل یہ ہے کہ عبدِ خیر کہتے ہیں کہ علی المرتضیٰ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال بہتر حال پر ہوا جیسا کہ ایک نبی کا وصال بہترین حالت پر ہوتا ہے۔ پھر ابوبکر خلیفہ بنائے گئے۔ پس انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ اور سُنّت کے مطابق عمل درآمد کیا۔ پھر وہ بہترین حالت پر مقبوض ہوئے۔ اور وہ اِس اُمّت کے نبی کے بعد تمام قوم سے بہترین شخص تھے۔ پھر عمرؓ خلیفہ ہوئے۔ عمرؓ نے نبی کریمؐ اور ابوبکرؓ کے طریقۂ کار کے موافق عمل کیا اور وہ اِس اُمّت کے نبی اور ابوبکرؓ کے بعد بہترین فرد تھے۔

(۳) مسند امام احمد میں باسند مذکور ہے کہ

..... عن المسیّب بن عبد خیر عن ابیہ قال قام علیؓ فقال خیر ھٰذہ الامّۃ بعد نبیّھا ابوبکر وعمر وإنّا قد اَحْدَثْنَا بعدھم اَحْداثًا یقضِی اللہ تَعَالیٰ فیھا ما شاءَ۔" (مسند امام احمد، ج ۱ ص ۱۱۵ مُسندات علیؓ)

یعنی عبدِ خیر سے مروی ہے وہ کہتے ہیں حضرت علی المرتضیٰؓ نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ نبی (صلعم) کے بعد سب سے بہترین اس اُمّت کے ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں ان کے بعد ہم سے کئی جدید چیزیں صادر ہوئی ہیں اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں جو چاہے گا فیصلہ فرمائے گا۔"

تنبیہ ۔ مُسند امام احمد مُسندات مرتضوی میں عبدِ خیر کی چار روایات الگ الگ اسناد کے ساتھ حضرت علیؓ سے مروی ہیں۔ الفاظِ روایت میں بالکل قلیل سا فرق ہے، سب میں یہی مذکور مضمون درج ہے اس وجہ سے مسند احمد کی صرف ایک روایت بمع ترجمہ نقل کرنے کے بعد باقی کو ازراہِ اختصار ترک کر دیا ہے اہلِ علم حضرات مسند احمد، ج ۱ ص ۱۱۵ و ۱۲۷ معہ منتخب کی طرف رجوع فرما کر منتفع ہو سکتے ہیں۔

ابونعیم اصفہانی نے حلیۃ الاولیاء جلد سابع تذکرہ شعبہ بن حجاج میں ذکر کیا ہے کہ:

..... ثنا شعبة (بن حجاج) عن الحكم عن عبد خير قال قام علیؓ علی المنبر فقال الا اُخبرکم بخیر هذه الامة بعد نبیّها؟ قالوا بلیٰ! قال ابوبکرؓ، ثم سکت سکتةً ثم قال الا اخبرکم بخیر هذه الاُمّة بعد ابی بکرؓ عمرؓ!!

(حلیۃ الاولیاء لابی نعیم اصفہانی، المتوفی سنہ ۴۳۰ھ، ج ۱، ص ۶۶، تذکرہ شعبہ بن حجاج)

"یعنی عبد خیر کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے ممبر پر کھڑے ہو کر فرمایا کیا میں تم کو ایسے شخص کی خبر نہ دوں جو نبی کے بعد تمام امت سے بہتر ہے؟ انہوں نے کہا ہاں بیان فرمائیے! آپ نے فرمایا کہ وہ ابوبکرؓ ہیں۔ پھر آپ قلیل سا خاموش ہوئے، پھر فرمایا کہ میں تمہیں اطلاع نہ کروں کہ ابوبکرؓ کے بعد اس اُمت کے بہترین فرد کون ہیں؟ وہ عمرؓ ہیں!"

(۵)

اور ابونعیم اصفہانی مذکور نے اپنی تصنیف "اخبار اصفہان" میں عبد خیر سے اپنی سند کے ساتھ ذکر کیا ہے:-

..... النعمان بن عبد السّلام عن سفیان عن حبیب قال اتیت عبد خیر (الخیوانی) فقال سمعت علیاً یقول الا اخبرکم بخیر هذه الامة بعد نبیّها قلنا بلیٰ قال ابوبکرؓ ثم عمرؓ الحدیث"

(اخبار اصفہان، ج اول ص ۶۸، طبع یورپ)

عبد خیر کہتے ہیں کہ "میں نے حضرت علیؓ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ اس اُمت کے نبی کے بعد بہترین اُمت کی میں تمہیں خبر نہ دوں۔ ہم نے کہا کہ ہاں فرمائیے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ وہ ابوبکرؓ ہیں، پھر ان کے بعد عمرؓ ہیں۔۔۔ الخ"

(۶)

.... ثنا خالد بن علقمة عن عبد خير قال لمّا فرغنا من اصحب النهر قام علیؓ خطیبًا فحمد الله و اثنیٰ علیه ثم قال یا ایّها النّاس! ان خیر هذه الامة کان نبیّها و خیرها بعد نبیّها ابوبکرؓ و خیرها بعد ابی بکرؓ عمرؓ ثم احدثنا امورًا یقضی الله فیها ما شاء۔

(اخبار اصفہان لابی نعیم اصفہانی
جلد اوّل، ص ۳۳۵ - طبع لیدن)

"عبد خیر کہتے ہیں کہ جنگ نہروان سے جب ہم فارغ ہوئے تو اس وقت حضرت علیؓ نے ہمیں ایک خطبہ دیا اس میں اللہ کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا کہ اے لوگو! نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلّم) اس اُمّت کے سب سے خیر اور افضل تھے۔ پھر ان کے بعد اُمّت کے بہترین شخص ابوبکرؓ ہیں، پھر ابوبکرؓ کے بعد بہترین قوم عمرؓ ہیں۔ پھر اس کے بعد ہم نے کئی جدید حالات پیدا کر لیے۔ اللہ ان میں جو چاہیں گے فیصلہ فرمائیں گے۔"

(۷)

ابونعیم مذکور نے "حلیۃ الاولیاء" جلد سابع تذکرہ شعبہ بن حجّاج میں عبد خیر سے متعدد روایات باسند نقل کی ہیں۔

.... قال معاذ سمع عبد خیر بن علیؓ قال الا اخبرکم بخیر النّاس بعد رسول الله صلی الله علیه وسلّم ابوبکرؓ۔ ثم قال الا اُخبرکم بخیر النّاس بعد ابی بکرؓ عمرؓ۔ رواه ابوداود و ابن ابی لیلیٰ و غیرهم عن شعبة مثله۔

(حلیۃ الاولیاء، ج ۷، ص ۱۹۹ - تذکرہ شعبہ بن حجّاج)

(۸)

.... ثنا شعبۃ عن حبیب أبی ثابت قال سمعت حدیثاً عن عبد خیر فلقیتہ فسألتہ فحدثنی أنہ سمع علیاً یقول خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکرؓ ثم عمرؓ۔

(۱) حلیۃ الاولیاء، ج ۷۔ص ۱۹۹ ۔تذکرۂ شعبہ،

(۲) الاستیعاب لابن عبد البر، ج ۲ ص ۴۵۶ معہ اصابہ تذکرہ عمر ابن الخطابؓ)

"ہر دو روایات (۷۔۸) کا حاصل یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ کا فرمان ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے بعد سب سے عمدہ اور بہتر شخص ابوبکرؓ ہیں، پھر ان کے بعد عمر بن الخطاب سب سے خیر اور بھلے آدمی ہیں"

(۹)

اور ابو نعیم اپنی کتاب اخبار اصفہان (یا تاریخ اصفہان) جلد ثانی میں اپنی سند کے ساتھ عبد خیر سے حضرت علیؓ کا قول نقل کرتے ہیں۔

عن عبد خیر قال سمعت علیّ بن ابی طالب یقول إن خیر من ترک نبیکم من بعدہ ابو بکرؓ ثم عمرؓ وقد عرفت الثالث۔

(اخبار اصفہان، ج ۲ ص ۲۶۶ ۔طبع لیدن)

حاصل یہ ہے کہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن لوگوں کو اپنے بعد چھوڑ کر تشریف لے گئے ہیں ان تمام لوگوں سے اچھے آدمی ابوبکرؓ ہیں۔ پھر عمر ہیں اور تیسرے درجہ کے آدمی کو بھی میں پہچانتا ہوں۔

(۱۰)

خطیب بغدادی نے اپنی تصنیف موضح اوہام الجمع والتفریق میں عبد خیر کی

Marfat.com

دو عدد روایتیں باسند ذکر کی ہیں جو حضرت علیؓ سے منقول ہیں:

... عن المسیب بن نجبۃ خیر عن عبد خیر قال قال علیؓ خیر هذه الامة بعد نبیّها ابو بکر و خیرها بعد ابی بکر عمر ولو شئت ان اسمّی الثالث لسمّیت "

(کتاب موضح اوہام الجمع والتفریق للخطیب بغدادی، ج ۱ ص ۴۳۹ جلد اول تحت ذکر ابی العباس احمد بن محمد بن سعید، طبع دائرۃ المعارف، حیدر آباد دکن)

"یعنی حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے بعد اس اُمت کے بہتر اور بھلے شخص ابوبکرؓ ہیں اور ابوبکرؓ کے بعد عمر ہیں۔ اگر چاہوں تو تیسرے درجے کے آدمی کا نام میں ذکر کر سکتا ہوں۔"

(۱۱)

دوسری روایت اسی کتاب کی جلد ثانی میں باسند ذکر کی ہے

..... اخبرنا شریک عن ابی حیّۃ الہمدانی قال سمعت عبد خیر قال قال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خیر هذه الامّة بعد نبیّها صلی اللہ علیہ وسلّم ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما واحدثنا احداثاً یعد هم یفعل اللہ ما یشاء "

(موضح اوہام الجمع والتفریق، ج ۲ ص ۹، تحت ذکر خالد بن علقمہ، للخطیب بغدادی۔ طبع حیدر آباد دکن)

"خلاصہ یہ کہ حضرت مرتضیٰ نے فرمایا کہ سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس اُمت میں سب سے بہتر ابوبکرؓ و عمر ہیں اور پھر ان حضرات کے بعد ہم سے کئی چیز صادر ہوئیں۔ ان کے حق میں اللہ جو چاہیں گے۔

Marfat.com

معاملہ فرماتیں گے۔"

(۱۲)

... نا علی بن حرب ثنا سفیان عن ابی اسحٰق عن عبد خیر عن علیؓ قال خیر ھٰذہ الامۃ بعد نبیّھا صلّی اللہ علیہ وسلّم ابوبکرؓ و عمرؓ"

(تذکرۃ الحفاظ للحافظ الذہبی جلد ثالث ص ۱۰۳ طبع دکن - ج ۳ ص ۱۱۲۳ - طبع رابعہ بیروت - تحت تذکرۃ السمان الحافظ الکبیر)

"یعنی حضرت علیؓ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد اس امّت کے بہترین فرد ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں۔"

حافظ سیوطیؒ نے یہ روایت نقل کرنے کے بعد حافظ ذہبیؒ مذکور کا ایک قیمتی قول نقل کیا ہے۔ تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں:

اخرج احمد وغیرہ عن علیؓ قال خیر ھٰذہ الامۃ بعد نبیّھا ابوبکرؓ وعمرؓ قال الذہبیؒ ھٰذا متواتر عن علیؓ۔

(تاریخ الخلفاء سیوطیؒ ص ۷۵ طبع دہلی فصل فی انہٗ افضل الصحابۃ وخیرہم)

"یعنی علّامہ ذہبیؒ نے کہا کہ حضرت علیؓ سے ان کا یہ فرمان بطور تواتر منقول ہوا ہے یعنی بے شمار لوگوں نے حضرت موصوف سے یہ فرمان نقل کیا ہے اس میں اب کسی اشتباہ کی گنجائش نہیں رہی۔"

اسی طرح حافظ ابن کثیرؒ نے "البدایہ" جلد ثامن (حضرت علیؓ کے حالات کے آخر میں) اس مسئلہ کو الفاظِ ذیل میں بیان کیا ہے:

وقد ثبت عنہ بالتواتر انہ خطب بالکوفۃ فی ایّامِ خلافتہ و

Marfat.com

دارامارتہ فقال ایہاالناس ان خیرھذہ الامۃ بعد نبیّھا ابوبکرؓ ثم عمرؓ ولو شئتُ ان اُسمّیَ الثالثَ لسمّیتُ"

(البدایہ، ج ۸ ص ۱۳۔ جلد ثامن)

یعنی حضرت مرتضیٰؓ سے تواتر کے ساتھ منقول ہے کہ انہوں نے اپنی خلافت کے دوران فرمایا کہ اے لوگو! نبیؐ کے بعد تمام اُمت سے بہتر ابوبکرؓ ہیں، ان کے بعد عمرؓ ہیں"۔

مرویاتِ ابی جُحَیفہ

عبدِ خیر کی مرویات ذکر کرنے کے بعد اب ابوجحیفہ (وھب الخیر) کی روایات جو حضرت علیؓ سے منقول ہیں وہ نقل کی جاتی ہیں۔

(۱۳)

مُسند امام احمد میں حضرت علیؓ کے مسندات میں سے پہلے نقل شروع کی جاتی ہے....

.... عن الشعبی حدّثنی ابوجحیفۃ الذی کان علیٌّ یسمّیہ وھب الخیر قال قال علیؓ یا اباجحیفۃ الا اخبرک بافضل ھٰذہِ الاُمّۃ بعد نبیّھا قال قلت بلیٰ قال ولم اکن ارٰی ان احداً افضل منہ قال افضل ھٰذہ الاُمّۃِ بعد نبیّھا ابوبکرؓ و بعد ابی بکر عمر رضی اللہ عنہما و بعدھما آخر ثالث ولم یسمّہٗ۔

(مُسند امام احمد، مسندات علیؓ، ج ۱ ص ۱۰۶، جلد اول طبع مصری معہ منتخب)

یعنی وہب الخیر ابوجحیفہ حضرت علیؓ سے (براہِ راست) ذکر کرتا ہے کہ حضرت علیؓ نے مجھے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص اس اُمت میں سب سے افضل ہے۔ کیا میں تجھے اس کی خبر نہ دوں؟ میں نے

عرض کیا کہ فرمایئے! اور میرا یہ خیال تھا کہ حضرت علیؓ سے افضل کوئی شخص اُمّت میں نہیں ہے تو علی المرتضیٰؓ نے فرمایا کہ نبی کے بعد اِس اُمّت میں سب سے افضل ابوبکرؓ ہیں اور ابوبکرؓ کے بعد عمر افضل ہیں۔ ان کے بعد تیسرا شخص ہے جس کا نام نہیں ذکر کیا۔"

.... عن زرعینی ابن حبیش عن ابی جحیفة قال سمعتُ علیّاً یقول الا اخیرکم بخیر هٰذه الامّة بعد نبیّها ابوبکر ثم قال الا اخیرکم بخیر هٰذه الامة بعد ابی بکرٍ عمر رضی الله عنهما"

(مسند احمد، ج ۱ ص ۱۰۶ مُسندات مرتضوی)

(۱۵)

.... عن عاصم عن زر عن ابی جحیفة قال خطبنا علی رضی الله عنه فقال الا اخبرکم بخیر هٰذه الامة بعد نبیّها ابوبکر الصدّیقؓ ثم قال الا اخبرکم بخیر هٰذه الامة بعد نبیّها وبعد ابی بکرٍ عمرؓ"

(مسندات امام احمد، ج ۱ ص ۱۱۰۔ مسنداتِ مرتضوی۔ طبع مصری معہ منتخب)

"دونوں روایاتِ بالا کا ماحصل یہ ہے:" ابوجحیفہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا کہ حضرت علیؓ نے ہمیں خطبہ دے کر فرمایا کہ خبردار! سُن لو، میں تم کو نبیؐ کے بعد تمام اُمّت سے بہترین آدمی کی خبر دیتا ہوں، وہ ابوبکر ہیں۔ پھر فرمایا ابوبکرؓ کے بعد بہترین قوم عمرؓ ہیں۔"

(۱۶)

.... عن حُصَین بن عبد الرحمٰن عن ابی جحیفة قال کُنْتُ اَرٰی اَنَّ عَلِیّاً رضی الله عنه افضل الناس بعد رسول الله صلی الله علیه وسلم فذکر الحدیث قلت لا والله یا امیر المؤمنین انی لم اکن اریٰ

Marfat.com

احدًا من المسلمین بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل منك قال افلا اُحَدِّثکم بافضل الناس کان بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قلت بلیٰ! فقال ابوبکر رضی اللہ عنہ فقال افلا اخبرك بخیر الناس کان بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر قلت بلیٰ قال عمر رضی اللہ عنہ "

(مسند احمد، جلد اوّل مُسنداتِ حضرت علیؓ ۱۲۷-۱۲۸
معہ منتخب کنز العمال، مطبوعہ مصر)

"خلاصہ یہ ہے کہ ابو جحیفہ کہتے ہیں کہ مَیں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ اَے امیر المومنین حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مَیں آپ کو تمام مسلمانوں سے افضل جانتا ہُوں تو حضرت علیؓ نے جواباً فرمایا کہ حضور علیہ السلام کے بعد مَیں تجھے تمام لوگوں سے افضل شخص نہ بتاؤں؟ مَیں نے عرض کیا ضرور فرمایئے! آپ نے فرمایا کہ وہ ابوبکرؓ ہیں۔ اس کے بعد پھر فرمایا کہ پھر ابوبکرؓ کے بعد تمام لوگوں سے خیر اور عمدہ آدمی نہ تجھے بتلاؤں؟ مَیں نے عرض کیا فرمایئے! تو آپ نے فرمایا وہ عُمرؓ ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

(۱۷)

... عن ابی اسحٰق عن ابی جحیفۃ قال قال علی رضی اللہ عنہ خیر ھٰذہ الامۃ بعد نبیّھا ابوبکرؓ و بعد ابی بکرؓ عمرؓ ولو شئتُ اخبرتکم بالثالث لفعلت "

(مُسند احمد بن حنبلؒ، ج ۱ ص ۱۰۶ - مسندات علیؓ)

(۱۸)

... خالد الزیات حدّثنی عون بن ابی جحیفۃ قال کان اَبِی مِنْ شرط

علیؓ وکان تحت المنبر فحدثنی ابی انہ صعد المنبر یعنی علیاً رضی اللہ عنہ فحمد اللہ واثنیٰ علیہ وصلّی علی النبیّ صلی اللہ علیہ وسلّم وقال خیر ھذہ الامّۃ بعد نبیّھا ابوبکرؓ والثانی عمرؓ وقال یجعل اللہ الخیر حیث احبّ ؛

(مسند امام احمد، جلد اول ص ۱۰۶ مسندات مرتضوی)

"دونوں کا حاصل یہ ہے کہ ابوجحیفہ کا لڑکا کہتا ہے کہ میرے والد ابوجحیفہ حضرت علیؓ کے پولیس کے آدمیوں میں ملازم تھے انہوں نے ذکر کیا کہ حضرت علیؓ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم پر درود پڑھا۔ پھر فرمایا کہ نبیؐ کے بعد تمام اُمّت کے بہترین فرد ابوبکرؓ ہیں۔ دوسرے درجہ میں عمر ہیں (تیسرے شخص کی خبر میں دینا چاہوں تو دے سکتا ہوں) اور اللہ تعالیٰ جہاں پسند کریں وہاں خیر رکھ دیا کرتے ہیں"

(19)

.... حدثنا شعبۃ عن الحکم قال سمعتُ ابا جحیفۃ یقول سمعتُ علیاً یقول خیر ھذہ الامّۃ بعد نبیّھا ابوبکرؓ وخیرھم بعد ابی بکرؓ عمرُ ولو شئتُ ان اُسمّی الثالث لسمّیتُ۔ صحیح مشہور من حدیث شعبۃ عن الحکم"

(حلیۃ الاولیاء ابونعیم اصفہانی، جلد سابع ص ۱۹۹ تذکرہ شعبہ بن حجّاج)

یعنی شعبہ حکم سے نقل کرتا ہے، حکم نے ابوجحیفہ سے سُنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ سے سُنا، آپ فرماتے تھے کہ نبیؐ کے بعد اس اُمّت کے اچھے شخص ابوبکرؓ ہیں اور ابوبکرؓ کے بعد عمرؓ اچھے شخص ہیں۔ اگر میں تیسرے

Marfat.com

شخص کا نام ذکر کروں تو ذکر کر سکتا ہوں"۔
ابو نعیم کہتے ہیں کہ شعبہ بن حکم سے یہ روایت صحیح اسناد کے ساتھ مشہور ہے۔

(۲۰)

و اخرج (الطبرانی) فی الاوسط ایضاً عن ابی جحیفة قال قال علیؓ خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر و عمر لا یجتمع حُبّی و بغض ابی بکرؓ و عمرؓ فی قلب مومن"۔

(تاریخ الخلفاء للسیوطی، طبع دہلی ص ۴۴ فصل فیما ورد من کلام الصحابۃ والسلف الصالح)

(۲۱)

..... عن ابی جحیفة قال دَخَلْتُ علی علیٍّؓ فی بیتہٖ فَقُلْتُ یَا خَیْرَ النَّاسِ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال مہلاً یا ابا جحیفة الا اخبرک بخیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکرؓ و عمرؓ۔ یا ابا جحیفة لا یجتمع حبی و بغض ابی بکرؓ و عمرؓ فی قلب مُؤمنٍ و لا یجتمع بغضی و حبّ ابی بکرؓ و عمرؓ فی قلب مؤمنٍ۔ (السابونی فی المأتین۔ طس۔ کر)

(کنز العمال جلد ۶ ص ۳۶۹، کتاب الفضائل من قسم الافعال باب فضل الشیخینؓ ابی بکرؓ و عمرؓ۔ مطبوعہ قدیم)

"ہر دو روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ ابو جحیفہ کہتے ہیں کہ میں حضرت علی المرتضیٰؓ کی خدمت میں ان کے دولت کدہ پر حاضر ہوا۔ پس میں نے حضرت علیؓ کو الفاظ ذیل کے ساتھ خطاب کیا۔
"اے نبیؐ کے بعد تمام لوگوں سے بہترین ہستی!"

تو حضرت نے مجھے فرمایا کہ ٹھیر اے ابو جحیفہ! خبردار! حضور علیہ السلام کے بعد ابوبکرؓ و عمرؓ تمام لوگوں سے بہترین ہستیاں ہیں اور کسی مومن مسلمان کے قلب میں میری محبت اور ابوبکرؓ و عمرؓ کے ساتھ بغض جمع نہیں ہو سکتا اور اسی طرح کسی مسلمان کے دل میں میرے ساتھ بغض و عداوۃ اور ابوبکرؓ و عمرؓ کی حُب یکجا مجتمع نہیں ہو سکتی۔"

عبد خیر کی مذکورہ مرویات اور ابو جحیفہ (وہب الخیر) کی روایات درج کرنے کے بعد اب مندرجہ ذیل لوگوں سے منقول شدہ روایات ذکر کی جاتی ہیں:-

وہب السوائی۔ عمرو بن حریث۔ ابو وائل شقیق بن سلمہ۔ محمد بن عقیل۔ رافع ابو جعد۔ شریک بن عبداللہ۔ عبداللہ بن سلمہ۔ نزال بن سبرہ۔ صعصعہ بن صوحان وغیرہ وغیرہ یہ سب لوگ حضرت علی المرتضیٰؓ سے نقل کنندہ ہیں۔

(۲۲)

..... عن وهب السوائی قال خطبنا علیؓ قال من خیر هٰذه الاُمّة بعد نبیّها؟ فقلت انت یا امیر المومنین قال لا! خیر هٰذه الامة بعد نبیّها ابوبکر ثم عمرؓ وما تبعد ان السکینة تنطق علیٰ لسان عمرؓ۔

(۱) مسند احمد، ج ۱ ص ۱۰۶ مسندات مرتضوی مع منتخب

(۲) کنز العمال، جلد سادس۔ باب فضائل خلفاء الثلاثہ من الاکمال (بحوالہ ابن عساکر عن علیؓ)

(۲۳)

..... ثنا اسماعیل بن ابی خالد قال عند عامر فقال اشهد علی وهب السوائی انہ حدثنی انہ سمع علیاً یقول خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکرؓ ثم عمرؓ ولو شئت لسمّیت

Marfat.com

الثالث :- (کتاب اخبار اصفہان لابی نعیم اصفہانی
جلد ثانی، ص ۱۹۰- طبع لیدن)

(۲۴)

"... حدثنا ھارون بن سلمان الفراء ابو موسیٰ مولیٰ عمر وبن حریث عن علی بن ابی طالبؓ انہ کان قاعدا علی المنبر فذکر ابا بکرؓ وعمرؓ فقال ان خیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابو بکرؓ ثم عمرؓ"

(کتاب الکنیٰ والاسماء از الشیخ ابو بشر محمد بن احمد بن حماد الدولابی متوفی سنہ ۳۱۰ھ - جلد ثانی، باب الواو فی حرف المیم کنیت ابی موسیٰ - طبع دائرۃ المعارف دکن)

(۲۵)

"... ثنا عبید اللہ بن داود عن سوید مولیٰ عمرو بن حریث عن عمرو بن حریث قال سمعتُ عَلِیّاً یقول علی المنبر خیر ھذہ الامۃ بعد نبیّھا ابوبکرٌ ثم عمرؓ ثم عثمانؓ"

(فضائل ابی بکر الصدیق ص ۱۰۱- ابو طالب العشاری)

(۲۶)

"... عن الشعبی عن ابی وائل قال قیل لعلی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ الا تستخلف علینا؟ قال ما استخلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاستخلف ولکن ان یرد اللہ بالناس خیراً فسیجمعھم بعدی علی خیرھم کما جمعھم بعد نبیّھم علیٰ خیرھم - ھذا حدیث صحیح الاسناد"

(المستدرک للحاکم، ج ۳، ص ۷۹)

(۲۷)

.... عن الحسن بن عمارۃ عن واصل عن ابی وائل عن علیؓ قال قیل لِعَلِیّ الا تنوص؟ قال ما اوصٰی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم فَاُوصِیَ ولکن ان یرد اللہ بالنّاس خیراً فسیجمعہم علی خیرہم کما جمعہم بعد نبیّہم علی خیرہم یعنی ابا بکرؓ"

(۱) فضائل ابی بکر الصدیق لابی طالب العشاری ص ۵ طبع مصری از طرف مکتبۃ السلفیہ ملتان بمع شرح ثلاثیات البخاری و دیگر رسائل)

(۲) کنز العمال، ج ۶ ص ۳۱۹ - بحوالہ ابن ابی عاصم - عق ابو الشیخ فی الوصایا)

(۲۸)

.... عن الشعبی عن شقیق بن سلمۃ قال قیل لعلی رضی اللہ عنہ الا تستخلف؟ قال ما استخلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم فاستخلف علیکم و ان یرد اللہ تبارک و تعالیٰ بالناس فیجمعہم علیٰ خیرہم کما جمعہم بعد نبیّہم علی خیرہم"

(۱) المسند للبزار ابی بکر احمد بن عمرو البزار المتوفی سنہ ۲۹۲ھ - من کتاب مناقب الصحابہ تحت مناقب ابی بکر - (قلمی در کتب خانہ پیر جھنڈا، سندھ -

(۲) "الاعتقاد" علیٰ مذہب السلف للبیہقی ص ۱۸۴ - طبع مصر

(۲۹)

.... عن الشعبی عن شقیق بن سلمۃ قال قیل لعلیؓ استخلف علینا فقال ما استخلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم فاستخلف ولکنّ ان یرد اللہ بالناس خیراً جمعہم علیٰ خیرہم کما جمعہم بعد نبیّہم

رصلی اللہ علیہ وسلّم ، علی خیرھم "

(۱) السنن الکبریٰ للبیہقی، جلد ہشتم، ص ۱۴۹ - باب الاستخلاف۔
کتاب قتال اہل البغی۔

(۲) البدایہ لابن کثیر، جلد ثامن ص ۱۳ - آخر تذکرہ علی بن ابی طالب)

(۳۰)

. . . . عن محمد بن عقیل قال خطبنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عند فقال یا ایہا الناس اخبرونی مَنْ اشجع الناس ؟ قال قالوا انت یا امیر المومنین ! قال اِنّی ما بارزتُ احدًا الا انتصفتُ منه و لکنّ اخبرونی باشجع الناسْ قالوا لا نعلم قال ، ابوبکر ! انّہٗ لمّا کان یوم بدر جعلنا لرسول اللہ رصلی اللہ علیہ وسلّم) عریشًا فقلنا مَنْ یکون مع رسول اللہ رصلی اللہ علیہ وسلّم) لِاَنْ لَا یَہْوِی الیہ احدٌ من المشرکین ، فواللہ ما دنا منا احدٌ الا ابوبکرٌ شاھرٌ بالسیف علیٰ رأس رسول اللہ رصلی اللہ علیہ وسلّم) - لا یَہْوِی الیہ احدٌ الا ھوٰی الیہ فھذا اشجع الناس ! . . . . . .

. . یعنی (جب نبی مکرم صلعم پر کفار نے حملہ کیا تھا اس وقت کا ذکر ہے کہ) قال فواللہ ما دنا منا احد الّا ابو بکرٌ یضرب ھٰذا و یتلتل ھٰذا و ھو یقول ویلکم اتقتلون رجلًا ان یقول ربی اللہ ثم رفع علیؓ بردۃً کانت علیہ فبکیٰ حتیٰ اخضلت لحیتہٗ ثم قال علیؓ انشدکم اللہ اُمومن آل فرعون خیر؟ ام ابوبکر؟ فسکت القوم فقال اَلا تجیبونی فواللہ لساعۃٌ من ابی بکر خیر من مثل مؤمن آل فرعون ذاک رجل کتم ایمانہٗ وھٰذا رجل اعلن ایمانہ "

Marfat.com

(۱) المسند لابی بکر احمد بن عمرو البزار۔ کتاب مناقب الصحابہ تحت مناقب ابی بکر (قلمی) پیر جھنڈا۔ (سندھ)

(۲) الریاض النضرۃ، محب الطبری بحوالہ ابن السمان فی الموافقت، جلد اوّل، ص ۱۲۱-۱۲۲-باب ذکر اختصاصہ بانہ اشجع الناس۔

(۳) کنز العمال، جلد سادس، ص ۳۲۱۔ طبع اوّل قدیمی۔

(۴) البدایہ لابن کثیر، جلد ثالث، ص ۲۷۱، ۲۷۲۔)

(۳۱)

اپنی سند کے ساتھ امام بخاریؒ نے اپنی "تاریخ کبیر" جزء ثانی (القسم الاوّل) میں ذکر کیا ہے :۔

..... فقال لہ رافع ابی جعد) بعض القوم یا ابا الجعد بما قام امیر المومنین یعنی علیاً قال سمعتہٗ الا اخبرکم بخیرا لناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکرؓ ثم عمرؓ۔

(التاریخ الکبیر للامام البخاری، ج ۲ ق ۱ ص ۲۸۰ تحت رافع بن سلمہ طبع دکن)

(۳۲)

قاضی عبدالجبار الھمدانی نے اپنی تصنیف تثبیت دلائل النبوّۃ میں ابوالقاسم البلخی کے حوالہ سے نقل کیا کہ :

..... سُئِلَ سَائِلٌ شَرِیکَ بْنَ عبداللہ فقال لہٗ ایّھما افضلُ ابوبکرؓ او علیؓ ؟ فقال لہٗ ابوبکرؓ! فقال السائل تقول ھٰذا وانت شیعیّ؟ فقال لہٗ نعم! من لم یقل ھٰذا فلیس شیعیّاً واللہ لقد سَتَرَنِیَ ھٰذہ الاعوادُ دعلیؓ فقال لَاَنَا خیر ھٰذہ الامّۃ بعد نبیّھا ابوبکرؓ، ثم عمرؓ، فکیف نردّ؟ وکیف نکذّبہ؟ واللہ ،

Marfat.com

ما کان کذباً۔

(۱) تثبیت دلائل النبوۃ للقاضی عبدالجبار الہمدانی متوفی ۴۱۵ھ
جلد اول ص ۶۲ و جلد ثانی ص ۵۴۹ طبع جدید، بیروت لبنان۔
(۲) خاتمہ تحفہ اثنا عشریہ عربی ص ۳۱۰۔ از محب الدین الخطیب مطبوعہ القاہرہ مصر)

(۳۳)

ابونعیم اصفہانی نے حلیۃ الاولیاء میں باسند ذکر کیا ہے:

..... ثنا شعبۃ قال (عمرو بن مرۃ) سمعت عبداللہ بن سلمۃ قال سمعت عَلیاً یقول الا اخبرکم بخیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر و بعد ابی بکرؓ عمرؓ۔ مشہور من حدیث شعبۃ عن عمرو بن مرۃ۔"

(۱) کتاب حلیۃ الاولیاء لابی نعیم تذکرہ شعبہ بن حجاج، جلد سابع ص ۲ طبع مصری،
(۲) سنن ابن ماجہ باب فضائل عمر ص ۱۱ مطبع علیمی دہلی)

(۳۴)

ازالۃ الخفاء میں شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے ذکر کیا ہے:۔

..... و من روایۃ مسعر بن کدام عن عبدالملک بن میسرۃ عن نزال بن السبرۃ عن علیؓ قال خیر ھٰذہ الامۃ بعد نبیہا ابوبکرؓ و عمرؓ

(۱) الاستیعاب، جلد دوم ص ۲۴۳، تذکرہ صدیق اکبرؓ۔
(۲) ازالۃ الخفاء کامل فارسی جزء اول ص ۶، طبع قدیم مطبع صدیقی بریلی

(۳۵)

..... عن ضعصعۃ بن صوحان قال دخلنا علی علیؓ حین ضربہ

ابن ملجم فقلنا یا امیرالمؤمنین! استخلف علینا فقال اترککم کما ترککم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلنا یارسول اللہ استخلف علینا فقال ان یعلم اللہ فیکم خیرا یول علیکم خیارکم قال علی فعلم اللہ فینا خیرا فولی علینا ابا بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱) المستدرک للحاکم، ج ۳ ص ۴۵ طبع اول دکن۔

(۲) الریاض النضرۃ (محب الطبری) بحوالہ ابن السمان فی الموافقۃ جلد اول، ص ۱۲۰۔

(۳) کنز العمال بحوالہ ابن السنی فی کتاب الاخوۃ، ج ۶ ص ۱۱۴ طبع اول قدیم۔

(۳۶)

.... فقال (علیؓ) ... ان خیر ھذہ الامۃ ابو بکرؓ بن ابی قحافۃ و عمرؓ بن الخطاب ثم اللہ اعلم بالخیر این ھو؟

(المصنف لعبدالرزاق، جلد ثالث ص ۴۴۸۔ باب المشی امام الجنازہ روایت ابی سعید الخدری رضؓ)

روایات ہذا کا خلاصہ

روایت ۲۲ یعنی وہب السوائی کی روایات سے لے کر ۳۶ تک تمام مرویات کا ماحصل یکجا درج کیا جاتا ہے علیحدہ علیحدہ ترجمہ نقل کرنے میں بڑی تطویل ہو جاتی تھی۔

بنا بریں ان روایات میں جو ہم مفہوم و ہم معنی ہیں ان کا خلاصہ ملا کر عرض کر دیا جائیگا۔ ناظرین کرام سے امید ہے ملال نہیں فرمائیں گے۔

(۱)

۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۳۱ و ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ والے تمام رواۃ حضرت علیؓ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے اپنے دورِ خلافت میں (جبکہ یہ سوال پیش ہوا کہ بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کون بہتر ہے ؟) تو خطبہ دیکر منبر پر فرمایا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کے بعد تمام اُمت میں سے ابوبکر افضل ہیں۔ اُن کے بعد عمر بن الخطاب بہتر ہیں۔ (بعض روایات کے موافق) یہ بھی فرمایا کہ تیسرے نمبر پر عثمان افضل ہیں !

(۲)

محمد بن عقیل کہتے ہیں کہ ایک دفعہ اپنی خلافت کے دوران حضرت علیؓ نے حاضرین سے سوال کیا کہ اُمت میں سب سے زیادہ بہادر اور شجاع کون شخص ہے ؟ لوگوں نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین ! آپ ہی زیادہ بہادر ہیں ! آپ نے فرمایا کہ میں نے جس شخص سے مقابلہ کیا اس کے ساتھ برابر برابر رہا (یا اس سے بڑھ گیا) لیکن تمام قوم سے زیادہ بہادر اور شجاع ابوبکر ہیں۔ پھر آپ نے عریش بدر کے موقع پر حفاظت کرنے کا حال بیان کیا کہ مشرکین اور کفار کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر حملہ کا سخت خطرہ تھا اس وقت ہم میں سے صرف ابوبکرؓ نے ہی تیغ برہنہ لے کر سردار دو عالم صلعم کی نگرانی کی ڈیوٹی ادا کی تھی۔ جو مشرک اور کافر ادھر رُخ کرتا تھا ابوبکرؓ اس کا رُخ سختی سے پھیر دیتے تھے۔

حضرت علیؓ نے پھر ایک واقعہ مکی مصائب کے ابتدائی دور کا سنایا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب مکہ کے دشمنوں نے زدوکوب کرنے کی خاطر حملہ کر دیا تو اس وقت بھی ہم میں سے کسی شخص کو مدافعت کرنے کی جرأت نہ ہو سکی۔ ابوبکرؓ نے ہی حملہ کا جرأت سے جواب دیکر حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو ایذا رسی سے بچایا تھا۔ اور اس وقت ابوبکرؓ یہ کہتے تھے کہ کیا تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو

Marfat.com

جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے"

یہ واقعات صدیقی سُنا سُنا کر حضرت علی پر رقّت طاری ہوتی، گریہ وزاری کرنے لگے حتیٰ کہ ریش مبارک تر بتر ہو گئی۔ حاضرین سے قسم دے کر پھر سوال کیا کہ آلِ فرعون کا مومن شخص بہتر تھا یا ابوبکرؓ بہتر ہیں؟ حاضرین خاموش رہے تو آپ نے پھر فرمایا کہ تم یہ جواب کیوں نہیں دیتے کہ اللہ کی قسم ابوبکرؓ کی خدمات کی، ایک گھڑی بھی آلِ فرعون کے مومن سے بدرجہا بہتر ہے۔ (کیونکہ) اس مومن نے اپنا ایمان پوشیدہ و مستتر رکھا تھا اور ابوبکرؓ نے اپنے ایمان کو اعلان و اظہار کے ساتھ قائم رکھا۔

(۳)

باقی روایات کا مطلب یہ ہے کہ حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ آخری اوقات میں لوگوں نے حضرت علیؓ سے سوال کیا کہ آپ اپنے قائم مقام شخص کی تجویز خود فرما دیں تو بہتر ہوگا تو آپ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے بھی آخری اوقات میں ہمارے لیے کسی معیّن فرد کو نامزد کر کے خلیفہ نہیں مقرر فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ جب قوم کے حق میں خیر و برکت کا ارادہ فرمائیں گے تو بہتر آدمی پر لوگوں کو جمع کر دیں گے جیسا کہ اللہ نے اپنے نبیؐ کے بعد قوم کے بہترین شخص پر لوگوں کو جمع فرما دیا تھا۔

نتیجۂ روایات

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت علیؓ کے فرمودات نے واضح کر دیا کہ تمام اُمّت میں بہترین فرد ابوبکر الصدیقؓ ہیں۔ پھر فاروق اعظمؓ ہیں۔ پھر تیسرے درجہ میں عثمانؓ بن عفان ہیں نیز ثابت ہوا کہ ان حضرات کے درمیان دوستانہ تعلقات اور مراسم احادیث اور روایات اور تاریخ کی کتابوں میں بے شمار و لاتعداد کے درجہ میں محفوظ و مدوّن ہیں۔ افسوس ہے قوم سے ذوقِ مطالعہ ختم ہو رہا ہے جس کی وجہ سے ہم لاعلمی کا شکار ہیں۔ اور معاشرہ

Marfat.com

میں نشر شدہ غلط فہمیوں میں مبتلا ہیں۔

(۱۲)

باب چہارم کی یازدہم نوع ختم ہوئی۔ اب دوازدہم نوع کی ابتدا کی جاتی ہے۔
گیارہویں قسم میں سیدنا ابوبکر الصدیقؓ و سیدنا عمر فاروقؓ کے حق میں حضرت علیؓ کے وہ فرمان جمع کیے گئے، جن میں فرمایا کہ یہ دونوں حضرات اُمت کے بہترین شخص ہیں۔ قوم میں سب سے افضل ہیں۔ خیر اُمت ہیں۔ وغیرہ۔ اب بارھویں نوع میں انشاء اللہ مندرجہ ذیل مضمون مذکور ہوگا جو ماقبل کی نوع کے ساتھ مناسب و متناسق ہے۔

—— یعنی جو لوگ صدیق اکبرؓ و فاروق اعظمؓ کے حق میں عیب گوئی یا عیب جوئی یا سب و شتم کرنے کے روادار ہیں۔

—— یا ان کی شان میں تنقیص و تنقید کرتے ہیں۔

—— یا ان حضرات پر حضرت علیؓ کو فوقیت اور فضیلت دیتے ہیں۔

اِس قسم کے تمام لوگوں کے ساتھ حضرت علیؓ نے کیا سلوک کیا ہے؟ اور ان کے متعلق کیا فرمان جاری کیا ہے؟ اور کیا حکم صادر فرمایا ہے؟

تو اس کے متعلق پیش کردہ روایات میں مذکور ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنے دورِ خلافت میں حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے حق میں اس قسم کے "مفاسد" اٹھانے والے لوگوں کے ساتھ نہایت سختی کا معاملہ کیا۔

(۱) پہلے تو آپ نے ایسے غلط خیالات سے نفرت و کراہت و ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور ایسے مزعوماتِ فاسدہ سے اپنا بری ہونا بیان کیا۔

پھر جب اس مرحلہ سے معاملہ بڑھ گیا تو حضرت علیؓ نے

(۲) ایسے زائغین و متشددین کے لیے سزا و سرزنش کا حکم دیا اور ان کو جلاوطن

Marfat.com

کرنے کا فرمان جاری کیا۔

(۳) اور مزید برآں جب ضرورت محسوس ہوئی تو یہ تدبیر بھی اختیار کی کہ عام خطبات میں اعلان کروا دیا کہ جو شخص مجھے ابوبکرؓ و عمرؓ سے بڑھائے گا اور ان کو فروتر جانے گا اس پر مفتری کی سزا اور حد جاری کی جائے گی اور زنا کی حد اس پر لگائی جائے گی۔

چنانچہ مرتضوی دور کے یہ واقعات ناظرین کرام مندرجات ذیل میں ملاحظہ فرمادیں۔

ان حالات میں غور و فکر کرنے کے بعد روز روشن کی طرح واضح ہوگا کہ حضرت علیؓ شیخینؓ کے حق میں کس طرح عقیدت اور محبت رکھتے تھے اور کس قدر ایک دوسرے کا اکرام و احترام کرتے تھے اور کتنا قدران بزرگوں کے درمیان رشتہ مودت مضبوط تھا۔

ان تاریخی شواہد اور حقائق کے پیش نظر ایک منصف مزاج آدمی ان حضرات کی باہمی دوستی اور یگانگت کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہ سکتا یقیناً یہ بزرگ آپس میں شفیق تھے، رحیم تھے، مہربان تھے، ہمدرد تھے، غم خوار تھے، قدردان تھے۔ اور ایک دوسرے کے لیے ناصح اور خیر خواہ تھے۔

اور یہ حضرات ایک دوسرے کی کسر شان کسی درجہ میں برداشت نہیں کر سکتے تھے اور نہ باہمی تنقیص و تخفیف روا رکھتے تھے اور نہ ہی جرح و تنقید کا موقع پیدا ہونے دیتے تھے۔ کیونکہ اس قسم کی نقد و خورده گیری کی وجہ سے بدظنی و بدگمانی پیدا ہو کر ملت اور قوم میں مفاسد اور فتنوں کا باب مفتوح ہو جاتا ہے۔ (اس چیز پر اقوام عالم کے تجربات شاہد اور گواہ ہیں)

اہل نظر و فکر اس مسئلہ میں غور فرمادیں تو حضرت علیؓ کی طرف سے جو اس موقعہ و مقام میں مساعی اور کوششیں صادر ہوئیں ان کی یقیناً تصویب و تحسین فرمائیں گے۔ مگر خداوند کی تقدیر تدابیر پر ہمیشہ غالب رہی ہے۔ مساعی کا حسب منشا نتیجہ نہ برآمد ہو سکنا ایک دوسری چیز ہے (اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا)۔ مگر انہوں نے اس چیز کے سدباب

Marfat.com

کرنے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی تھی۔

اب اس مسئلہ کے متعلق روایات پیشِ خدمت کی جاتی ہیں۔ ملاحظہ فرمادیں۔

(۱)

مستدرک حاکم میں مذکور ہے:

.... عن الاعمش عن ابی وائل ان عبد اللہ بن الکواء وشبیب بن ربعی وناسًا معہما اعتزلوا علیًّا بعد انصرافہ من صِفّین الی الکوفۃ لما انکر علیہم من سبّ ابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما فمن بعدہما من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم فخالفوہ و خرجوا علیہ فخرج الیہم علیٌّ وحاجّہم ورجع عن غیر قتالٍ ...

.... (فی روایۃ زیادۃ منہا) اَیْمَانٌ عَلَیَّ اِنِّی لَا اُسَاکِنُکُمْ فِی بَلْدَۃٍ حَتّٰی اَلْقَی اللہ عَزّوَجَلَّ۔"

(المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ، ج ۳ صـ۱۴۶، جلد ثالث
باب متارکہ علیؓ بعض اصحابہ الخ)

یعنی اعمش ابو وائل سے ذکر کرتا ہے کہ اس نے کہا کہ عبداللہ بن کواء اور شبیب بن ربعی اور چند لوگ جو ان کے ساتھ تھے، "جنگ صفین" سے جب حضرت علیؓ واپس ہوئے اور کوفہ کا قصد کیا تو عبداللہ بن کوا اور شبیب وغیرہ یہ لوگ حضرت علیؓ سے الگ ہو گئے۔ وجہ یہ ہوئی کہ یہ لوگ ابوبکرؓ اور عمرؓ اور دیگر صحابۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کو "برا بھلا" کہنے لگے۔ حضرت علیؓ نے ان کو اس بات سے منع کیا تو یہ حضرت علیؓ کے مخالف و برخلاف ہو گئے۔ حضرت علیؓ نے ان کے ساتھ اس مسئلہ میں مناظرہ کیا اور دلائل پیش کر کے حق واضح کیا لیکن بغیر قتال اور جنگ کے واپس تشریف لائے۔....

Marfat.com

(بعض روایات میں مزید وارد ہے کہ) اس موقعہ پر حضرت علیؓ نے متعدد بار قسمیں کھا کر فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ تا زیست کسی شہر میں مل کر نہ رہونگا"

(۲)

.... عن ابی الضحاک الحضرمی عن ابی حکیمۃ قال کُنّا فی المسجد فجاء رَجُلٌ فتنقّص ابا بکرؓ وعمرؓ رضی اللہ عنہما واظہر لعثمان رضی اللہ عنہ الشتیمۃ قال فدخلت علی علیؓ رضی اللہ عنہ فقلت یا امیر المؤمنین ھٰذا رجلٌ فی المسجد تنقّص ابا بکرؓ وعمرؓ واظہر لعثمان الشتیمۃ فقال علیؓ بہٖ فقال من یشھد علی ھٰذا قال فشھدت ومن کان معی فامر بہٖ فدلیس ثم قال اخرجوا ھٰذا الی السوق حتّٰی یراہ الناس فیعرفوہ ثم اخرجوہ فلا یساکننی ثم قام و قُمنا معہٗ حتّٰی صَعِدَ المنبرَ فحمد اللہ واثنیٰ علیہ ثم قال ان خیر ھٰذہ الامّۃ بعد نبیّھا ابو بکرؓ وعمرؓ ولو شئتُ ان اُسَمِّی الثالثَ لَسَمَّیتُہٗ "

(کتاب الکُنیٰ للدولابی - باب الحاء من اکنیتہ ابی حکیمہ، ص ۱۵۵ جلد اوّل - طبع حیدر آباد دکن)

یعنی ابو حکیمہ کہتا ہے کہ ہم مسجد میں بیٹھے تھے، ایک شخص آیا اور ابو بکرؓ و عمرؓ کی شان میں تنقیص و جرح کرنے لگا اور عثمانؓ کے حق میں گالی بکنے لگا۔ ابو حکیمہ کہتا ہے میں اُٹھ کر علی المرتضیٰ کی خدمت میں چلا گیا۔ میں نے جا کر عرض کیا کہ مسجد میں ایک شخص نے اس طرح کہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس شخص کو میرے پاس لاؤ۔ (چنانچہ اس کو حضرت علیؓ کے پیش کیا گیا) آپ نے فرمایا اس شخص کے متعلق کون گواہ ہے کہ اس نے اس طرح کہا ہے تو میں نے بھی گواہی دی

Marfat.com

اور میرے ساتھیوں نے بھی شہادت دی۔ پس حضرت علیؓ نے حکم دیا کہ اس کو پاؤں میں مسل دیا جائے یعنی زدوکوب کیا جائے اور ذلیل وخوار کیا جائے۔ پھر اس کو بازار میں لے جاؤ، تاکہ عام لوگ اس کی حالت کو دیکھ لیں۔ نیز حکم دیا کہ اس کو شہر سے نکال دو، میرے شہر میں سکونت نہ اختیار کرے۔ پھر آپ اُٹھے اور ہم بھی آپ کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوئے، مسجد میں تشریف لے جاکر منبر پر بیٹھ گئے اور خطبہ دیا۔ حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ نبی کے بعد اس اُمت کے بہترین شخص ابوبکرؓ وعمرؓ ہیں اور اگر میں اُن کے بعد تیسرے شخص کا نام ذکر کردوں تو کرسکتا ہوں"۔

(۳)

. . . . عن مغیرۃ عن اُمّ موسیٰ قالت بلغ علیًّا ان ابن سیاء یفضلہ علی ابی بکرؓ وعمرؓ فہمّ علیؓ بقتلہ فقیل لہ اتقتل رجلًا؟ انّما اَجّلَکَ وَفضّلَکَ فقال لاجرم لا یساکننی فی بلدۃ انا فیہا قال عبداللہ بن خبیق فحدثت بہ الہیثم بن جمیل فقال لقد نفی ببلد بالمدائن الی الساعۃ"

(حلیۃ الاولیاء لابی نعیم الاصفہانی، ج ۸ ص ۲۵۳ - تذکرہ یوسف بن اسباط)

(۴)

. . . . حدثنا ابو الاحوص عن مغیرۃ عن شیاک قال بلغ عَلِیًّا ان ابن السوداء یتنقّص ابا بکرؓ وعمرؓ فدعا بہ ودعا بالسیف وہمّ بقتلہ فکلّم فیہ فقال لا تساکننی فی بلدٍ انا فیہ فسیرہ بالمدائن"

(فضائلِ ابی بکر الصدیق لابی طالب العشاری ص۹ معہ ثلاثیات البخاری وشرحہا)

Marfat.com

(۵)

. . . . عن ابراھیم قال بلغ علیاً ان عبداللہ بن السوداء ینتقص ابا بکر و عمر فدعا بالسیف فھمّ بقتلہ فکلّم فیہ فقال لا یساکننی فی بلدٍ انا فیہ فنفاہ الی الشام۔"

(کنز العمال، ج ۶ ص ۳۷۱ - بحوالہ العشاری و اللالکائی طبع اوّل قدیم)

ہر سہ روایات جو عبداللہ بن سبا یہودی (موجد مذہب مخصوص) کے متعلق ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ:

"حضرت علی کرم اللہ وجہہ الشریف کو معلوم ہوا کہ ابن سبا شیخینؓ کے حق میں تنقیص کرتا ہے اور مجھے ان سے افضل و اعلیٰ قرار دیتا ہے۔ آپ نے ابن سبا کو قتل کی سزا دینے کا ارادہ فرمایا، تلوار منگائی گئی پھر (بعض لوگوں نے) کلام کی (شاید اس کی اصلاح ہو جانے کی امید دلائی ہو)۔ پھر یہ قصد تبدیل فرما کر حکم دیا کہ اس کو شہر بدر کر دو، جس مقام اور جس شہر میں میں مقیم ہوں اس میں یہ نہیں ٹھہر سکتا، مقام مدائن کی طرف اس کو نکال دیا گیا۔"

عبداللہ بن سبا مذکور کے متعلق ان روایات سے ذرا مفصّل ایک روایت حافظ ابن حجرؒ عسقلانی نے لسان المیزان جلد سوم میں جہاں عبداللہ بن سبا کا تذکرہ لکھا ہے وہاں ذکر کی ہے وہ بھی ناظرین کرام کی ضیافتِ طبع کی خاطر پیش کی جاتی ہے تاکہ اس مسئلہ کی معلومات میں اضافہ ہو جائے۔ فرماتے ہیں:

(۶)

. . . . عن ابی الزعراء عن زید بن وھب ان سوید بن غفلۃ دخل علی علیٍّ فی امارتہ فقال انی مررت بنفر یذکرون ابا بکرؓ و عمرؓ

Marfat.com

یرون انک تضمر لہما مثل ذالک منہم عبداللہ بن سبا وکان عبداللہ اوّل من اظہر ذالک فقال علیؓ مالی ولہذا الخبیث الاسود ثم قال معاذ اللہ ان اضمر لہما الّا الحسن الجمیل ثم ارسل الی عبداللہ بن سبا فسیّرہٗ الی المدائن وقال لایساکننی فی بلدۃ ابداً ثم نہض الی المنبر حتیٰ اجتمع الناس فذکر القصّۃ فی ثنائہٖ علیہما بطولہٖ وفی اٰخرہٖ اَلاَ وَلَا یبلّغنی عن احدٍ یفضلنی علیہما الّا جلدتہٗ حد المفتری ؏

(لسان المیزان لابن حجر عسقلانی جلد ثالث، ص ۲۹۰ تحت عبداللہ بن سبا، نمبر سلسلہ ۱۲۲۵)

یعنی سوید بن غفلہ حضرت علیؓ کے ہاں ان کی خلافت کے دَور میں حاضر ہوتے اور کہا کہ ایک جماعت کے ہاں میرا گذر ہُوا جو ابوبکرؓ و عمرؓ کی عیب چینی و تنقیص کر رہے تھے اور وہ لوگ یہ خیال بھی رکھتے ہیں کہ آپ بھی اپنے دل میں ان کے حق میں اسی طرح بدگمانی رکھتے ہیں۔ اس جماعت میں عبداللہ بن سبا ہے۔

اور ابن سبا پہلا وہ شخص ہے جس نے شیخینؓ (ابوبکرؓ و عمرؓ) کے حق میں بدگمانی کا اظہار کیا۔ یہ سُن کر حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میرے لیے اور اس خبیث سیاہ کے لیے کیا تعلق ہے اور کیا واسطہ ہے؟

پھر فرمایا کہ معاذ اللہ! کہ مَیں ان دونوں کے متعلق حسنِ ظنی کے بغیر کسی چیز کو دل میں جگہ دُوں۔ پھر ابنِ سبا کی طرف آدمی روانہ کیا کہ اس کو مدائن کی طرف نکال دیا جائے (یعنی جلا وطن کیا جائے)، اور یہ شخص ہمارے شہر میں مقیم نہ رہے۔ اس کے بعد حضرت علیؓ منبر پر تشریف

Marfat.com

لاتے۔ سامعین لوگ جمع ہو گئے۔ آپ نے ابوبکرؓ و عمرؓ کے حق میں ثنائے جمیل کی اور ان کی فضیلت کا ذکرِ خیر بڑا طویل بیان کیا۔ اس خطبہ کے آخر میں اعلان فرمایا کہ جو شخص ابوبکرؓ و عمرؓ پر مجھے فضیلت دے گا اور ان سے مجھے افضل قرار دے گا میں اس شخص پر مفتری (اور کذاب) کی حد جاری کرونگا (یعنی اسّی دُرّے لگانے کا حکم صادر کروں گا)"

(۷) سوید بن غفلہ سے حضرت علیؓ کے زمانہ خلافت کا ایک اور واقعہ بھی مروی ہے ابونعیم اصفہانی نے حلیۃ الاولیاء جلد ہفتم میں اور ابن جوزی نے سیرۃ عمر بن الخطاب میں ذکر کیا ہے اور کنز العمال میں بھی مذکور ہے:

.... انّ سوید بن غفلة دخل علیٰ علیؓ بن ابی طالب فی امارتہ فقال یا امیر المؤمنین! انی مررت بنفر یذکرون ابابکرؓ و عمرؓ بغیر الذی هما اهل له من الاسلام فنهض الی المنبر وهو قابض علیٰ یدی فقال والذی فلق الحبّة وبرء النسمة لایحبهما الا مؤمنٌ فاضلٌ ولا یبغضهما ولا یخالفهما الّا شقیٌّ مارقٌ فجّهما قریةٌ وبغضهما مروق ما بال اقوامٍ یذکرون اخوی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلّم ووزیریه وصاحبیه وسیّدَیْ قریشٍ وابوی المسلمین وانا بریءٌ ممّن یذکرهما بسوءٍ وعلیه معاقب"

(۱) حلیۃ الاولیاء لابی نعیم اصفہانی، جلد ۷ ص ۲۰۱ تذکرہ شعبہ بن حجّاج

(۲) سیرت عمر بن الخطّاب لابن الجوزی ص ۳۲ طبع مصری

(۳) کنز العمّال، جلد ۶ ص ۳۶۹ - ۳۷۰ - بحوالہ خیثمہ - ابن مندہ و ابن عساکر وغیرہم)

Marfat.com

"یعنی سوید بن غفلہ حضرت علیؓ کی خلافت کے زمانہ میں ایک دفعہ اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے امیر المؤمنین میرا ایسے لوگوں کے پاس گزر ہوا جو ابوبکرؓ و عمرؓ کی تنقیصِ شان کر رہے تھے، (جس چیز کے وہ اسلام میں اہل و لائق نہیں ہیں وہ ذکر کر رہے تھے) پس علی المرتضیٰ نے میرا ہاتھ پکڑا اور (مسجد میں) منبر پر تشریف لے گئے اور خطبہ دے کر فرمانے لگے۔ اس ذات کی قسم جس نے دانہ کو پھاڑ کر (پودا و درخت) بنایا اور روح کو پیدا کیا۔ ابوبکرؓ و عمرؓ کو مومنِ کامل کے بغیر دوسرا آدمی دوست نہیں رکھتا، اور بدبخت کے بغیر دوسرا کوئی شخص ان کے ساتھ بغض و عداوت نہیں رکھتا۔ ان دونوں کے ساتھ دوستی اللہ کی نزدیکی کا باعث ہے۔ اور ان کے ساتھ دشمنی دینِ اسلام سے دُور ہونا ہے۔

ان لوگوں کا کیا حال ہے؟ جو لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ساتھیوں اور وزیروں اور قریش کے سرداروں اور مسلمانوں کے اکابر کو بُرائی کے ساتھ یاد کرتے ہیں۔ جو ان کو بُرائی کے ساتھ یاد کرے گا۔ مَیں ایسے شخص سے بری اور بیزار ہوں اور اس پر (دنیا و آخرت کی) سزائیں لازم ہیں۔

تنبیہ: سوید بن غفلہ کی روایت لہٰذا یہاں مختصر سی درج کی ہے۔ پُوری تفصیل کے ساتھ اگر ملاحظہ کرنی مقصود ہو تو کنز العمّال جلد ششم ص ۳۶۹--۳۷۰ طبع اوّل قدیم پر توجہ فرمائیں وہاں مکمل درج ہے۔ تطویل سے اجتناب کی خاطر یہ صورت اختیار کی ہے۔

(۸ و ۹)

ہمارے حنفی علماء میں امام ابو یوسفؒ نے اپنے شیخ و امام ابو حنیفہؒ سے اپنی تصنیف کتاب الآثار لابی یوسفؒ میں مکمل سند کے ساتھ حضرت علیؓ سے اس مسئلہ میں ایک روایت

Marfat.com

نقل کی ہے، ملاحظہ ہو۔

قال حدثنا یوسف عن ابیہ عن ابی حنیفۃؒ ان رجلًا اتیٰ عَلِیًّا رضی اللہ عنہ فقال ما رأیت احدًا خیرًا منک فقال لہٗ ھَلْ رأیتَ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا قال لو اخبرتنی انک رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ضربت عنقک ولو اخبرتنی انک رأیت ابا بکرؓ وعمرؓ لاوجعتک عقوبۃً۔

(۱) کتاب الآثار" لامام ابی یوسفؒ، ص ۲۰۷ نمبر روایت ۹۲۴۔
طبع لجنۃ احیاء معارف النعمانیہ۔ حیدر آباد دکن۔)

(نوٹ) نیز یہ روایت مندرجۂ ذیل کتب میں بھی مروی و منقول ہے۔

(۲) ... ثنا الحسین بن ابی زید۔ نا بہلول بن عبید۔ نا الحسن بن کثیر عن ابیہ قال انی علیاً رجلٌ الخ

(کتاب فضائل ابی بکر الصدیق لابی طالب العشاری، ص ۸ بمع شرح ثلاثیات البخاری)

(۳) ... عن الحسن بن کثیر عن ابیہ قال اتی علیاً رجلٌ الخ

(کتاب کنز العمال (بحوالہ العشاری) ج ۶ ص ۳۷۰ روایت نمبر ۵۷۸۸
طبع قدیم اوّل طبع)

ہر سہ مندرجات کا حاصل یہ ہے کہ ایک شخص علیؓ کے پاس آکر کہنے لگا کہ۔ میں نے آپ سے بہتر کوئی آدمی نہیں دیکھا تو آپ نے اس کو فرمایا کہ تو نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں۔ پھر علیؓ نے فرمایا کہ تو نے ابوبکرؓ و عمرؓ کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں دیکھا حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اگر تو بتلاتا کہ تو نے رسول خدا صلعم کو دیکھا ہے تو میں

Marfat.com

تیری گردن اڑا دیتا اور اگر تو بیان کرتا کہ ابوبکرؓ و عمرؓ کو دیکھا ہے تو میں تجھے دردناک سزا دیتا۔"

(۱۰)

..... حدثنا حفص بن ابی داود عن الهیثم بن حبیب عن عطیة العوفی قال قال علی بن ابی طالبؓ لو اتیت برجلٍ یفضلنی علی ابی بکرؓ و عمرؓ لجعلته مثل حدِ الزانی۔"

یعنی حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ایسا شخص جو مجھ کو ابوبکرؓ و عمرؓ پر فضیلت دیتا ہے اس کو میں زانی کی حد لگاؤں گا۔" (اور زانی غیر شادی شدہ کی حد کیونکر تازیانہ ہوتی ہے اور زانی شادی شدہ کی حد سنگسار کر دینا ہے)۔

(۱) فضائل ابی بکر الصدیق لابی طالب العشاری ص ۸ بمع رسالہ جات ثلاثیات البخاری وغیرہ)۔

(۲) کنز العمال، ج ۶ ص ۳۷۰ طبع اول قدیم۔ روایت نمبر ۵۷۷۷)

(۱۱)

..... ثنا ابوبکر الهذلی ـ ـ ـ ـ ـ عن ابن سیرین عن عبیدة السلمانی قال بلغ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان رجلًا یعیب ابابکرؓ و عمرؓ فارسل الیه فاتاه فعرّض له بعیبهما عنده فنظر الرجل فقال لهما علی رضی اللہ عنہ اَمَا والذی بعث محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم بالحق لو سمعت منک ما بلغنی عنک او شهدت علیک لالقیتُ اکثرک شعرًا قال ابن عرفة یعنی ضرب العنق۔"

"یعنی عبیدہ سلمانی کہتا ہے کہ حضرت علیؓ کو یہ بات پہنچی کہ فلاں شخص ابوبکرؓ و عمرؓ کو عیب لگاتا ہے اور تنقیص کرتا ہے۔ اس کی طرف آدمی روانہ کیا وہ آگیا

Marfat.com

تعرلیضاً اس کے سامنے شیخینؓ کی بات پیش کی وہ سمجھ گیا (کہ آپ میری گرفت کرنا چاہتے ہیں) حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس نے نبی کریم صلعم کو برحق مبعوث فرمایا۔ اگر میں خود تجھ سے وہ چیز سُن لیتا جو مجھے پہنچی ہے یا تجھ پر (باقاعدہ) شہادت قائم ہو جاتی تو میں تیرا سر قلم کر دیتا۔"

(فضائل ابی بکر الصدیق لابی طالب العشاری، ص، طبع مصری)

(۱۲)

. . . عن ابن شهاب عن عبد الله بن كثير قال قال لي علي بن ابي طالب افضل هذه الامة بعد نبيها ابو بكرؓ وعمرؓ ولو شئت ان اسمّي لكم الثالث لسميته وقال لا يفضلني احد على ابي بكرؓ وعمرؓ الا جلدته حدًا وجيعًا وسيكون في آخر الزمان قوم ينتحلون محبتنا والتشيع فينا هم شرار عباد الله الذين يشتمون ابا بكرؓ وعمرؓ ... الخ

(کنز العمال جلد ۶ ص ۳۶۶ بحوالہ ابن عساکر۔ روایت ۵۷۲۸۔ طبع اوّل قدیم)

حاصل یہ ہے کہ عبداللہ بن کثیر سے مروی ہے کہ مجھے علی المرتضیٰؓ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام اُمت سے افضل و بہتر ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں۔ اگر میں تیسرے درجہ کے آدمی کا نام بھی ذکر کروں تو کر سکتا ہوں اور فرمایا جو شخص مجھے ابوبکرؓ و عمرؓ پر افضل قرار دیگا میں ایسے شخص کو تازیانے لگا کر دردناک سزا دوں گا عنقریب آخر زمانہ میں لوگ ہونگے، ہماری محبت کا دعویٰ کرینگے اور ہمارے گروہ میں سے ہونا ظاہر کریں گے وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے شریر بندوں میں سے ہیں جو ابوبکرؓ و عمرؓ کو دشنام دیتے اور سب و شتم کرتے ہیں۔"

Marfat.com

(۱۳)

ابن عبدالبر نے الاستیعاب میں باسند روایت حکم بن حجل سے ذکر کی ہے :۔

عن الحکم بن الحجل قال قال علیؓ لا یفضلنی احد علی ابی بکرؓ و عمرؓ الا جلدته حد المفتری ۔

(۱) الاستیعاب جلد ثانی معہ اصابہ ص ۴۴۴ ۔ تذکرہ ابی بکر الصدیقؓ ۔

(۲) الاعتقاد للبیہقی ص ۱۸۴ ۔ طبع مصر

(۳) کنز العمال جلد ۶ ص ۳۷۱ ۔ (بحوالہ ابن ابی عاصم و خثیمہ فی فضائل الصحابہ، طبع اوّل قدیم)

"یعنی حکم مذکور کہتا ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا جو شخص بھی مجھے ابوبکرؓ و عمرؓ پر فضیلت دیگا میں اس کو مفتری کی سزا (یعنی اسّی درّہ) لگاؤں گا ۔

(۱۴)

... واخرج ابن عساکر عن ابن ابی لیلیٰ قال قال علیؓ لا یفضلنی احد علیٰ ابی بکرؓ و عمرؓ الا جلدته حد المفتری ۔

(تاریخ الخلفاء للسیوطیؒ ص ۳۵ مطبوعہ دہلی فصل فی انہ افضل الصحابہ)

(یعنی ابن عساکر نے ابن ابی لیلیٰ سے ذکر کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جو شخص مجھے ابوبکرؓ و عمرؓ پر فوقیت دے گا میں اس کو مفتری و کذّاب کی سزا دوں گا (جو اسّی تازیانے مقرر ہیں) ۔

(۱۵)

... عن علیؓ قال سبق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وثنّی ابوبکر وثلّث عمرؓ و قد خبطتنا فتنة فهو ما شاء اللہ فمن فضّلنی علی ابی بکر و عمر فعلیه حد المفتری من الجلد و اسقاط الشهادة"

Marfat.com

یعنی حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلعم ہم سے سبقت فرما گئے آپؐ کے بعد دوسرے درجہ میں ابوبکرؓ اور تیسرے مقام میں عمرؓ ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے چاہا ہم پر فتن اور مصائب وارد ہوتے۔ پس جو شخص مجھے ابوبکرؓ و عمرؓ پر فوقیت و فضیلت دے گا اس پر مفتری و کذّاب کی سزا جاری ہوگی (جو اسّی تازیانے ہوتے ہیں) اور اس کی شہادت ساقط کر دی جائے گی۔ اور گواہی غیر معتبر ہوگی۔"

(کنز العمّال علی متقی ہندی، ج ۶ ص ۳۶۶۔ بحوالہ خطیب تلخیص المتشابہ طبع اوّل قدیمی دہلی۔ روایت ۵۷۲۷)

(۱۶)

ابوطالب محمد بن علی بن الفتح الحربی العشاری (المتوفّٰی ۴۴۶ھ) نے فضائل ابی بکر الصدّیقؓ میں اپنی کامل سند کے ساتھ روایت ہذا کو ذکر کیا ہے کہ:

. . . . عن الحجاج بن دینار عن ابی معشر عن ابراھیم قال قال علقمۃ خطبنا علی کرم اللہ وجہہ فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال انّہ بلغنی انّ ناسًا یفضّلونی علی ابی بکرٍؓ وعمرؓ ولو کنت تقدّمت فی ذالک لعاقبت واکرہ العقوبۃ قبل التبلیغ فمن اتیت بہ بعد مقامی ھذا قد قال شیئًا من ذالک فھو مفتریٍ، علیہ ما علی المفتری خیر الناس کان بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ابوبکرٌؓ وعمرؓ۔

(۱) فضائل ابی بکر الصدیق، ص ۸ مع دیگر رسائل مطبوعہ منجانب المکتبۃ الدینیۃ السلفیۃ ملتان محلہ قدیر آباد خارج باب لاہوری سن طباعت سنہ ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۶ء۔ مطبع انصار السنّۃ، مصر۔

Marfat.com

(۲) الاعتقاد علیٰ مذہب السلف للبیہقی صـ۱۸۶ طبع مصر

(۳) کنز العمال جلد ۶ ص ۳۶۹ بحوالہ ابن ابی عاصم و ابن شاہین واللالکائی جمیعاً فی السنۃ۔ والغازی فی فضائل الصدیق۔

والاصفہانی فی الحجۃ مکرر طبع اوّل قدیم۔ دکن

(۴) ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفاء، مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ بحوالہ ابی القاسم الطلحی فی کتاب السنۃ (مکمل سند سے درج ہے) ص ۶۸ جلد اوّل و ص ۳۱۷ جلد اول طبع قدیم بریلی)

"خلاصہ یہ ہے کہ علقمہ کہتا ہے کہ علی المرتضیٰؓ نے ہمیں ایک دفعہ خطبہ دیا۔ اللہ کی حمد و ثنا کی۔ پھر فرمانے لگے کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ کچھ لوگ ابوبکرؓ و عمرؓ پر مجھے فوقیت و فضیلت دینے لگ گئے ہیں۔ اگر اس مسئلہ کا (بطور قانون) میں نے پہلے اعلان کر دیا ہوتا تو اب میں ان کو سزا دیتا۔ اور اعلان و اطلاع سے قبل سزا دینا مجھے ناپسند ہے تو اب سُن لو، جو شخص فضیلت دینے کی بات اس کے بعد کہے گا وہ جھوٹا اور مُفتری و کذاب ہوگا اور اس پر مفتری کی سزا جاری کی جائے گی۔

سردارِ دو عالم سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکرؓ و عمرؓ خیر الناس تھے اور سب لوگوں سے بہتر تھے۔"

علقمہ بن قیس کی روایت کے متعدد مآخذ درج کر دیتے ہیں جو صاحب رجوع کرنا پسند کریں وہ رجوع فرمالیں البتہ یہ گذارش ہے کہ تطویلِ عبارات سے بچنے کے لیے ہم نے یہاں عبارت صرف ابوطالب عشاری کی نقل کی ہے اور اس کا ترجمہ بھی نقل کیا ہے۔ باقی حوالہ جات کی عبارتیں قلیل سی متفاوت ہوں تو ہو سکتی ہیں لیکن روایت کا مفہوم ایک ہی ہے جو سب میں مشترک ہے۔ "ازالۃ الخفاء" کے حوالہ میں ایک جملہ عجیب منقول ہے وہ ہم

Marfat.com

سامعین کی خدمت میں پیش کرنا مناسب خیال کرتے ہیں وہ ملاحظہ فرمادیں۔ جہاں روایت بالاختتام ہوئی ہے اس سے آگے متصلاً یہ الفاظ اس روایت میں مزید ہیں:۔

"قال (الراوی) وفی المجلس الحسن بن علیؓ فقال واللہ لو سمّی الثالث لسمّی عثمانؓ" (ازالۃ الخفا، ج ۱ ص ۳۱۷)۔

"یعنی مجلس ہذا میں امام حسنؓ موجود تھے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم حضرت علیؓ اگر تیسرے شخص کا نام ذکر کرتے تو حضرت عثمانؓ کا نام لیتے"۔

ایک شیعی روایت

مذکورہ روایات کے آخر میں شیعوں کی ایک روایت تائید کے طور پر ہم پیش کرنا مناسب خیال کرتے ہیں۔ اس روایت سے یہ چیز عیاں ہوگی کہ بعض شیعی علماء و شیعی اکابر بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ کے دورِ خلافت میں حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کے حق میں فوقیت و فضیلت کے مسائل جب کھڑے کیے گئے (جو آخر میں چل کر دشنام طرازی و سب و شتم کی حد تک پہنچ گئے) تو حضرت علیؓ نے ان مفاسد و فتن کے ازالہ و قلع قمع کرنے کے لیے پوری کوشش کی اور اس دور میں شیخینؓ کے متعلق گوناگوں محامد و مناقب از خود بیان فرماتے اور حضور سرورِ کائنات صلعم کی جانب سے بھی ان کے فضائل نقل کیے۔

اور پھر جو شخص ان کے فضائل و مناقب کو نہ تسلیم کرے اور اپنی راے فاسد کو نہ ترک کرنے اس کے متعلق وعیدیں بیان کیں۔ یہاں تک کہ سرکاری اعلانات کے طور پر ان فرامین کو پبلک تک پہنچانے کے انتظامات فرماتے اور بار بار اپنے خطبات کے ذریعہ ان سزاؤں کی تشہیر کی۔

چنانچہ ہم نے بھی اس نوع کی چند روایات کو بطور نمونہ پیش کیا جو آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اب ایک اسی مضمون کی شیعی روایت درج کرکے اس باب کو ہم ختم کرنا چاہتے ہیں۔

کتاب اطواق الحمامۃ یعنی یحییٰ بن حمزہ شیعی میں سوید بن غفلہ کی روایت مندرج ہے۔ ملاحظہ فرمادیں۔

"عن سوید بن غفلۃ انہ قال مررت بقوم ینتقصون ابابکرؓ وعمرؓ فاخبرت علیاً وقلت لولا انہم یرون انک تضمر ما اعلنوا ما اجترؤا علیک منہم عبداللہ بن سبا وکان اوّل من اظہر ذالک فتفال علیّ اعوذ باللہ رحمہا اللہ تعالیٰ ثم نہض واخذ بیدی و ادخلنی المسجد فصعد المنبر ثم قیض علی لحیتہ وہی بیضاء فجعلت دموعہ یتجاوز علی لحیتہ وجعل ینظر للبقاع حتیٰ اجتمع الناس ثم خطب فقال ما بال اقوامٍ یذکرون اخوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وزیریہ وصاحبیہ وسیّدَی قریشٍ وابوی المسلمین وانا بریٌ مما یذکرون وعلیہ اعاقب، مَہیَا رسول اللہ بالجد و الوفاء فی امر اللہ یا مَران وینہیانِ ویقضیان ویعاقبان لا یبرئ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرأیہما رایاً ولا یحبّ لحبّہما حبّاً لما یبرئ من عزمہما فی امر اللہ فقبض وہو عنہما راضٍ وللمسلمون راضون فما تجاوزوا فی امرہما وسیرتہما رأی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وامرہ فی حیاتہ وبعد موتہ وقبض علی ذالک رحمہما اللہ تعالیٰ فہو الذی خلق الحبّۃ ویرئ النسمۃ لا یحبّہما الا مؤمنٌ فاضلٌ ولا یبغضہما الا شقیٌّ مارق وحبّہما قربۃٌ و بغضہما مروقٌ"

(کتاب اطواق الحمامۃ از امام مؤیّد باللہ یحییٰ بن حمزۃ الزیدی در اواخر کتاب ہذا ذکر نمودہ)

Marfat.com

حاصل کلام یہ ہے

کہ سوید بن غفلہ کہتا ہے کہ میرا ایک قوم کے پاس گذر ہوا وہ ابوبکرؓ و عمرؓ کے حق میں تنقیص و حقارت بیان کر رہے تھے۔ میں نے جا کر حضرت علیؓ کو خبر کی اور کہا ان کا یہ خیال ہے کہ جس چیز کا انہوں نے اعلان کر رکھا ہے وہ بات آپ بھی اپنے سینے میں چھپاتے ہوئے ہیں ورنہ وہ اس کی جرأت کیسے کر سکتے تھے۔ اس قوم میں عبداللہ بن سبا بھی تھا۔ ابن سبا پہلا وہ شخص ہے جس نے (شیخین کی حقارت اور علیؓ کی برتری) کا مسئلہ کھڑا کیا تھا۔

اس وقت حضرت علیؓ نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف پناہ لیتا ہوں۔ اللہ ان دونوں پر اپنی رحمت نازل فرمائے، پھر آپ اٹھے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے مسجد میں داخل کیا اور خود منبر پر تشریف لے گئے اور اپنی سفید داڑھی (مبارک) پر ہاتھ رکھا۔ آپ کے آنسو بہنے لگے۔ ریش چشم گریاں کی وجہ سے تر ہو رہی تھی۔ آپ مسجد کے مقامات کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے رہے حتیٰ کہ لوگ مسجد میں مجتمع ہو گئے۔ پھر خطبہ دینا شروع کیا اور فرمایا کہ ایسے لوگوں کا کیا حال ہے؟ جو حضور سرورِ دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں بھائیوں اور دونوں وزیروں، دونوں ساتھیوں اور قریش کے سرداروں اور مسلمانوں کے دونوں اکابر کو (تحقیر و تنقیص کے ساتھ) ذکر کرتے ہیں۔ میں اُن کی اِس حرکت سے بالکل بری ہوں اور میں اس چیز پر سزا دوں گا۔

یہ دونوں نبی کریم صلعم کی صحبت (مقدس میں) وفاداری کے ساتھ رہے خدا کے حکم موافق حکمرانی کرتے تھے اور زجر و توبیخ کرتے تھے (شرع کے موافق) خصومات کے فیصلے کرتے اور سزا دیتے تھے۔ حضور علیہ السلام ان کی رائے کے موافق کسی کی رائے کو وزن نہیں دیتے تھے اور نہ ان جیسا کسی کو دوست جانتے تھے اس لیے کہ دین کے معاملہ میں ان کی پختہ عزمی تو نبی کریم صلعم پر واضح تھی۔ حضور علیہ السلام ان دونوں سے خوشنودی کی حالت میں رخصت ہوئے۔ اور تمام مسلمان ان سے راضی اور خوشنود تھے۔ اپنے دستور اور سیرت میں یہ دونوں حضرات حضور علیہ السلام کی رائے سے بالکل متجاوز نہیں ہوتے خواہ یہ معاملہ حضورؐ کی حیات میں ہوا یا بعد از

وفات پیش آیا۔ اِس حال پر ان کا انتقال ہُوا۔ اللہ دونوں پر رحم نازل فرمائے۔ پس اس ذات کی قسم جس نے دانہ اور رُوح کو پیدا کیا۔ بلند درجہ کا مومن ہی ان کے ساتھ محبت رکھتا ہے اور بے نصیب اور دین سے بے بہرہ شخص ہی ان کے ساتھ بغض و عداوت رکھتا ہے۔ ان کے ساتھ دوستی نیکی اور خدا کی نزدیکی ہے۔ ان کے ساتھ عداوۃ و بدگمانی دین سے خارج ہونا ہے۔"

تنبیہ۔ اطواق الحمامہ فی مباحث الامامۃ (تالیف مؤید باللہ یحییٰ بن حمزہ شیعی) سے یہ روایت ہم نے بذریعہ تحفہ اثنا عشریہ نقل کی ہے۔ شاہ عبدالعزیز دہلویؒ نے اس کو تحفہ کے باب سوم در ذکر احوال اسلاف شیعہ میں درج کیا ہے۔ اہلِ علم کی اطلاع کے لیے یہ تصریح نقل کر دی گئی۔

باب چہارم کی نوع یازدہم اور نوع دوازدہم کی مرویات جو حضرت علیؓ سے ہم نے نقل کی ہیں ان کا مضمون و مفہوم درجۂ شہرت اور تواتر تک پہنچ گیا ہے۔ اس چیز کو نوع ۱۱ کی ابتداء میں ہم نے فاضل ذہبیؒ اور ابن کثیر اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہم اللہ سے نقل کیا ہے۔ اس قلیل سی جستجو کے ذریعہ جو چیزیں ہمیں دستیاب ہوتی ہیں ان کا اجمالی خاکہ کچھ اس طرح ہے:۔

مرویات اور راویوں کی تعداد

گیارہویں نوع میں مندرجہ روایات (چھتیس ۳۶) عدد ہیں اور بارہویں نوع کی روایات ۱۶ عدد سے زائد ہیں۔ پھر ان دو اقسام کی مرویات کے نقل کرنے والوں کی تعداد ستائیس افراد کے قریب ہے۔ پھر ان ستائیس آدمیوں سے نقل کنندگان لاتعداد اور بے شمار لوگ ہیں۔ یہ سب مرویات حضرت علیؓ سے منقول ہیں۔

دو مسئلوں کا اثبات

اِن تمام مندرجات سے دو مسئلے پایۂ ثبوت تک پہنچ گئے۔

— اوّل تو یہ کہ سیدنا ابوبکر الصدیق و سیدنا فاروق اعظم عمر بن الخطابؓ حضرت علیؓ

Marfat.com

کے فرمودات کی روشنی میں تمام اُمت سے افضل و برتر و بہتر تھے۔"

دوم یہ کہ جو شخص شیخینؓ حضرات کو بہترین اُمت اور افضلِ قوم نہ اعتقاد کرے گا وہ حضرتِ علیؓ کے نزدیک مجرم ہے اور قابلِ سزا مجرم ہے۔ نیز حضرت علیؓ کے مسلک و مذہب سے وہ دُور تر ہے۔ ان کا اس کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں۔

شیعہ احباب اور مرتضوی فرمودات

شیعہ حضرات کے بڑے بڑے اکابر علماء و مجتہدین بھی حضرت علیؓ سے اپنے دورِ خلافت میں ان مضامین کے مروی ہونے کا انکار نہیں کر سکے۔ البتہ انہوں نے اپنے خیال کے مطابق ان روایاتِ مشہورہ متواترہ کے مقابلہ میں تاویلیں شروع کر دی ہیں۔ ان کے نزدیک سب سے وزنی تاویل تقیہ ہے یعنی حضرت علیؓ شیرِ خدا، صاحبِ ذوالفقار، حیدرِ کرار اپنے تمام اوقات میں اور اپنے اہم مقامات و مراحل میں تقیہ سے کام چلاتے رہے گویا کہ حضرت مرتضیٰؓ اپنی خلافتِ حقہ کے دوران بھی مجبور و مقہور اور معذور تھے۔ ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کے یہ سب فضائل و مناقب و حدود و سزائیں، اعلانات و خطبات وغیرہ تقیۃً فرما دیئے۔ (ترجیع)۔ (سبحانک ہذا بہتان عظیم)۔

ناظرین حضرات خود غور و خوض فرما دیں کہ حضرت علیؓ کی پوزیشن جس طرح داغدار نہ ہو سکے وہ صورت اختیار کرنی چاہیے ہم نے تمام واقعات بلاکم و کاست پیش خدمت کر دیئے ہیں۔ اب جس طرف آپ کا ایمان اور حق و انصاف متقاضی ہو وہ جانب پسند فرما دیں اور خود فیصلہ فرمالیں۔

ایک تاریخی واقعہ

یہ ایک تاریخی اعجوبہ ہے جس میں حضرت ابوبکر الصدیقؓ و حضرت عمر فاروقؓ کے حق میں بدگوئی و تنقیص و تحقیر کرنے والوں کے انجام کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ حضرت علی المرتضیٰؓ کے ہاتھوں

قائم ہوا ہے۔ واقعہ ملاحظہ فرمادیں۔ شیخ عباس قمی شیعی نے اپنی کتاب "تتمۃ المنتہیٰ" میں سنہ ۳۹۱ھ کے تحت یہ واقعہ ذکر کیا ہے ہم اس کی نقل پر اکتفا کرتے ہیں :۔

. . . . از تاریخِ مصر نقل شدہ کہ حسام الدولۃ (مقلدبن مسیّب) را شعر نیکو و فضل فاش بود تا آنکہ از و نقل ست کہ بیکے از حاجیاں وصیّت کردہ بود کہ چوں بمدینۂ طیبہ برسی سلامِ من بحضرت رسولؐ برساں۔ و بگو کہ اگر شیخین درجوارِ تو مدفون نبودندی ہر آئینہ بسر و چشم بزیارتِ تو می آمدم ولیکن جناب علامہ حلّی در اجازۂ کبیرہ کہ بہ بنی زہرہ دادہ نقل کردہ کہ مقلدبن مسیّب (حسام الدولۃ) پیغامِ جسارت آمیز و کلماتِ کفریّہ برائے قبر آنحضرت فرستاد آں شخصِ مبلّغ تبلیغ کرد ولکن در خواب دید حضرت رسولؐ و امیرالمومنینؑ را آنکہ جناب امیرالمومنین او را بقتل رسانید۔ آں خواب را تاریخ برداشت چوں برگشت از حجاز مقلدبن مسیّب را کشتہ بودند در ہماں شب کہ تاریخ برداشتہ بودؐ

(کتاب "تتمۃ المنتہیٰ" از شیخ عباس القمی الشیخ ص ۳۲۵-۳۲۶ تحت سنہ ۳۹۱ھ۔ مطبوعہ تہران۔ جدید طبع)

ناظرینِ کرام اِس چیز کا انجام خود سوچ لیں۔ ہم اس نقل پر کوئی تبصرہ کرنا نہیں چاہتے۔

o

الحمدللہ حصہ صدیقی کے باب چہارم کے اتمام کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔ اس کے بعد باب پنجم شروع ہوگا جو اس حصہ کا آخری باب ہے۔ (بعونہٖ تعالیٰ وبکرمہٖ ومنّہٖ)

Marfat.com

باب پنجم

"رُحَمَاءُ بَیْنَھُم" کے حصّہ صدّیقی کے باب پنجم کو اب بفضلہٖ تعالیٰ شروع کیا جا رہا ہے۔ یہ صدّیقی حصّہ کا آخری باب ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس باب کے ختم ہونے پر حصّہ صدّیقی مکمّل ہو جائے گا

باب پنجم کی چند فصلیں مُرتّب ہوں گی۔ سابقہ ہر چہار ابواب میں حضرت فاطمہؓ، حضرت علیؓ اور ابو بکر الصدّیقؓ کے مابین تعلقات مرتب کر کے پیش کیے گئے ہیں۔

اس باب میں حضرت علیؓ کے تمام خاندان و اولاد وغیرہ کے عمدہ روابط اور بہتر مراسم صدّیقی خانوادہ کے ساتھ جو تا حال دستیاب ہُوئے ہیں ان کو ناظرین کرام کی خدمت میں حاضر کرنے کا ارادہ ہے۔

ان حالات و واقعات پر نظر غائر کرنے کے بعد علوی و صدّیقی ہر دو خاندانوں کا باہمی عمدہ سلوک اور حسنِ معاملہ و دوستانہ رویّہ ہر باشعور انسان پر واضح ہو سکے گا۔

نیز یہ چیز بھی عیاں ہو جائے گی کہ صرف صدّیق اور علی المرتضیٰ کے درمیان ہی حسنِ سلوک و حسنِ معاملہ قائم نہیں تھا بلکہ ان بزرگوں کی اولاد در اولاد کے مابین بھی یہ بہترین تعلقات پُشتوں تک چلے گئے ہیں۔ اور پھر ہر دو خاندانوں کے یہ دیرینہ روابط اس بات کے بھی مستقل شاہدِ عادل ہیں کہ حضرت صدّیق اکبرؓ اور حضرت مرتضیٰ کے درمیان جو بعض لوگ بغض و عداوۃ اور اختلاف و انتشار کے واقعات تجویز کر کے ہمیں سناتے ہیں وہ ہرگز صحیح نہیں۔ اس لیے کہ ہر ایک شخص اور ہر ایک قبیلہ اپنے اپنے اکابر و آباء و اجداد کے حالات و واقعات کے متعلق بہ نسبت دیگر لوگوں کے خوب واقف ہوتا ہے کیسی

Marfat.com

خارجی آگاہی کا محتاج ہی نہیں ہوتا جیسے مقولہ مشہور ہے کہ "صاحب البیت ادری بما فیہ"۔ پس اگر بالفرض والتقدیر ان اکابر (یعنی صدیقؓ و علیؓ) کے درمیان اس طرح کے تنازعات و اختلافات قائم تھے اور ایک دوسرے کے حقوق پامال کرنے اور ایک دوسرے پر مظالم کرنے کے مرتکب ہو چکے تھے اور ظلم و تشدد روا رکھنے کے واقعات پیش آچکے تھے تو ان کی اولاد میں پشتہا پشت تک یہ صلح و آشتی یہ مودۃ و دوستی اور یہ مناقب گوئی اور فضائل جوئی اور بے شمار کمالات کی مدح سرائی کس طرح پائی گئی؟ اور یہ لوگ ایک دوسرے کے اکابر کے حق میں ثنا گو اور مدح خواں، بہی خواہ کس طرح بن گئے؟ یہ چیزیں قابلِ غور ہیں اہلِ فکر و فہم حضرات امید ہے ان حالات میں تدبر و تفکر فرما کر کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش کریں گے۔ اس لیے اب ہم ہر دو خاندانوں کے واقعات ایک ترتیب سے پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرما کر حق و انصاف کا ساتھ دیں۔

آئندہ مضامین کی ترتیب یہ ہے:-

فصل (۱) امام حسن بن علی المرتضیٰ اور ان کی اولاد کے متعلقات

فصل (۲) محمد بن حنفیہ (صاحبزادہ علی المرتضیٰ) کے بیانات

فصل (۳) حضرت سیدنا عباس بن عبد المطلب و ابن عباس و عبد اللہ بن جعفر کے واقعات

فصل (۴) زین العابدین اور ان کے لڑکے زید کے بیانات (شیخینؓ کی تائید میں)

فصل (۵) سیدنا محمد باقر و جعفر صادق اور موسیٰ کاظم کے متعلقات۔

فصل (۶) صدیقی و ہاشمی ہر دو خاندانوں کے نسبی تعلقات اور رشتہ داریاں۔

فصل (۷) خلفاء ثلاثہؓ کے مبارک اسماء اور بابرکت ناموں کی ترویج آل ابی طالب میں۔

○

فصل اوّل

(۱) حضرت سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوران حدیث کی کتابوں میں مندرجہ ذیل واقعہ ذکر کیا گیا ہے:۔

عن عتبۃ بن الحارث قال رأیت ابابکرؓ حمل الحسن وھو یقول بابی شبیہٌ بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم لیس شبیہٌ بعلیؓ وعلی یضحک۔ (۱)

(۱) بخاری شریف ج ۱ ص ۵۳۰۔ باب مناقب الحسن والحسین۔ طبع نور محمدی دہلی)

اور کنز العمال میں بھی یہ واقعہ متعدد کتب روایات سے ذرا مفصل منقول ہے:

عن عقبۃ بن الحارث قال خرجت مع ابی بکرؓ من صلوٰۃ العصر بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلیالٍ وعلیؓ یمشی الیٰ جنبہ فمرّ بحسن بن علیؓ یلعب مع غلمان فاحتملہ علی رقبتہ وھو یقول بابی شبیہٌ بالنبی لیس شبیہًا بعلیؓ وعلی یضحک ۔قال ابن کثیر ھٰذا فی حکم المرفوع لانہ فی قوۃ قولہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یشبہ الحسن"

(۲) کنز العمال بحوالہ ابن سعد۔حم۔ابن المدنی۔ خ۔ن ک۔ جلد ہفتم۔ص ۱۰۳-۱۰۴۔ طبع اول قدیم حیدر آباد دکن)

"یعنی عقبہ کہتے ہیں کہ عصر کی نماز پڑھ کر (ہم مسجد نبوی سے) نکلے۔ چند روز انتقال نبوی (علیٰ صاحبہا السلام) کو ہوئے تھے۔ علی المرتضیٰ ابوبکر الصدیقؓ کے ساتھ چل رہے تھے۔ ابوبکر الصدیقؓ حسن بن علی المرتضیٰ کے پاس

Marfat.com

گزرے۔ وہ لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ ابوبکرؓ نے حسنؓ کو کندھے پر اٹھالیا اور کہنے لگے کہ یہ بیٹے تو نبی کے ہم شکل ہیں۔ علیؓ کے مشابہ نہیں ہیں۔ علی المرتضیٰؓ یہ سن کر ہنس رہے تھے۔

صدیق اکبرؓ کے امام حسنؓ کو اٹھانے اور نبی پاک سے تشبیہ دینے کی روایت لہٰذا کو شیعہ علماء نے بھی ذکر کیا ہے۔ چنانچہ "تاریخ یعقوبی" میں احمد بن ابی یعقوب شیعی نے لکھا ہے کہ "ان ابا بکر قال لہٗ وقد لقیہٗ فی بعض طرق المدینۃ بابی شبیہٌ بالنبی غیر شبیہ بعلیؓ"

(تاریخ یعقوبی جلد ثانی ص ۱۱۷ طبع جدید بیروت سن طباعت ۱۳۷۹ھ / ۱۹۶۰ء)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ ایک دوسرے کی فضیلتوں کا اقرار ان کے درمیان عقیدت کے ساتھ ہوتا تھا۔ اور نماز پنجگانہ مل کر ادا کرتے۔ چونکہ وصالِ نبوی کے بعد بالکل قریب یہ واقعہ پیش آیا تھا اس سے معلوم ہوا کہ بعد از وفات نبوی کے حیران کن منافقات اور حیرت انگیز اختلافات جو دوستوں کی طرف سے سنے اور سنائے جاتے ہیں وہ بے اصل اور بے حقیقت ہیں، تدبر سے کام لیں تو حق بات مخفی نہ رہے گی۔

(۲) سیدنا حسن بن علی المرتضیٰ کا جب انتقال مدینہ طیبہ میں ۵۰ھ میں ہوا۔ تو انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ میرا دفن حضرت نبی کریم سردار دو عالم کے روضہ شریفہ میں ہو سکے تو بڑا اچھا ہوگا۔ اپنے بھائی حسینؓ کو حضرت عائشہ (ام المومنین) دختر ابوبکر الصدیقؓ کی خدمت میں روانہ کیا کہ دفن کی اجازت چاہیے۔ حضرت عائشہ (بنت ابی بکر الصدیقؓ) نے بڑی خوشی سے اجازت دے دی۔ صحابہ کے طبقات کی کتابوں میں یہ واقعہ درج ہے اور شیعہ علماء و مورخین نے بھی یہ اجازت دینے کا واقعہ اپنی تصانیف میں لکھا ہے لکھتے ہیں:

وقد کانت اباحت لہٗ عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان یدفن مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیتہا وکان سألہا ذالک فی مرضہ

..... دوسری روایت میں ہے:۔ فلمّا مات الحسنؓ اتی الحسینؓ عائشۃؓ

فطلب ذالك اليها فقالت نعم وكرامة الخ"

(۱) الاستیعاب معہ اصابہ ج ۱ ص ۳۷۴ و ۳۷۶ طبع مصری تحت ترجمہ حسن بن علی۔

(۲) مقاتل الطالبین للشیخ ابی الفرج الاصفہانی الشیعی ص ۳۰ طبع قدیم ص ۵۱ طبع جدید۔ تذکرہ وفات امام حسنؓ۔

"یعنی حضرت عائشہ صدیقہؓ نے سیدنا حسن بن علیؓ کے لیے اپنے گھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت دے دی تھی۔ اور یہ خواہش حسنؓ موصوف نے اپنے مرض الوفات میں ظاہر کی تھی . . . . . اور اس طرح بھی مروی ہے کہ جب حسن بن علی فوت ہوئے تو حسین بن علیؓ روضۂ نبوی میں دفن کی اجازت طلب کرنے کے لیے حضرت عائشہؓ کے پاس پہنچے پس انہوں نے (بخوشی) اجازت دے دی"

سیدنا حسن بن علی مذکور کی وفات

۵۰ یا ۵۲ھ میں ہوئی جیسا کہ مشہور و متداول روایات میں منقول ہے۔ اس مقام میں بھی بعض مؤرخین و مترجمین نے متروک و مجروح و مرجوح روایات کو سامنے رکھ کر حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حق میں بہت بہتان تراشیاں کر ڈالی ہیں۔ ہم نے ناظرین کرام کے سامنے راجح روایات کی روشنی میں مختصر واقعہ حقیقتِ حال کے مطابق عرض کر دیا ہے اور حوالہ بھی دے دیا ہے۔ اصل یہی کچھ ہے جو عرض کر دیا گیا ہے۔ اس سے ان حضرات کے باہمی تعلقات کی بہتری بالکل عیاں ہے۔

(۳) سیدنا حسنؓ کی اولاد شریف میں ایک بزرگ ہیں ان کا نام عبداللہ بن حسن ہے۔ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے متعلق ان سے سوال کیا گیا۔ انہوں نے اس سوال کا جو جواب باصواب دیا اس کو عبارتِ ذیل میں ملاحظہ کر لیا جائے۔

Marfat.com

ابوطالب العشاری نے اپنے فضائل میں یہ مسئلہ باسند درج کیا ہے

. . . . نا الحسین الجعفی نا ابو خالد الاحمر قال سألت عبد اللہ بن الحسن عن ابی بکرؓ و عمرؓ فقال صلی اللہ علیہما ولا صلی اللہ علی من لا یصلی علیہما۔ (فضائل ابی بکر الصدیق، ص ۸ لابی طالب العشاری)

"یعنی ابو خالد احمر نے عبداللہ بن حسنؓ سے ابوبکرؓ و عمرؓ کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ ان دونوں (بزرگوں) پر رحمت و سلامتی نازل فرمائے۔ اور جو شخص ان دونوں کے حق میں ترحم و تشفقت کے کلمات کہنے روا نہیں رکھتا اللہ اس پر رحمت ہی نہ کرے۔"

(۴) اس کے بعد سیدنا حسن بن علی المرتضیٰؓ کے پوتے محمد بن عبداللہ بن حسنؓ سے اپنے دور میں شیخینؓ کے حق میں سوال کیا گیا۔ اس کا جواب ذیل میں درج ہے۔ یہ کلام بھی شیخ ابوطالب العشاری نے اپنے فضائل میں درج کی ہے لکھتے ہیں کہ:

. . . . نا عبید الطنافسی نا حبیب الاسدی عن محمد بن عبداللہ بن الحسن انہ اتاہ قوم من اہل الکوفۃ فسألوہ عن ابی بکرؓ و عمرؓ فالتفت الیّ وقال انظر الی اہل بلادک یسألونی عن ابی بکرؓ و عمرؓ انہما عندی افضل من علیؓ۔

(فضائل ابی بکر الصدیقؓ ابوطالب العشاری ص ۶ مطبوعہ مسرعہ دیگر رسائل)

"یعنی حبیب اسدی کہتا ہے کہ امام حسنؓ کے پوتے محمد بن عبداللہ بن حسنؓ کے ہاں کوفیوں کی ایک جماعت حاضر ہوئی۔ یہ لوگ ابوبکرؓ و عمرؓ کے متعلق سوال کرنے لگے تو محمد بن عبداللہ موصوف نے میری طرف توجہ کی اور فرمانے لگے کہ اپنے شہر والوں کی طرف دیکھیے؟ یہ تو ابوبکرؓ و عمرؓ کو علی المرتضیٰؓ سے بھی افضل تعین کرتا ہوں اور یہ مجھ سے ان دونوں کے مقام و مرتبت کے

Marfat.com

متعلق دریافت کرتے ہیں۔"

فصل (۲)

علی المرتضیٰ کی اولاد کے بیانات کے سلسلہ میں سابقہ مندرجہ ایک روایت کو یہاں ہم دہرانا مناسب خیال کرتے ہیں وہ محمد بن حنفیہ کی روایت ہے۔

پہلے چند کلمات محمد بن حنفیہ کی توثیق کے لیے درج کیے جاتے ہیں جو شیعی علماء نے ذکر کیے ہیں۔

(۱) ابن عنبہ سید جمال الدین نے عمدۃ الطالب میں لکھا ہے کہ "کان محمد بن حنفیۃ احد رجال الدھر فی العلم والزھد والعبادۃ والشجاعۃ وھو افضل ولد علی بن ابی طالب بعد الحسن والحسین"

(عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب طبع اول لکھنؤ ص ۳۴۷ وص ۳۵۲ - طبع نجف اشرف عراق - الفصل الثالث)

"یعنی ابن حنفیہ اپنے زمانہ کے لوگوں میں علم، زہد، عبادت، شجاعت میں فائق تھے اور حضرت علیؓ کی اولاد میں حسنؓ و حسینؓ کے بعد انہی کا افضل مقام تھا۔"

(۲) مجالس المومنین قاضی نور اللہ شوستری کی مجلس چہارم میں پہلے نمبر پر ابن حنفیہ کا تذکرہ کیا ہے، بڑی مدح و توثیق کی ہے۔ محمد بن حنفیہ سے مندرجہ ذیل الفاظ میں روایات منقول پائی گئی ہیں۔

(۱) ... قال (ابن الحنفیۃ) قلت لابی ای الناس خیر بعد النبی صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلّم قال ابوبکرؓ قال قلت ثم من ؟ قال عمرؓ! وخشیتُ ان یقول عثمان قلتُ ثم انت قال ما انا الا رجل من المسلمین۔"

(۱) بخاری شریف، ج ۱، ص ۵۱۸ - باب مناقب ابی بکرؓ

(۲) ابوداؤد، جلد ثانی کتاب السنۃ - باب التفضیل، ج ۲ ص ۲۸۹ مجتبائی دہلی

(۲) عن منذر الثوری عن محمد بن الحنفیۃ قال قلت لابی یا ابتِ مَن خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ؟ قال ابوبکرؓ قلت ثمّ مَن؟ قال عمرؓ! قلت ثمّ انت ؟ قال انا رجل من المسلمین۔"

(۳) حلیۃ الاولیاء لابی نعیم اصفہانی جلد پنجم ص ۷۸ تذکرہ ربیع بن ابی راشد۔

(۳) عن محمد بن حنفیۃ قال قلت لابی اَیُّ الناسِ خیر بعد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم؟ قال ابوبکرؓ قلت ثمّ من؟ قال ثم عمرؓ! ثمّ خشیتُ ان اقول ثم من فیقول عثمان فقلت ثمّ انتَ یا ابتِ قال ما انا اِلّا رجلٌ من المسلمین۔"

(۴) کنز العمال بحوالہ خ - د - ابن ابی عاصم نخشیش - حل۔ جلد ۶ ص ۳۶۶ طبع اوّل قدیم - دکن۔

(۴) عن ابن الحنفیّۃ قال قلت لابی ایُّ الناس خیر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم قال ابوبکرؓ! قلت ثم من؟ قال ثم عمرؓ! قلت ثم انت؟ قال انا رجل من المسلمین لی حسنات وسیّئات یفعل فیہا ما یشاء۔"

(۵) کنز العمال، ج ۶ ص ۳۷۰ بحوالہ (ابن بشران) طبع اوّل قدیم)

ان تمام مندرجہ مرویات (جو ابن حنفیہؒ سے نقل ہوئی ہیں) کا خلاصہ یہ ہے کہ ابن حنفیہ

کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد شریف علی المرتضیٰؓ سے عرض کیا کہ سردارِ دو جہاں (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد کون شخص بہترین اُمّت ہے تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ وہ ابوبکرؓ ہیں! میں نے کہا ان کے بعد کون بہترین ہیں؟ فرمایا پھر عمرؓ سب سے بہتر ہیں۔ پھر اس خیال سے کہ عثمانؓ کو ذکر کریں، میں نے کہا کہ پھر آپ بہترین ہیں؟ تو علی المرتضیٰؓ نے فرمایا کہ میں مسلمانوں میں سے ایک مسلمان شخص ہوں! ہم میں خوبیاں بھی ہیں اور خامیاں بھی۔ اللہ جس طرح چاہیں گے ان میں معاملہ فرمائیں گے۔

مطلب یہ ہے کہ

اولادِ علیؓ کی یہ تصریحات ہیں جو متعدد محدثین نے اپنے اپنے اسانید کے ساتھ درج کی ہیں۔ سوال کرنے والے پسرانِ علیؓ ہیں، جواب دینے والے خود علی المرتضیٰؓ ہیں۔ یہاں مزید تشریح کی گنجائش ہی نہیں۔

نیز یہ چیز بھی ضمناً معلوم ہوگئی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دورِ مبارک میں تمام مسلمانوں کے اذہان اور قلوب میں یہ متعین و مقرر تھا کہ حضرت عثمان بن عفان اُمّت کے درمیان تیسرے درجہ کے آدمی ہیں۔ تب ہی تو محمد ابن حنفیہ اس چیز کا خدشہ محسوس کرتے ہوئے تیسرے سوال و جواب کو حذف کر کے خود حضرت علیؓ کا نام لے کر دریافت کرنے لگے اور اس خدشہ کو اپنے الفاظ میں ظاہر بھی کر دیا۔

Marfat.com

فصل (۳)

اس مقام میں حضرت سیدنا عباس بن عبدالمطلب و ابن عباسؓ (عبداللہ) اور عبداللہ بن جعفرؓ طیار کے متعلقہ واقعات ذکر کیے جائیں گے۔ مندرجہ معاملات میں ایک دوسرے کی قدردانی باہمی احترام اور توقیر ایک سے دوسرے کے حق میں منقبت و فضیلت کا اعتراف واضح طور پر ثابت ہوتا ہے جو ہمارے اہم مقاصد میں سے ہے اور اس کتاب میں مطلوب و مرغوب ہے۔ اور "رحماء بینہم" کی تائید و تصدیق ہے۔

(۱) — عن ابن عباسؓ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا جلس جلس ابوبکر عن یمینہ فالیصر ابوبکر العباس بن عبد المطلب یوماً مقبلاً فتنحیٰ لہ عن مکانہ ولم یرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما نحاک یا ابا بکرٍ؟ فقال ھذا عمک یارسول اللہ فتریذالک النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتیٰ یریٰ ذالک فی وجھہ۔"

(کنز العمال، ج ۷، ص ۲۶۴ بحوالہ ابن عساکر طبع اول قدیم)

(۲) — عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن جدہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا جلس جلس ابوبکرؓ عن یمینہ وعمرؓ عن یسارہ وعثمانؓ بین یدیہ وکان کاتب سرّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا جاء العباس بن عبد المطلب تنحیٰ ابوبکر وجلس العباس مکانہ۔"

(کنز العمال بحوالہ ابن عساکر، ج ۷ ص ۰، طبع اول قدیم)

ان ہر دو روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ حبیب نبی اقدس، سردارِ دوعالم صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم مجلس میں تشریف فرما ہوتے تھے (تو عام طور پر) ابوبکرؓ دائیں جانب بیٹھا کرتے اور عمرؓ بن خطاب بائیں جانب بیٹھتے اور عثمانؓ بن عفان حضور علیہ السلام کے کاتب و منشی تھے۔ یہ سامنے بیٹھتے تھے۔ ایک روز حضرت عباسؓ عمِ رسول خدمت میں حاضر ہوئے تو ابوبکر صدیقؓ ان کو تشریف لاتے دیکھ کر اپنی جگہ سے ہٹ گئے۔ نبی مقدس رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (تاحال ادھر خیال نہیں فرمایا تھا)، آپ نے ابوبکرؓ کو فرمایا کیوں پیچھے ہو رہے ہیں؟ ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے عمِ محترم تشریف لاتے ہیں۔ ان کے لیے جگہ خالی کر دی ہے۔ یہ چیز دیکھ کر نبی کریم صلعم مسرور ہوئے حتیٰ کہ چہرۂ انور پہ آثار نمایاں دیکھے گئے۔"

(۳) ابنِ عباسؓ کی ایک روایت شیعہ علماء نے اپنی کتابوں میں نقل کی ہے جس میں ابنِ عباسؓ نے حضرت ابوبکر الصدیقؓ کی تعریف و مدح سرائی و منقبت بیان کی ہے وہ قابلِ شنید ہے۔ ہم یہاں اس کو ناظرین کے افادہ کے لیے درج کرتے ہیں۔ پہلے عبداللہ بن عباس کی توثیق جو شیعہ علماء نے لکھی ہے اس کا اجمال و اختصار پیش کیا جاتا ہے۔

(۱) شیخ الطائفہ ابوجعفر الطوسی نے امالی میں ابن عباسؓ کا اپنا کلام باسند ذکر کیا ہے لکھتے ہیں کہ:

فعلم النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اللہ وعلم علیؓ من النبیؐ وعلمی من علم علیؓ۔" (امالی شیخ طوسی، جلد اوّل ص۱۱۔ طبع نجف عراق)

"یعنی نبی مکرمؐ کا علم خدا کی جانب سے ہے اور علیؓ کا علم نبی کے علم سے حاصل ہے اور میرا علم علی کے علم سے ماخوذ ہے۔"

(۲) اسی طرح مجالس المومنین مجلس سوم میں قاضی نور اللہ شوستری نے ابن عباس کے حق میں بڑی منقبت و فضیلت ذکر کی ہے۔ اور حضرت عباسؓ عمِ رسولؐ بن عبدالمطلب کے

Marfat.com

کے بعد ان کا یعنی ابن عباس کا طویل تذکرہ کیا ہے کہ "عبداللہ بن عباس از اعاظم صحابۂ پیغمبر و افضل اولاد عباس و مرید و تلمیذ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام بودہ و در رکاب آنحضرت ہمیشہ با مخالفاں مجاہدہ نمودہ و علو درجہ او در علم تفسیر و فقہ و حدیث مشہور و مستغنی از ایراد تفاصیل ... الخ۔

(۳) اسی طرح تنقیح المقال عبداللہ مامقانی میں بھی ان کی بڑی توثیق و تفصیل پائی گئی ہے اور منتہی الآمال شیخ عباس القمی میں ابن عباسؓ کی بڑی مدح سرائی موجود ہے مختصر یہ کہ جانبین میں یہ شخص مسلم و معتبر ہیں۔

ان کی ایک روایت صاحب ناسخ التواریخ مرزا محمد تقی لسان الملک نے اپنی تاریخ میں نقل کی ہے وہ ملاحظہ فرمادیں۔ مؤرخ مسعودی شیعی کا حوالہ دے کر واقعہ ذکر کیا ہے۔

"مسعودی در مروج الذہب می نویسد کہ عبداللہ بن عباس بر معاویہ در آمد و در مجلس او جماعتی از بزرگان قریش حاضر بودند۔ معاویہ رو بابن عباس کرد و گفت ہمی مسئلتے چند از تو پرسش کنم و پاسخ بشنوم فرمود از ہر چہ خواہی بہ پرس گفت چہ میگوئی در ابوبکر قال (ابن عباس) فی ابی بکر رحم اللہ ابابکر کان واللہ للفقراء رحیمًا وللقرآن تالیًا وعن المنکر ناھیًا و بدینہ عارفًا ومن اللہ خائفًا وعن المنہیّات زاجرًا و بالمعروف آمرًا و باللیل قائمًا و بالنہار صائمًا وفاق اصحابہ ورعًا وکفافًا و سار ممزاھدًا وعفافًا فغضب اللہ علی من ینقصہ ویطعن علیہ"۔

(۱) تاریخ المسعودی، ج ۳، ص ۶۰۔ طبع مصر، طبع رابع۔

(۲) ناسخ التواریخ، ج ۵ کتاب ۲ ص ۱۴۳-۱۴۴۔ از میرزا محمد تقی لسان الملک طبع ایرانی

"یعنی مسعودی شیعی نے اپنی تاریخ مروج الذہب میں لکھا ہے کہ ایک

دفعہ ابن عباس معاویہ کے پاس آئے۔ معاویہؓ کی مجلس میں قریش کے بڑے بڑے بزرگ موجود تھے۔ امیر معاویہ نے ابنِ عباس کی طرف رُخ کر کے کہا کہ میں آپ سے چند مسئلے دریافت کر کے جوابات سُننا چاہتا ہوں۔ ابن عباس نے فرمایا کہ دریافت کیجیے! امیر معاویہ نے سوال کیا کہ آپ ابوبکرؓ کے حق میں کیا خیال رکھتے ہیں؟ ابن عباسؓ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ابوبکرؓ پر اپنی رحمت نازل فرمادیں اللہ کی قسم وہ فقراء و مساکین کے حق میں بڑے شفیق تھے۔ قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے تھے۔ بُرائی سے منع کرنے والے تھے۔ دینِ خداوندی سے خوب واقف تھے۔ اللہ سے خائف رہتے تھے۔ بُرے کاموں پر تنبیہ کرتے تھے۔ اچھائی کا حکم کرتے تھے۔ رات کو تہجد میں قائم رہتے، دن کو روزہ دار تھے۔ پرہیزگاری میں اپنے ساتھیوں سے فائق تھے قلیل گذران گزارہ کرنیوالے تھے۔ زہد و پاکدامنی میں سبقت کرنے والے تھے۔ جو شخص ان کی تنقیص کرتا ہے اور ان پر طعن کرتا ہے اس پر اللہ ناراض ہے۔"

ناظرینِ کرام میں سے کسی بزرگ کو مسعودی صاحب مذکور کے تشیّع میں اشتباہ ہو اور اس کو رفع کرنے کا خیال بھی ہو تو رجال مامقانی (تنقیح المقال)، فاضل عبداللہ مامقانی کی طرف رجوع کریں ان شاء اللہ خوب تسلی ہو جائے گی۔

فاضل مامقانی نے مسعودی کا تذکرہ بڑا مفصل درج کیا ہے اور بعض لوگوں کو جو اس شخص کے عامی یعنی سُنّی ہونے کا شبہ ہوا ہے اس کے جوابات نہایت مدلّل دیئے ہیں اور اس کا خالص شیعی ہونا ثابت کیا ہے۔ تطویلِ بحث کے خوف سے ہم نے صرف اہلِ علم کے لیے اشارہ کر دینا کافی سمجھا ہے۔

(۴) - اب حضرت جعفر طیارؓ کے صاحبزادے عبداللہ بن جعفر کا بیان پیشِ خدمت ہے۔ انہوں نے حضرت ابوبکر الصدیق کا مقام و منزلت بیان فرمایا ہے۔ مستدرک حاکم

اور استیعاب لابن عبدالبر میں یہ قول باسند درج ہے :۔

..... یحیٰی بن سلیم عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما قال ولیّنا ابو بکر فکان خیر خلیفۃ اللہ و ارحمہ بنا و احناہ علینا۔ ھٰذا حدیث صحیح۔

(۱) المستدرک للحاکم، ج ۳، ص ۷۹۔

(۲) الاستیعاب معہ اصابہ جلد ثانی ص ۲۴۳

تذکرہ صدیق اکبرؓ۔

"یعنی یحیٰی بن سلیم جعفر صادق سے وہ محمد باقر سے وہ عبداللہ بن جعفر طیار سے ذکر کرتے ہیں کہ ابوبکرؓ ہمارے والی اور حاکم ہوئے۔ پس وہ اللہ کے بنائے ہوئے خلفاء میں سے بہترین خلیفہ تھے اور ہم پر سب سے زیادہ شفقت کرنے والے اور مہربان تھے۔"

اہلِ علم کو معلوم ہے کہ مستدرک مذکور پر حافظ ذہبیؒ کی تلخیص مطبوع ہے۔ اس میں اس روایت کے حق میں کہا ہے کہ "صحیح" یعنی یہ روایت درست ہے۔

Marfat.com

فصل (۴)

فصل چہارم میں سیّدنا زین العابدین (علی بن الحسین) اور ان کے صاحبزادے امام زید کے بیانات ہم تحریر کرنا چاہتے ہیں۔ اس میں سیّدنا صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور منقبت بیان کی گئی ہے۔ زوائد مُسند احمد میں درج ہے کہ

(۱)

۔۔۔ حدثنی ابو معمر عن ابی حازم قال جاء رجل الی علی بن الحسین (زین العابدین) فقال ما کان منزلة ابی بکرؓ و عمرؓ من النبی صلی اللہ علیہ وسلّم فقال منزلتهما الساعة "

(۱) الاعتقاد علیٰ مذہب السلف للبیہقی ص ۱۸۷، ۱۸۸ - طبع مصر

(۲) الفتح الربانی لترتیب مسند احمد بن حنبل الشیبانی للشیخ احمد عبدالرحمٰن البنّاء الساعاتی المصری، ج ۲۲ - ص ۱۸۲ ابواب مناقب الصحابہ "

"یعنی ایک شخص زین العابدینؒ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ شیخینؓ یعنی (ابوبکرؓ و عُمرؓ) رضی اللہ عنہما کا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ہاں کیا مقام تھا؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ ان کا نبی کے ہاں وہی منزلت و مقام تھا جو اس وقت ہے (یعنی اِس عالم اور اُس عالم میں ان کو نبی کا قرب اور نزدیکی حاصل ہے۔ پہلے جس طرح قرب حاصل تھا اب بھی اسی طرح نصیب ہے"

Marfat.com

(۲)

ابوطالب عشاری نے اپنے فضائل میں مکمل سند کے ساتھ زین العابدین کا فرمان لکھا ہے کہ:

"... ثنا الفضل بن جبیر الوراق نا یحییٰ بن کثیر عن جعفر بن محمد عن ابیہ قال جاء رجلٌ الیٰ ابی یعنی علی بن الحسین قال اخبرنی عن ابی بکر قال عن الصدیق تسأل؟ قال رحمک اللہ وتسمیہ الصدیق؟ قال ثکلتک امک قد سماہ صدیقًا من ھو خیر منی ومنک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والمہاجرون والانصار فمن لم یسمہ الصدیق فلا صدق اللہ قولہ فی الدنیا والآخرۃ۔"

(فضائل ابی بکر الصدیق۔ ص ۹)

حاصل یہ ہے کہ امام محمد باقرؒ کے والد امام زین العابدین علی بن الحسین کے پاس ایک شخص نے آکر سوال کیا کہ ابوبکرؓ کے متعلق بتائیے؟ زین العابدین نے فرمایا کہ تو الصدیقؓ کے متعلق دریافت کرتا ہے؟ سُن کر وہ کہنے لگا اللہ آپ پر رحم فرمائے، آپ ابوبکرؓ کو صدیق کے لقب سے یاد کرتے ہیں؟ تو امام نے فرمایا کہ تیری ماں تجھ پر روئے، صدیق کا لقب تو انہیں اس ذات نے عطا فرمایا جو مجھ سے اور تجھ سے بہتر ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین اور انصار سب نے ان کو یہ لقب دیا۔ پھر امام نے فرمایا کہ جو شخص ابوبکرؓ کو الصدیقؓ کے نام سے نہ یاد کرے اللہ اس کے قول کو دونوں جہانوں میں سچا نہ کرے۔"

(۳)

اس کے بعد امام زید بن زین العابدین کا قول ناظرین کرام کے سامنے ہم پیش کرتے

Marfat.com

ہیں۔ فاضل عشاری نے پوری سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔

. . . . نا محمد بن کثیر عن ھاشم بن البرند عن زید بن علیؓ قال قال لی یا ھاشم! اعلم! واللہ ان البراۃ من ابی بکرؓ وعمر لبراۃ منی من علیؓ فان شئت فتقدم وان شئت فتأخر!

(فضائل ابی بکر الصدیق لابی طالب العشاری ص۹)

اور ریاض النضرۃ محب الطبری میں بھی یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ درج ہے:

. . . عن زید بن علی قال البراۃ من ابی بکرؓ وعمرؓ براۃ من علیؓ فمن شاء فلیتقدم و من شاء فلیتأخر" (ریاض النضرۃ، ج ۱ ص۵۰)

ہر دو روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ ہاشم راوی کہتا ہے کہ امام زید پسر زین العابدین نے مجھے خطاب کر کے فرمایا کہ اے ہاشم تو یقین کر لے میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ابوبکرؓ و عمرؓ سے براۃ اور تبری کرنا (یعنی بیزاری اختیار کرنا) یہ علی المرتضیٰؓ سے براۃ و بیزاری کرنے کے مترادف و ہم معنیٰ ہے۔ اب تو چاہے جس سے براۃ پہلے اختیار کر لے یا بعد میں کر لے (اس میں کوئی فرق نہیں ہے) (حاصل یہ ہے کہ ان میں سے جس بزرگ سے بیزاری کرو گے گویا دوسرے سے خود بخود بیزاری کا اعلان ہو گا۔ کیونکہ وہ حضرات آپس میں ہر لحاظ سے ہر طریقہ سے ہر طرح سے متحد و متفق تھے)۔

(۴)

سیدنا صدیق اکبرؓ سیدنا فاروق اعظمؓ کے حق میں اب امام زید کے وہ اقوال ہم یہاں درج کرنا مناسب خیال کرتے ہیں جو شیعی علماء و شیعی مؤرخین نے اپنی معتبر تصانیف میں ثبت کیے ہیں۔ ان تمام چیزوں پر نظر کرنے سے منصف مزاج آدمی پر واضح ہو جائے گا کہ زین العابدین اور اس کی اولاد شریف کے نزدیک صدیق و فاروقؓ

Marfat.com

کا کیا درجہ اور کیا رتبہ ہے ؟ ذیل کے حوالہ جات پر توجہ فرمادیں۔

——— بادشاہِ ایران جاہ قاچار کے وزیر اعظم مرزا تقی لسان الملک نے اپنی عمدہ ترین تصنیف ناسخ التواریخ میں لکھا ہے کہ:

"... طائفہ از معارف کوفہ با زید بیعت کردہ بودند، در خدمتش حضور یافتہ گفتند رحمک اللہ در حق ابی بکرؓ و عمرؓ چہ گوئی ؟ فرمود در بارۂ ایشاں جز بخیر سخن نکنم و از اہل خود نیز در حق ایشاں جز سخن خیر نشنیدہ ام ..... بالجملہ زید فرمود ایشاں بر کسے ظلم و ستم نراندند و بکتاب و سنت رسول کار کردند۔"

(ناسخ التواریخ جلد ۲ ص ۵۹۰ - طبع ایران
از میرزا محمد تقی لسان الملک - طبع قدیم)

اور سید جمال الدین ابن عنبہ متوفی ۸۲۸ھ نے عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب میں بھی امام زید کا قول ذکر کیا ہے :-

وکان اصحاب زید لما خرج سئالوہ ما تقول فی ابی بکرؓ و عمرؓ ؟ فقال ما اقول فیہما الا الخیر وما سمعت من اہلی فیہما اِلّا الخیر فقالوا لست بصاحبنا ..... وتفرقوا عنہ فقال رفضونا القوم فسموا الرافضۃ۔"

(عمدۃ الطالب ص ۲۵۶-۲۵۷ تحت اخبار زید شہید
طبع مطبع حیدریہ - نجف اشرف عراق)

ماحاصل یہ ہے کہ کوفہ کے مشہور لوگوں کی ایک جماعت (جس نے امام زید کے ساتھ بیعت کی ہوئی تھی) زید کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگی کہ اللہ آپ پر رحم فرمائے ابوبکرؓ و عمرؓ کے حق میں آپ کا کیا خیال ہے ؟ زید بن زین العابدین نے فرمایا کہ میں ان دونوں کے حق میں کلمۂ خیر کے سوا کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ اور میں نے اپنے خاندانی بزرگوں سے بھی ان دونوں کے متعلق کلمۂ خیر کے بغیر

Marfat.com

کچھ نہیں سُنا۔ . . . . مختصر یہ ہے کہ امام زید موصوف نے فرمایا ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں نے کسی ایک شخص پر بھی ظلم و ستم جائز نہیں رکھا اور کتاب اللہ و سُنّتِ رسُول پر کاربند رہے۔" (ناسخ التواریخ)

——— دوسرے حوالہ کا مفہوم یہ ہے کہ امام زید نے جب (خلیفۂ وقت) کے خلاف خروج کیا تھا اس وقت زید کے ساتھیوں نے ان سے سوال کیا کہ ابوبکرؓ و عمرؓ کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں؟ زید فرمانے لگے کہ مَیں ان دونوں کے حق میں کلمۂ خیر ہی کہتا ہوں اور اپنے بزرگوں سے بھی مَیں نے بہتر اور خیر کلمہ ہی ان کے لیے سُنا ہے۔ یہ جواب سُن کر وہ لوگ کہنے لگے کہ آپ ہمارے (امیر و صاحب) نہیں ہیں اور زید سے یہ لوگ متفرق ہو گئے۔ (اور ساتھ چھوڑ دیا)۔ امام زید نے کہا کہ انہوں نے ہمیں چھوڑ دیا ہے ان کا نام رفضہ (رافضی ہے)، یعنی جماعت کو چھوڑ دینے والے)۔

(مندرجہ حوالہ جات کے فوائد)

۱۔ امام زید ابن زین العابدین نے حق گوئی و انصاف جوئی سے کام لیا اور حق سے سرِ مُو انحراف نہیں کیا۔

۲۔ نیز واضح ہو گیا کہ بنی ہاشم و آل ابی طالب کے تمام حضرات حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کے متعلق خوش عقیدہ تھے اور حسن ظنی رکھتے تھے۔ ان حضرات کے درمیان قطعاً کوئی اختلاف نہ تھا۔ تب ہی تو امام زید اپنے آباؤ اجداد کی طرف سے صفائی پیش کر رہے ہیں۔

۳۔ امام زید کی استقامت کا کمال ہے کہ اگرچہ پیروکار اور مُریدین الگ ہو گئے لیکن انصاف و حق پرستی سے مُنہ نہیں موڑا۔

۴۔ اور دوستوں کا نام جو رافضی مشہور ہو گیا ہے۔ یہ چوتھے امام زین العابدین کے

Marfat.com

صاحبزادے امام زید کا عنایت فرمودہ لقب ہے۔ اس سے چین بجبیں نہیں ہونا چاہیے۔

فصل (۵)

امام زید و امام زین العابدین باپ بیٹے کے بیانات کے بعد زین العابدین کے دوسرے لڑکے (امام محمد باقرؒ) کے فرامین اور اقوال اور واقعات درج کیے جاتے ہیں جو حضرات شیخینؓ کے حق میں ان سے مروی ہیں۔ اُمید ہے ناظرین حضرات ان بزرگوں سے منقول شدہ چیزوں کو خاص توجہ سے ملاحظہ فرمائیں گے۔

فرمودات محمد باقر

(۱) حافظ ابونعیم اصفہانی نے حلیۃ الاولیاء تذکرہ محمد باقر میں ان کا فرمان نقل کیا ہے:۔

..... عن محمد بن اسحٰق عن ابی جعفر محمد بن علی قال من لم یعرف فضل ابی بکرٍ و عُمَر رضی اللہ عنہما فقد جہل السنّۃ"

(۱) حلیۃ الاولیاء لابی نعیم، ج ۳ ص ۱۸۵ :- تذکرہ محمد باقرؒ۔

(۲) ریاض النضرۃ، جلد اوّل ص ۵۷۔ الباب الخامس۔ بحوالہ ابن السمان فی الموافقۃ۔

"یعنی محمد باقر نے فرمایا کہ جو شخص ابوبکرؓ و عمرؓ کی فضیلت و مرتبہ کو نہیں پہچانتا وہ سُنّتِ نبوی سے جاہل ہے۔"

(۲) قال محمد بن فضیل عن سالم بن ابی حفصۃ سألت اباجعفر و ابنہ جعفر بن محمد عن ابی بکرٍ و عمرؓ فقالا لی یا سالم تولّہما و ابرأ من عدوّہما فانہما

Marfat.com

کانا امامی هدی ۔ وعنه قال ما ادرکت احداً من اهل بیتی الا و یتولاّهما "

(۱) ریاض النضرۃ بحوالہ ابن السمان فی الموافقۃ، ج ۱ ص ۵۷ طبع مصری الباب الخامس

(۲) تہذیب التہذیب للحافظ ابن حجر عسقلانی جلد نہم ص ۵۱ ۳۔ تذکرہ محمد بن علی بن الحسین۔

(۳) ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفاء شاہ ولی اللہ دہلویؒ جزء اوّل طبع قدیم بریلی ص ۱۰۸/۱۰۹

(۴) الاعتقاد علیٰ مذہب السلف للبیہقی ص ۱۸۵ طبع مصر۔

"یعنی سالم نے کہا کہ میں نے محمد باقر اور ان کے صاحبزادے جعفر صادقؒ سے ابوبکرؓ و عمرؓ کے متعلق دریافت کیا تو دونوں نے جواب میں فرمایا کہ اے سالم! ان دونوں حضرات کے ساتھ تو دوستی رکھنا اور ان کے مخالفین سے بیزار و بری رہنا یقیناً یہ دونوں ہدایت کے امام تھے۔ نیز محمد باقرؒ سے یہ بھی مروی ہے کہ فرمایا میں نے اہلِ بیت سے جس شخص کو پایا وہ ان دونوں کے ساتھ دوستی ہی رکھتا تھا "

(۳)۔ طبقات ابن سعد تذکرہ محمد باقر میں باسند مذکور ہے :۔

..... قال حدثنا زهیر عن جابر قال قلت لمحمد بن علیؑ . . . .

اکان منکم اهل البیت احد یبیّ ابابکرؓ و عمرؓ قال لا فاحبّهما و اتولاّهما و استغفر لهما "

(طبقات ابن سعد۔ تذکرہ محمد باقر، جلد خامس ص ۲۳۶ طبع لیدن یورپ)

"جابر نے امام محمد باقرؒ سے عرض کیا . . . . کیا تم اہلِ بیت میں کوئی ایسا شخص ہے جو ابوبکرؓ و عمرؓ کو سب و شتم کرتا ہو انہوں نے فرمایا کہ نہیں! میں تو ان دونوں حضرات کو محبوب رکھتا ہوں اور میں ان سے دوستی اور موالاۃ رکھتا ہوں اور ان کے حق میں استغفار کرتا ہوں "

Marfat.com

(۴) ۔۔۔۔عن عمر وبن شمر عن جابر قال قال لی محمد الباقر بن علی یا جابر بلغنی ان قوماً بالعراق یزعمون انہم یحبوننا ویتبنا ولون ابابکرؓ و عمرؓ رضی اللہ عنہما ویزعمون انی امرتہم بذالک فابلغہم انی الی اللہ منہم بریٔ والذی نفس محمدؐ بیدہ لو ولیت لتقربت الی اللہ تعالیٰ بدمائہم ۔ لا نالتنی شفاعۃ محمد ان لم اکن استغفر لہما و اترحم علیہما ان اعداء اللہ لغافلون عنہما "

(۱) حلیۃ الاولیاء جلد ثالث ذکر محمد باقر، ج ۳ ص ۱۸۵ ۔ طبع مصر

(۲) ریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ لمحب الطبری ص ۵۸، جلد اوّل ۔ طبع مصر ۔ الباب الخامس

"یعنی جابر کہتا ہے کہ مجھے محمد باقر نے فرمایا کہ اے جابر مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ عراق کے علاقہ میں ایک قوم ہے وہ لوگ ہماری محبت کے دعویدار ہیں اور ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں کے حق میں کمی و بیشی کرتے ہیں (یعنی سخت سست کہتے ہیں) اور ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ میں نے ان کو اس چیز کا حکم دے رکھا ہے پس ان لوگوں کو (میری جانب سے) پہنچا دیجیے۔ اللہ گواہ ہے کہ میں اس قوم (دشنام دینے والی) سے بری و بیزار ہوں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ اگر مجھے اس قوم پر ولایت اور حکومت حاصل ہو تو میں ان کی خونریزی اور قتل کر کے اللہ کے ہاں تقرب و نزدیکی حاصل کروں۔ مجھے رسولِ خدا کی شفاعت ہی نصیب نہ ہو۔ اگر میں ابوبکرؓ و عمرؓ کے لیے استغفار نہ کروں اور ان کے حق میں کلماتِ ترحم نہ کہوں۔ اللہ کے دشمن ان دونوں سے غافل ہیں"

(۵) ۔۔۔۔۔ حدثنی شعبۃ الخیاط مولیٰ جابر الجعفی قال قال لی

Marfat.com

ابو جعفر محمد بن علی لمّا ودّعتہٗ ابلغ اھل الکوفۃ انی بریٔ ممن تبرّأ من ابی بکرؓ و عمرؓ رضی اللہ عنہما و ارضاھما "

(۱) حلیۃ الاولیاء اصفہانی جلد ثالث ص ۱۸۵ ۔ تذکرہ محمد باقرؒ

(۲) ریاض النضرہ لمحب الطبری، ج ۱ ص ۵۸ ۔ الباب الخامس)

"یعنی شعبہ خیاط کہتا ہے کہ محمد باقرؒ کو جس وقت میں سفر پر رخصت کرنے کے لیے پہنچا تو آپ نے مجھے فرمایا کہ میری طرف سے اہلِ کوفہ کو پہنچا دو کہ جو شخص ابوبکرؓ و عمرؓ سے بری ہوا میں اس سے بری ہوں اللہ ان دونوں سے راضی ہو اور ان کو راضی رکھے "

نکاح امِّ کلثوم سے استدلالِ اہلبیتؑ

(۶) ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اصرم بن حوشب نا عبدالرحمٰن بن عبد ربہٖ قال سمعتُ رجلا یقول قدمت المدینۃ فاتیت ابا جعفر محمد بن علی فجلست الیہ فقلت اصلحک اللہ ما تقول فی ابی بکرؓ و عمرؓ رحم اللہ ابا بکرؓ و عمرؓ قلت انہم یقولون انک تبرأ منہما قال معاذ اللہ کذبوا ورب الکعبۃ، اولست تعلم ان علی بن ابی طالب زوّج ابنتہٗ ام کلثوم من فاطمۃ من عمر بن الخطاب وھل تدری من ھی حیث تساخ دیجۃ سیّدۃ نساء اھل الجنۃ وجدھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم خاتم النبیّین وسیّد المرسلین ورسول رب العالمین وامّہا فاطمۃ سیّدۃ نساء العٰلمین واخواھا الحسن والحسین سیّد اشباب اھل الجنۃ وابوھا علی بن ابی طالب ذو الشرف والمنقبۃ فی الاسلام فلو لم یکن لھا اھلًا عمر بن الخطّاب ما زوّجھا ایّاہ "

"خلاصہ یہ ہے عبدالرحمٰن ابن عبد ربہٖ کہتا ہے کہ میں نے ایک شخص سے

Marfat.com

سُنا وہ کہہ رہا تھا کہ مَیں مدینہ شریف میں امام باقرؒ کے ہاں جاکر بیٹھا اور ذکر کیا کہ آپ ابوبکرؓ و عمرؓ کے حق میں کیا فرماتے ہیں؟ تو امام نے فرمایا کہ اللہ ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ مَیں نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ ان دونوں سے برأت و بیزاری ظاہر کرتے ہیں تو فرمایا (اللہ کی پناہ، رب کعبہ کی قسم جس نے یہ کہا ہے جھوٹ کہا ہے۔ اَے مخاطب تو جانتا نہیں کہ علی المرتضیٰ نے اپنی لڑکی اِم کلثوم جو فاطمہؓ سے متولد تھی اس کی عمر بن الخطاب سے نکاح اور شادی کر دی تھی؟ اُمِ کلثوم کی اماں سیدہ فاطمہؓ، نانی خدیجۃ الکبریٰ، نانا سردار دو عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) والد علیؓ شیرِ خدا، بھائی حسنین شریفین ہیں۔ تمام فضائل و مناقب کے مالک ہیں۔ اگر عمر بن الخطاب اس کام کے اہل اور لائق نہ ہوتے تو علی المرتضیٰؓ اُم کلثوم کو نکاح کر کے نہ دیتے۔"

(فضائل ابی بکر الصدیق ص ۱۰ الابی طالب محمد بن علی العشاری مطبوعہ از جانب اصحاب المکتبۃ الدینیۃ السلفیۃ فی ملتان۔ طبعۃ الاولیٰ ۱۳۵۸ھ ۱۹۳۹ء۔ طبع فی مصر معہ رسائلِ اُخریٰ)

تکبید کا واقعہ

(۷) حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرت الصدیقؓ کے درمیان مُودّت اور اخلاص کا ایک واقعہ ہم یہاں درج کرتے ہیں۔ یہ واقعہ امام محمد باقرؒ سے کثیر النواء نے نقل کیا ہے امام محمد باقر فرماتے ہیں کہ:

ان بنی تیم وبنی عدی وبنی ھاشم کان غلّ بینھم فی الجاھلیۃ فلمّا اسلم ھٰؤلآءِ القوم تخابّوا (تنزع اللہ ذالک من قلوبھم) فاخذت ابابکر الخاصرۃ فجعل علیّ کرم اللہ وجہہ یسخن یدہٗ (بالنار) فیکوی بھا خاصرۃ ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱) ریاض النضرۃ محب الطبری ج ۱ ص الباب الخامس بحوالہ ابن السمان فی الموافقۃ
(۲) درمنثور سیوطی، ج ۴ ص ۱۰۱ پارہ چہاردہم بحوالہ ابن ابی حاتم وابن عساکر تحت آیۃ۔
(۳) تفسیر روح المعانی، ج ۱۴ ص ۵۸ تحت الآیہ ونزعنا مافی صدورہم۔

"اس واقعہ کا حاصل یہ ہے کہ امام باقرؒ فرماتے ہیں کہ ہر سہ قبائل بنی تیم، بنی عدی، بنی ہاشم کے درمیان جاہلیت کے دور میں کشیدگی وعداوۃ رہتی تھی۔ جب یہ قبائل اسلام لے آئے تو یہ لوگ ایک دوسرے کے دوست اور شفیق بن گئے۔ اللہ نے ان لوگوں کے سینوں کو کینوں سے صاف کر دیا۔ حتیٰ کہ جب کبھی ابوبکر الصدیق کو کوکھ میں درد ہوتا یا پہلو میں درد ہوتا تو حضرت علی المرتضیٰ کوئی چیز گرم کرکے اپنے ہاتھوں سے ان کو تکیہ اور ٹکور کرتے تھے۔" (فسبحان اللہ علی کمال مودتہم)۔

مسائلِ شرعی میں استدلال کرنا

(۸) اس کے بعد امام باقرؒ کے چند واقعات ہم ایسے نقل کرنا چاہتے ہیں جن میں انہوں نے شرعی مسئلہ کے لیے سیدنا ابوبکر الصدیق اور سیدنا عمر فاروقؓ اور ان کی آل کے واقعات کو بطورِ استدلال پیش کیا اور حجتِ شرعی کے طور پر استعمال کیا۔ نیز یہ چیز دینی اعتماد وملی عقیدت کا بھی اظہار کرتی ہے جس سے ان کے باہمی اخلاص اور خلوص کا ثبوت ملتا ہے۔ اور رشتۂ مودت اور مضبوط ہوتا نظر آتا ہے۔

(یکم) وجوبِ غسل

ابوجعفر الطحاوی نے امام محمد باقرؒ کا بیان ذکر کیا ہے کہ

..... حماد بن زید عن الحجاج عن ابی جعفر محمد بن علی رضی اللہ

Marfat.com

عنہما قال اجتمع المہاجرون انہ ما اوجب علیہ الحد من الجلد و الرجم اوجب الغسل ابوبکر وعمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم۔

(شرح معانی الآثار لابی جعفر الطحاوی جلد اول ص ۳۶ - باب الذی یجامع ولا ینزل - طبع دہلی)

حاصل یہ ہے امام محمد باقرؒ نے غسل کے موجبات کے بیان میں استدلال قائم کرتے ہوئے کہا ہے کہ مہاجرین ابوبکرؓ و عمرؓ بن الخطاب و عثمانؓ بن عفان و علی المرتضیٰؓ نے اس چیز پر اجماع و اتفاق کیا ہے کہ جس وجہ سے ایک انسان کوڑوں و سنگساری کی سزا کے قابل ہو جاتا ہے اس وجہ سے اس پر غسل واجب ہو جاتا ہے (مراد یہ ہے کہ فرج میں دخول پائے جانے سے غسل واجب ہو جاتا ہے)

فائدہ

(۱) اس مسئلہ کے اثبات میں اکابرین صحابہ خصوصاً خلفائے ثلاثہؓ کے قول و عمل سے استدلال قائم کرنا اور حجت و دلیل بنانا ان حضرات کے باہمی دینی اعتماد و اعتبار کے لیے بڑی قوی دلیل ہے اور ان کے ہم مذہب و ہم مسلک ہونے کا مستقل ثبوت ہے

(۲) نیز اس ذکر کی ترتیب سے ترتیب خلافت کا اشارہ بھی دستیاب ہوتا ہے۔

دوم - مزارعت

اسی طرح امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں تعلیقاً ایک مسئلہ محمد باقرؒ کا ذکر کیا ہے عبارت ذیل ہے۔

قال قتیبۃ بن مسلم عن ابی جعفر ریا قر قال ما بالمدینۃ اہل بیت ہجرۃ الا یزرعون علی الثلث والربع وزارع علیؓ وسعد بن مالکؓ وعبد اللہ بن مسعودؓ وعمر بن عبد العزیز والقاسم (بن محمد) و

Marfat.com

عروہ وآل ابی بکرؓ وآلِ عمرؓ وآل علی وابن سیرین "

(الصحیح للبخاری تعلیقاً، ص ۳۱۳، نور محمدی دہلی

جلد اوّل ابواب الحرث والمزارعۃ)

"قیس بن مسلم کہتا ہے کہ امام باقر ابو جعفر کہتے ہیں کہ تمام اہلِ مدینہ (اپنی اپنی) زمین کو ثلث (تہائی) اور ربع (چوتھائی) پر دے کر مزارعت کیا کرتے تھے (مندرجہ ذیل لوگوں) نے اسی طرح مزارعت پر زمین دی ہوئی تھی۔ علی المرتضیٰؓ سعد بن مالکؓ وعبداللہ بن مسعود وعمر وبن عبدالعزیز والقاسم (بن محمد) وعروہ وآل ابی بکرؓ وآلِ عمر وآل علیؓ ومحمد ابن سیرین "

مطلب یہ ہے کہ ان حضرات آل صدیق وآل عمرؓ وقاسم بن محمد وعروہ بن اسماء (یہ دونوں ابوبکر الصدیقؓ کے پوتے اور نواسے ہیں) کے عمل درآمد کے ساتھ مزارعت کے جواز پر امام محمد باقر نے استدلال قائم کیا۔ یہ تمام واقعہ ان حضرات کے باہمی حسنِ عقیدت وحسنِ اخلاص اور ایک دوسرے پر دینی اعتماد کی شہادت دیتا ہے اور ان کے درمیان مذہبی مخالفت ودینی مناقشت اور دائمی عداوت وغیرہ کے واقعات کی سخت تکذیب اور تردید کرتا ہے۔ ناظرین کرام حق وانصاف کی تلاش کی خاطر ان حالات پر غور وفکر کریں۔

سوم - ریش کو رنگ کرنا

طبقات ابن سعد تذکرہ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ میں امام باقر کا واقعہ نقل کیا ہے اس میں مسئلۂ خضاب ریش ذکر ہے۔ عبارتِ ذیل میں ملاحظہ فرمادیں:

"قال زہیر قال حدثنا عروۃ بن عبداللہ بن قشیر قال لَقِیْتُ ابا جعفر وقد ضَفِرتُ لِحْیَتِیْ فقال مالك عن الخضاب قال قلتَ

Marfat.com

اکرهہ فی ھٰذا البلد قال فاصبغ بالوسمۃ فانی کنت اخضب بھا...
....ثم قال ان اناسًا من حمقی قرائکم یزعمون ان خضاب اللحیٰ
حرامٌ وانھم سألوا محمد بن ابی بکرؒ او القاسم بن محمد قال الزبیر
الشَک من غیری عن خضاب ابی بکرؓ فقال کان یخضب بالحناء و
الکتم فھذا الصدّیق قد خضب قال قلت الصدّیق قال نعم ورب ھذہ
العتیلۃ والکعبۃ انہ الصدّیق"

(طبقات ابن سعد تذکرہ ابی بکر۔ جلد ۳، ص ۱۵۰ قسم اوّل طبع لیدن یورپ)

"حاصل یہ ہے کہ عروہ بن عبداللہ کہتا ہے کہ امام باقرؒ سے مَیں ملا میری ریش سفید ہو رہی تھی۔ انہوں نے فرمایا کہ اپنی ریش کو رنگ کیوں نہیں کر لیا؟ مَیں نے کہا کہ اس شہر میں ڈاڑھی کو رنگدار کرنا ناپسند جانتے ہیں تو فرمانے لگے کہ وسمہ کے ساتھ ریش کو رنگ کر لے۔ مَیں بھی وسمہ سے رنگ کیا کرتا ہوں۔
..... پھر فرمایا کہ تمہارے قاریوں میں جو ناواقف لوگ ہیں وہ کہتے ہیں کہ ریش کو رنگ کرنا حرام ہے۔ اور ان لوگوں نے محمد بن ابی بکر یا قاسم بن محمد سے ابوبکر الصدّیقؓ کے خضاب کرنے کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ ابوبکر الصدّیق حناء (مہندی) اور کتم (کلف) کے ساتھ ڈاڑھی رنگدار کرتے تھے۔ مَیں نے محمد باقرؒ کو کہا کہ آپ ان کو "الصدّیق" کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں مجھے ربّ کعبہ و قبلہ کی قسم وہ یقیناً صدّیق ہیں"!

مطلب یہ ہے ایک تو خضابِ ریش کے مسئلہ میں صدّیق اکبرؓ کے عمل کے ساتھ استدلال کیا۔ دوسرا یہ کہ ابوبکرؓ کے لقبِ صدّیق کو حلف اُٹھا کر ثابت کیا کہ وہ بلاشبہ صدّیق ہیں۔

Marfat.com

چہارم :- تلوار کو زیور لگانا

حلیۃ الاولیاء ابونعیم اصفہانی اور کشف الغمہ علی بن عیسیٰ اربلی دونوں کتابوں میں امام محمد باقرؒ کا یہ واقعہ درج ہے :-

. . . . یونس بن بکیر عن ابی عبداللہ الجعفی عن عروۃ بن عبداللہ قال سألت اباجعفر محمد بن علیؒ عن حلیۃ السیف ؟ فقال لابأس بہ قد حلّی ابوبکر الصدّیق سیفہٗ قال قلت وتقول الصدّیق قال نوثّب وثبۃً واستقبل القبلۃ ثم قال نعم الصدّیق، فمن لم یقل لہٗ الصدیق فلاصدّق اللہ لہٗ قولاً فی الدنیا والآخرۃ "

(۱) حلیۃ الاولیاء لابی نعیم اصفہانی جلد ثالث ص ۱۸۵ تذکرہ محمد باقرؒ طبع مصر۔

اس کا حاصلِ ترجمہ یہ ہے کہ عُروہ مذکور کہتا ہے کہ مَیں نے محمد باقرؒ سے تلوار کے زیور کے متعلق مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ابوبکر الصدّیق اپنی تلوار کو زیور سے آراستہ کیے ہوتے تھے۔ عُروہ کہتا ہے کہ مَیں نے امام باقرؒ کو کہا کہ آپ بھی ابوبکرؓ کو "الصدّیق" کے لفظ سے یاد کرتے ہیں ؟ تو محمد باقرؒ برجستہ کھڑے ہو گئے، رُو بقبلہ ہو کر فرمانے لگے ہاں وہ صدّیق ہیں جو ان کو صدّیق کے لقب سے یاد نہ کرے اللہ تعالیٰ اس کے قول کو دنیا و آخرت میں سچا نہ کرے "

گذارش ہے کہ روایت اپنے مفہوم میں واضح تر ہے کسی تشریح کی محتاج نہیں۔

(۱) ایک تو مسئلہ زیور میں امام باقرؒ نے صدّیق اکبرؓ کے فعل سے استدلال قائم کیا۔

(۲) دوسرا صدّیق کے لقب شریف کی بڑی تاکید و اہمیّت بیان کی ہے۔ بلکہ جو اس

Marfat.com

مبارک لقب سے نہ پکارے اس کے حق میں وعید شدید کی (سبحان اللہ) ناظرین کرام بار بار غور فرماویں کہ حضرت علیؑ کی اولاد نے ان مسائل کو کس طرح صاف و بے غبار کر کے پیش کیا ہے۔

دوسری عرض ہے کہ (حلیۃ السیف) کی روایت صرف اہلِ سنت علماء و سنی تصانیف میں ہی نہیں پائی گئی بلکہ یہ شیعہ کی مشہور و معروف کتاب کشف الغمۃ فی معرفۃ الائمۃ (از علی بن عیسیٰ الاربلی) ج ۲ ص ۳۶۰ (مطبوعہ جدید ایرانی معہ ترجمہ فارسی المناقب) پر موجود ہے اور اس مقام میں کشف الغمہ کے الفاظ نعم السدید، نعم السدید، نعم السدید تین بار امام باقرؑ نے تکرار کر کے فرماتے ہیں۔ اور اس روایت پر کسی قسم کا کوئی نقد و جرح وغیرہ نہیں کی اور نہ ہی رد کیا ہے۔ پس یہ اس بات کی علامت ہے کہ شیعہ علماء کے ہاں یہ روایت درست ہے۔

البتہ قاضی نور اللہ شوستری نے احقاق الحق میں پہلے نمبر پر حلیۃ السیف والی روایت کا کتاب کشف الغمہ میں منقول ہونے کا انکار کیا ہے (کہ یہ روایت کشف الغمہ میں نہیں ہے)۔ خیر یہ چیز تو کذبِ صریح اور دروغِ بے فروغ ہے اس لیے کہ کشف الغمہ کے متعدد ایڈیشنوں میں خود بندہ نے بھی دیکھی ہے اور جو اس وقت کشف الغمہ بمع ترجمہ فارسی تازہ مطبوعہ ایرانی ہمارے سامنے ہے اس میں بھی ج ۲ ص ۳۶۰ پر موجود ہے۔ ہر شخص کتاب ہذا اٹھا کر دیکھ سکتا ہے۔ بہرحال یہ بات قاضی نور اللہ کی سو فیصد غلط تھی۔

اور دوسرے نمبر پر قاضی نور اللہ نے اس روایت کا وہ جواب دیا ہے جو ہر سوال کے جواب میں تریاقِ مجرب ہے یعنی تقیہ شریفہ۔

مطلب یہ ہے کہ امام پاک نے مجبور و مقہور و مغلوب ہو کر یہ کلام لوگوں کے سامنے کر ڈالی۔

(اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن)

Marfat.com

ایک خیانت

استدلالِ مسائل کے اختتام پر شیعہ علماء مترجمین کی کارکردگی آپ کے علم میں لانا مناسب ہے۔ وہ اس طرح ہے۔ کشف الغمۃ مذکور کا تازہ ترجمہ فارسی میں ایران سے کتاب ہٰذا کے ساتھ شائع ہو کر آیا ہے۔ اس ترجمہ فارسی میں ان روایات (مثلاً حلیۃ السیف ولدنی ابوبکر مرتین وغیرہ) کا ترجمہ نہیں دیا بلکہ ان کا ترجمہ ترک کر دیا ہے۔ تاکہ جو لوگ عربی دان نہیں ہیں وہ ان خاص خاص چیزوں پر مطلع ہی نہ ہو سکیں۔ یہ ہے مذہب کے لیے دیانت داری اور امانت داری۔ اہلِ علم کی توجہ کے لیے یہ عرض کر دیا گیا۔

فضیلت کا اقرار

(۹) مسائل میں استدلالات کے بعد اب امام باقرؒ کا وہ قول ذکر کیا جاتا ہے کہ جو "احتجاجِ طبرسی" میں فاضل طبرسی شیعی ابو منصور احمد بن علی بن ابی طالب نے نقل کیا ہے۔ محمد باقرؒ فرماتے ہیں کہ:

"لستُ بمنکرٍ فضلَ ابی بکرؓ ولست بمنکر فضل عُمَرؓ ولکنّ ابابکر افضل من عمرؓ"

(احتجاج الطبرسی ص۲۳۰ تحت احتجاج ابی جعفر بن علی الثانی فی انواع الشتّی من علوم الدینیّہ۔ طبع مشہد عراق)

"یعنی مجھے ابوبکرؓ کی فضیلت سے انکار نہیں ہے اور نہ مجھے عمر بن الخطاب کی فضیلت سے انکار ہے لیکن ابوبکرؓ عمرؓ سے افضل ہیں"۔

مطلب یہ ہے کہ ہم دونوں بزرگوں کی فضیلت و منقبت کے مُقر اور تسلیم کرنے والے ہیں۔ کسی ایک کی قدر و منزلت سے انکار نہیں لیکن ان میں اپنی جگہ فرقِ مراتب ہے اس طرح کہ صدیق اکبرؓ عمر فاروقؓ سے زیادہ فضیلت رکھتے ہیں۔ یہ وہ روایت ہے جو شیعہ کے معتبر علماء نے اپنی معتبر تصنیف میں درج کی ہے۔ گویا جو فضائل و مناقب کی

روایات ہم نے اہلِ سُنّت کی کتابوں سے نقل کی ہیں۔اس روایت نے ان سب کی تائید وتصدیق کردی ہے کہ آل نبی واولادِ علیؓ کے یہ بیانات شیعینؒ کے حق میں بالکل درست ہیں ان اکابر میں باہمی مودّۃ ومحبّت ہر مقام پر موجود ہے۔کسی قسم کی عداوت ودشمنی،حقوق کا ضیاع وغیرہ ان میں ہرگز نہیں پایا گیا۔

یہاں پر امام محمد باقرؒ کے اقوال وبیانات ہم ختم کرتے ہیں۔محمد باقرؒ کی ایک روایت یا ان کا ایک بیان وہ بھی قابلِ ملاحظہ ہے جو ہم نے قبل ازیں (مالی حقوق کے بیان میں) علامہ نورالدین سمہودی سُنّی اور ابن ابی الحدید شیعی کے الفاظ میں سابقاً ذکر کردیا تھا۔اس کو دوبارہ دیکھ لیں۔اِس طریقہ سے امام باقرؒ کے جمیع بیانات پر ایک تطریک جا ہو سکے گی۔

فرمودات امام جعفر صادقؒ

امام محمد باقرؒ کی مرویات کے بعد اب ان کے صاحبزادے جعفر صادق سے منقول روایات پیش کی جاتی ہیں جن میں سیّدنا ابوبکر الصدّیقؓ خلیفہ اوّلؓ کے متعلق عقیدت وفضیلت کا اظہار مختلف طرق سے پایا جاتا ہے۔بیشتر چیزیں صدّیقِ اکبرؓ کے لیے مخصوص منقول ہیں۔ بعض چیزیں ابوبکر الصدّیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ دونوں کے حق میں مشترکہ منقول ہیں۔اور انشاء اللہ تعالیٰ کچھ اشیاء "رحماء بینھم" کے حصّہ فاروقی میں درج ہونگی۔

(۱) ابوطالب عشاری نے اپنے فضائل میں جعفر صادق کی باسند روایت ذکر کی ہے۔ فرماتے ہیں:۔

.... ثنا عقبۃ بن مکرم ثنا ابن عیینۃ ثنا جعفر بن محمد عن ابیہ قال کان آل ابی بکر الصدّیقؓ یدعون علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آل محمد"

(فضائل ابی بکر الصدّیق ص ۸ لابی طالب العشاری)

سیّدنا جعفر صادقؒ محمد باقرؒ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ نبی اقدس صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں ابوبکر الصدیق کی آل کو آلِ محمدؐ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔

(۲)۔۔۔۔۔حفص بن غیاث انہٗ سمعہٗ یقول رجعفر الصادق، ما ارجو من شَفاعۃ علیٍّ شیئاً الا وانا ارجو من شفاعۃ ابی بکرٍ مثلہٗ۔ لقد ولدنی مرّتین۔ توفی سنہ ۱۴۸ھ"

(۱) تذکرۃ الحفّاظ للذہبی جلد اوّل تذکرہ جعفر صادق۔ ج ۱ ص ۱۵۷۔ طبع حیدر آباد دکن)

(۲) تہذیب التہذیب جلد ثانی ص ۱۰۴۔ ذکر جعفر صادق لابن حجرؒ۔

"یعنی حفص بن غیاث نے امام جعفر صادقؒ سے سنا کہ فرماتے تھے۔ جتنا قدر میں اپنے دادا علی المرتضیٰؓ سے شفاعت کی توقع رکھتا ہوں ٹھیک اتنا قدر ہی مجھے ابوبکر الصدّیقؓ سے سفارش اور شفاعت کی اُمّید ہے۔ تحقیق ابوبکرؓ نے مجھے دو بار جنا اور جعفر صادق کی وفات ۱۴۸ھ میں ہوئی۔"

کلمہ ولدنی ابوبکرٌ مرّتین کی تشریح و توضیح عنقریب انساب کی فصل میں آرہی ہے۔ ذرا انتظار فرماویں۔ رشتہ داریوں کی تفصیلات کے لیے مستقل فصل مرتّب کرنا زیرِ تجویز ہے۔ اس فصل کے بعد متصلاً وہ فصل شروع ہو رہا ہے۔ (ان شاء اللہ)

(۳)۔۔۔۔۔قال علی بن الجعد عن زہیر بن معاویۃ قال ابی لجعفر بن محمد انّ لی جاراً یزعم انک تبرأ من ابی بکرؓ و عمرؓ فقال جعفر بریٔ اللہ من جارک واللہ انی لارجو ان ینفعنی اللہ بقرابتی من ابی بکرؓ۔"

"حاصل یہ ہے کہ زہیر اپنے باپ سے ذکر کرتا ہے کہ اس نے جعفر صادقؒ کو کہا کہ میرا ایک ہمسایہ ہے وہ کہتا ہے کہ آپ ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں سے اظہارِ برأۃ کیا کرتے ہیں تو امام جعفر صادق نے فرمایا کہ تیرے ہمسایہ اور پڑوسی سے

Marfat.com

اللہ بری ہو اللہ کی قسم میں امید کرتا ہوں کہ قرابت و رشتہ داری کی وجہ سے
جو ہم کو ابوبکرؓ کے ساتھ حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں (قیامت میں) نفع دیگا۔"

(تہذیب التہذیب، ج ۲ ص ۱۰۴۔ تذکرہ جعفر صادق بن محمد باقر)

(۴) ــ عن جعفر وقد سئل عن ابی بکرؓ وعمرؓ فقال اتبرأ ممن تبرأ منہما
فقیل لہ لعلک تقول ھذا تقیۃ فقال اذا انا بریٔ من الاسلام و
لانالتنی شفاعۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعنہ قال ما ارجو من
شفاعۃ علیؓ الا وانا ارجو من شفاعۃ ابی بکرؓ مثلہ۔
وعنہ انہ قال اللہ بریٔ ممن بریٔ من ابی بکرؓ وعمرؓ۔ وعنہ قد
قیل لہ ان فلانا یزعم انک تبرأ من ابی بکرؓ وعمرؓ؟ فقال جعفر
اللہ بریٔ منہ انی لارجو ان ینفعنی اللہ بقرابتی من ابی بکرؓ۔

(الریاض النضرۃ باب ذکر ماروی عن جعفر بن محمد
ج ۱ ص ۵۹ ۔ بحوالہ ابن السمان فی الموافقۃ)

"ہر چہار روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت جعفر صادق سے شیخینؓ کے متعلق
سوال کیا گیا۔ امام نے فرمایا کہ جو شخص ان دونوں سے اپنی برأت ظاہر کرتا ہے
میں ایسے شخص سے بالکل بری ہوں۔ کسی نے کہا کہ آپ شاید یہ کلمات بطورِ
تقیہ کے فرما رہے ہوں تو فرمایا اگر میں یہ کلام تقیہ کے طور پر کروں تو میں اسلام
سے بری ہوں اور مجھے شفاعتِ پیغمبرؐ ہی نصیب نہ ہو۔"

اور امام سے یہ بھی مروی ہے، فرمایا کہ حسبنا قدر مجھے علی المرتضیٰ سے سفارش
کی امید ہے اتنا قدر ہی مجھے ابوبکرؓ سے بھی شفاعت کی توقع ہے۔ اور فرمایا کہ
جو شخص ابوبکرؓ و عمرؓ سے بری و بیزار ہو اللہ تعالیٰ اس سے بری ہوں۔ کسی شخص
نے امام کو کہہ دیا کہ فلاں شخص کہتا ہے کہ آپ ابوبکرؓ و عمرؓ سے تبری و بیزاری

Marfat.com

کرتے ہیں۔ امام جعفر نے فرمایا کہ جو ایسا کہتا ہے اللہ اس سے بری ہوں مجھے
ان کی قرابت داری کی وجہ سے انتفاع اور نفع کی امید ہے۔"
(اور اس خاندان کی صدیقی خاندان کے ساتھ رشتہ داری کی وضاحت عنقریب آرہی
ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ)۔

(۵)۔ ابو عبداللہ الحاکم نیشاپوری نے اپنی کتاب "معرفۃ علوم حدیث" کے نوع سابع عشر میں فضیلت صدیقی کا ذکر کیا ہے۔ اس ضمن میں امام جعفر کا قول وہاں درج ہے لکھتے ہیں کہ :۔

—— ومن اولاد البنات جعفر بن محمد الصادق وکان یقول ابوبکر جدی افیسبّ الرجل جدّہ لاقتمنی اللہ ان لم اقتمہ۔"

(معرفۃ علوم حدیث للحاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ
ص ۵۱ (نوع سابع عشر) حیدر آباد دکن)

"اس کا حاصل یہ ہے کہ امام صادق فرمایا کرتے تھے کہ ابوبکر تو میرے جد ہیں۔ کیا کوئی شخص اپنے آباؤ اجداد کو دشنام دے سکتا ہے؟ اگر میں ان کو مقدم نہ سمجھوں تو اللہ تعالیٰ مجھے بھی (کسی مقام پر) مقدم نہ کرے۔"

امام کا یہ مذکور قول "احقاق الحق"[1] میں قاضی نور اللہ شوستری مرعشی نے نقل کرنے کے بعد

---

[1] قولہ احقاق الحق الخ ناظرین کی اطلاع کے لیے لکھا جاتا ہے کہ پہلے شیعوں کے فاضل ابن مطہر الحلی متوفی ۷۲۶ھ نے ایک کتاب "کشف الحق ونہج الصدق" تحریر کی تھی۔ کشف الحق کا جواب علامہ فضل اللہ بن روزبہان بن فضل اللہ شیرازی اصفہانی نے ۹۰۹ھ میں لکھا۔ یہ بزرگ شافعی المسلک سنی تھے اس تصنیف کا نام "ابطال نہج الباطل" ہے۔ پھر "ابطال نہج الباطل" کا رد قاضی نور اللہ شوستری مرعشی شیعی (مقتول ۱۰۱۹ھ در عہد جہانگیری) نے "احقاق الحق" کے نام سے لکھا ہے (احقاق الحق شوستری کی سات جلدوں میں مکتبہ اسلامیہ تہران کی طرف سے تازہ شائع ہو کر آئی ہے۔ السید شہاب الدین نجفی کی تعلیقات سے مرصع ہے۔ اس سے قبل مصر وغیرہ میں دو جلدوں میں شائع ہوئی تھی۔ (منہ)

Marfat.com

اس کی تردید کی بڑی کوشش کی ہے۔ آخر الحیل وہی پرانا حربہ استعمال فرمایا ہے لکھتا ہے کہ کسی شخص نے امام پر سبِ ابی بکرؓ کا الزام لگایا تو امام دفع تہمت کے طور پر اس سے ادنیٰ اور کم درجہ کی کلام کس طرح کر سکتے تھے؟

(سوق الحدیث صریح فی صدورہ علی وجہ التقیہ الخ (۱) احقاق الحق

جلد اول ص ۷۔ طبع مصر (۲) احقاق الحق ص ۱۵ طبع تہران)

سیاقِ کلام تصریح کر رہی ہے کہ یہ کلام تقیہ کی بنا پر امام نے کی ہے۔"

ناظرینِ کرام خود انصاف فرمائیں۔ امام صاحب کا فرمان صاف صاف بتلا رہا ہے کہ آباؤ اجداد کو گالی کوئی نہیں دیتا۔ وہ (یعنی ابوبکر) تو میرے جدِ امجد ہیں ان کو کیسے سب کر سکتا ہوں؟ یہ مجبین بزرگ فرما رہے ہیں کہ امام نے تقیہ کر کے کہا ہے۔

اگر یہ تقیہ مبارکہ اس طرح عام ہے تو ان کی رشتہ داری (یعنی ابوبکر الصدیق کا جعفر صادق کے لیے دوہرا نانا ہونا جیسا کہ عنقریب مفصل ذکر آتا ہے) بھی تقیہ کی وجہ سے ہو گئی تھی؟ جو رشتے دیئے وہ بھی؟ جو رشتے لیے وہ بھی سب کے سب تقیۃً ہوتے؟ کون مسلمان یہ تسلیم کر سکتا ہے؟ یہ رشتوں کا لینا دینا اوپر اوپر سے ہوتا رہا، حقیقتۃً نہیں ہوا!

ایک اور روایت

(۶)۔ احقاق الحق میں قاضی نور اللہ نے امام جعفر صادقؒ سے ایک اور روایت نقل کی ہے اس میں بھی امام موصوف نے سیدنا ابوبکر الصدیقؓ اور سیدنا عمر فاروقؓ کی توصیف و تعریف اور منقبت کمال درجہ کی ذکر کی ہے۔ ناظرین کے لیے درج کی جاتی ہے:۔

.... انہ سأل رجل من المخالفین عن الامام الصادق علیہ السلام

فقال یا ابن رسولِ اللہ ما تقول فی حق ابی بکرؓ و عمرؓ فقال علیہما السلام

امامانِ عادلانِ قاسطانِ کانا علی الحق، و ماتا علیہ فعلیہما رحمۃ

اللہ یوم القیامۃ۔ (۱) احقاق الحق، قاضی نور اللہ طبع مصری ج ۱ قدیم ص ۱۶۔

(۲) احقاق الحق مع تعلیقات نجفی، طبع تہرانی، ج ۱ ص ۷۰، سن طباعت ۱۳۷۶ھ)

"اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مخالفین (یعنی اہل السنۃ والجماعۃ) میں سے ایک شخص نے جعفر صادقؒ سے ابوبکرؓ و عمرؓ کے متعلق سوال کیا تو امام موصوف نے جواباً فرمایا کہ ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں (تمام اہل اسلام) کے امام تھے۔ دونوں عدل کرنے والے اور انصاف کرنے والے تھے۔ دونوں حق پر قائم رہے اور حق پر ہی ان کا خاتمہ ہوا۔ پس ان پر اللہ تعالیٰ قیامت میں رحمت نازل فرمائے"

ناظرین کے سامنے اصل روایت کی عبارت اور ترجمہ پیش کر دیا گیا۔ امام کی عبارت شیخین کی بہت بڑی فضیلت و منقبت صاف صاف بیان کر رہی ہے۔ کوئی مغلق عبارت و پیچیدہ کلام نہیں جس کی تشریح و توضیح کی ضرورت پیش آئے۔ لیکن شیعہ علماء کو خدا خیر سمجھائے۔ اس عبارت مذکورہ کی ایسی توجیہیں کر ڈالی ہیں جن کو سن کر خدا کے فرشتے بھی حیران ہوں۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

؎ تاویل پڑھ کے اقرب للکفر ہو گئی
کچھ بھی نہیں ہے شیخ تیرے علم و فن سے دور

اس عبارت کو توڑ مروڑ کر جو تاویلیں انہوں نے کی ہیں وہ اہل علم رجوع فرما کر خود ملاحظہ کریں۔

اصل ان کا جواب تقیہ بلیہ ہے۔ باقی جوابات تو مضحکہ خیز اور مسخرہ پن سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ اور تقیہ میں ان کے سب دردوں کی دوا ہے اور ان کی سب بیماریوں کی شفا ہے۔ اگرچہ تقیہ کی وجہ سے ائمہ کرام کی پوزیشن نہایت داغدار ہو کر رہ جاتی ہے۔ اس بات کی ان دوستوں کو کوئی پروا نہیں۔ اللہ تعالیٰ سب لوگوں کو ہدایت نصیب فرمائے۔

Marfat.com

شیعہ روایت

(۷) ــــ فروع کافی جلد دوم کتاب المعیشۃ میں امام جعفر نے ابوبکر الصدیقؓ، ابوذر غفاریؓ اور سلمان فارسیؓ کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کی توصیف میں یہ کلام کیا ہے کہ

"مَنْ اَزْهَدُ مِنْ هٰؤُلَاءِ وقد قال فیهم رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآله ما قال"

(فروع کافی جلد دوم کتاب ص ۸۴، المعیشۃ طبع لکھنؤ)

"یعنی ان تینوں بزرگوں سے (امت میں سے) کون زیادہ زاہد اور تارک الدنیا ہے؟ اور حضور علیہ السلام نے ان کے حق میں جو فرمان دیا ہے وہ اپنی جگہ ہے"

معلوم ہوا کہ ترکِ دنیا اور زہد کے مقام پر ابوبکر الصدیق کا اوّل نمبر ہے اور یہ ان کی فضیلت ائمہ کے ذریعہ اُمت کو معلوم ہوتی۔

شیعہ روایت

(۸) ذیل میں جعفر صادق کی وہ روایت درج ہے جو سید مرتضیٰ علم الہدیٰ شیعی متوفی ۴۰۶ھ نے کتاب الشافی میں کتاب المغنی سے ذکر کی ہے:۔

ــــ والمروی عن جعفر بن محمد انّه کان یتولّاهما ویاتی القبر فیسلّم علیهما مع تسلیمه علی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم۔ روی ذالک عباد بن صهیب وشعبة بن الحجاج ومهدی بن هلال والداردی وغیرهم۔

(۱) کتاب الشافی ص ۲۳۸ طبع قدیم بمقدار تلخیص ..."

(۲) شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید شیعی، جزء سادس عشر الفصل الثالث، ص ۳۰۶ ـ طبع قدیم ایرانی ـ و شرح نہج البلاغہ حدیدی طبع بیروتی، ج ۴ ص ۱۴۰، جلد رابع الفصل الثالث بحث فدک۔

Marfat.com

"یعنی جعفر صادقؒ ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں کے ساتھ دوستی اور مودۃ رکھتے تھے اور جس وقت حضور نبی مقدس صلی اللہ علیہ وسلم (کی قبر شریف پر) سلام و تسلیمات عرض کرنے کے لیے حاضر ہوتے تو ابوبکرؓ و عمرؓ کی قبور پر بھی سلام کہتے تھے۔ اس چیز کو عباد بن صہیب، شعبہ بن حجاج، مہدی بن ہلال داوردی وغیرہ وغیرہ لوگوں نے روایت کیا۔"

ناظرین کرام کی آگاہی کے لیے عرض ہے کہ تقیہ کے سوا روایت لہٰذا کا بھی کوئی معقول جواب نہیں پیش کر سکے۔ آخر الحیل ان کے پاس تقیہ ہے۔

(۹) - امام جعفر صادقؒ کے بیانات کے بعد آخر میں امام موسیٰ رضاؒ کی ایک روایت نقل کرنا مناسب خیال کیا ہے جو انہوں نے اپنے آباؤ اجداد کرام سے مرفوعاً نقل کی ہے حضور علیہ السلام کا فرمان ہے:

. . . . عن الحسن بن علیؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ ان ابابکر منی بمنزلۃ السمع وان عمر منی بمنزلۃ البصر وان عثمان منی بمنزلۃ الفواد"

(۱) کتاب معانی الاخبار لابن بابویہ القمی، ص ۱۱۰ طبع ایرانی قدیم طبع - الشیخ الصدوق متوفی ۳۸۱ھ)

(۲) تفسیر حسن عسکری تحت آیۃ اَوَکُلَّمَا عَاهَدُوْا عَهْدًا نَبَذَهٗ فَرِیْقٌ الخ پارہ اوّل -

"مطلب یہ ہے کہ امام حسنؓ نے فرمایا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ابوبکرؓ میرے ہاں بمنزلہ کان کے ہیں اور عمرؓ میرے نزدیک بمنزلہ آنکھ کے ہیں اور عثمان میرے ہاں بمنزل دل کے ہیں"

ان حضرات کی توقیر و تعظیم و فضیلت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ائمہ کے

Marfat.com

ذریعہ منقول ہے اور معتبر روایات کی وساطت سے مذکور ہے۔ اس کے بعد اب مزید کونسی شہادات کی کمی ہے جس کو نقل کیا جائے؟

ائمہ کے فرمودات اور بیانات کے بعد اب ہمارا ارادہ ہے کہ ان ہر دو خاندانوں کے درمیان جو تعلقات رشتہ داری کے ذریعہ قائم ہیں ان کو بھی مسلمانوں کے سامنے یکجا کر کے پیش کر دیا جائے۔ اہلِ علم تو پہلے سے ہی ان کو جانتے اور پہچانتے ہیں۔ اب ذرا عوام کو بھی واقفیت کرا دی جائے تاکہ ہر ایک کی معلومات میں اضافہ ہو سکے اور مزید غور و خوض کا موقعہ بھی میسّر ہو جائے۔

Marfat.com

فصل (۶)

فصل ششم میں ان دونوں خاندانوں (بنی ہاشم، آل ابی طالب اور قبیلۂ صدیق اکبرؓ) کے روابط رشتہ داری کی صورت میں جو تاریخ اسلامی میں پائے جاتے ہیں وہ ذکر کرنے کا قصد ہے۔ ان کی رشتہ داری کے تعلقات معلوم کر لینے سے ان شبہات کا خود بخود ازالہ ہو جاتا ہے جو لوگوں نے بے اصل اور غیر صحیح روایات کے ذریعہ عوام تک پہنچا دیئے ہیں۔ ایک خاندان کا دوسرے خاندان کے ساتھ جب رابطۂ نسبی قائم ہو جاتا ہے تو وہ افراد باہمی قریب تر ہونے کی وجہ سے بہ نسبت دوسرے افراد اور دیگر لوگوں کے اپنے خانوادہ کے حالات اور واقعات سے نہایت اچھی طرح واقف ہوتے ہیں۔ لہٰذا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے درمیان تعلقات کی بہتری اور روابط کی درستگی پر خاندانی قرابت کی وسائلت سے خوب ضو افشانی ہوگی اور بہترین روشنی پڑیگی۔

طبقات و تراجم اور رجال و انساب کی کتابوں سے مندرجۂ ذیل رشتے دستیاب ہوتے ہیں۔ ملاحظہ فرمادیں:۔

اوّل

سب سے اوّل حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہما کا تعلقِ زوجیت تحریر کیا جاتا ہے۔ احترام و اکرام اور تبرک دونوں حیثیات سے اس رشتہ کو بہ نسبت دوسروں کے مقدم لانا لازم ہے۔

حضرت ابوبکر الصدیقؓ بن ابی قحافہ نے اپنی صاحبزادی عائشہ محترمہ (جن کی ماں کا نام

Marfat.com

اُمِ رومان ہے) کا نکاح حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کر دیا۔ یہ نکاح مکہ میں کر دیا گیا اور اس کی رخصتی مدینۂ طیبہ میں ہوئی تھی۔

اس مبارک نکاح اور مبارک رشتہ کے لیے کسی حوالہ کتابی پیش کرنے کی حاجت نہیں۔ یہ رشتہ تمام مسلمانوں کے نزدیک مسلّم اور صحیح ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ فریقین اہل السُّنّۃ والجماعۃ و اہلِ تشیّع حضرات کی کتابوں میں اس نکاح کے متعلق کوئی اختلاف، کوئی نزاع موجود نہیں۔ سب درست تسلیم کرتے ہیں۔

اس رشتہ کی وجہ سے سردار انبیاء ابوبکر الصدّیق کے داماد ہوئے اور ابوبکر الصدّیق حضور سرورِ کائنات کے سُسرال ہوئے۔ اور عائشہ صدیقہؓ ام المومنین ہوئیں۔ اور جہاں تمام اُمتِ مُسلمہ کی ماں ہیں وہاں حضرت علیؓ کی اور حضرت فاطمہؓ اور دیگر دخترانِ رسولؐ کی بھی قابلِ صد احترام ماں ہیں۔ قرآن مجید اس مسئلہ کے لیے شاہدِ عادل ہے۔ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ (اس نبی کے تمام ازواج تمام مومنوں کی مائیں ہیں)۔

دوم

دوسرے مقام پر اسماء بنتِ عُمَیس خثعمیہ کی رشتہ داری کا تعلق درج کیا جاتا ہے۔

ناظرین کرام پر واضح ہو کہ:

(۱) اسماء بنت عُمَیس کے متعلق ہم نے سابقاً کچھ مختصر سا ذکر (حضرت فاطمہؓ کے حالات میں) کیا ہے۔ اب مزید کچھ حالات یہاں تحریر کیے جاتے ہیں۔ پہلے تو یہ اسماء جعفر بن ابی طالب (حضرت علیؓ کے حقیقی برادر) جو جعفر طیارؓ کے نام سے مشہور ہیں ان کی بیوی تھی ان کی غزوۂ موتہ میں شہادت (جو ۸ھ میں ہوئی تھی) کے بعد حضرت ابوبکر الصدّیقؓ کے نکاح میں آئیں۔ یہ حضرت علیؓ کی بھاوج ہیں اور حضور علیہ السّلام کی سالی ہیں اور وہ نبوّت کا دورِ مقدس تھا۔ لہٰذا واضح امر ہے کہ یہ نکاح حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور حضرت علیؓ کی

Marfat.com

اجازت و رضامندی کے بغیر ہرگز نہ ہُوا ہوگا۔ جعفر طیارؓ کے اسماء سے دو بچے ہوئے جن کا نام عبداللہ و محمد ہے۔ اور ابوبکر الصدیقؓ کا ایک بچہ اسماء سے ہُوا تھا جس کا نام محمدؐ ہے۔ پھر صدیق اکبرؓ کی وفات کے بعد اسماء کا نکاح حضرت علی المرتضیٰؓ سے ہُوا۔ علی المرتضیٰؓ کے اسماء سے دو بچے ہوئے، ایک کا نام عون بن علی ہے اور دوسرے کا نام یحییٰ بن علی ہے۔ اِس طریقہ سے جعفر طیارؓ و صدیقِ اکبرؓ و علی المرتضیٰؓ کی وہ اولاد جو اسماء سے ہوئی وہ سب آپس میں ماں جنے بھائی ہیں۔ ان کا باہمی مادرزاد بھائی ہونا یہ ایک مستقل برادرانہ نسبت ہے۔

(۲) دوسرے نمبر پر یہ عرض ہے کہ اسماء بنت عُمَیس کی قریباً نو عدد ماں جائی بہنیں ہیں یعنی خواہرانِ مادرزاد ہیں۔ انہیں کو اخوات اُلاُم کہا جاتا ہے۔ ایک تو اُمّ المومنین میمونہ بنت الحارث کی اسماء بہن ہے۔ دوسرا حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کی بیوی اُمّ الفضل لبابہ بنت الحارثؓ کی اسماء بہن ہے۔ تیسرا حضرت حمزہؓ سیّد الشہداء کی بیوی سلمیٰ بنت عُمَیس کی اسماء بہن ہے۔ پس اس ذریعہ سے حضور علیہ السّلام نبی مقدس رسولِ معظّمؐ اور حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب اور حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب ان تمام حضرات کے لیے صدیقؓ کی بیوی اسماء بنت عُمَیس سالی ہوئی۔ اور یہ تمام بزرگ اور صدیق اکبرؓ باہم ہمزلف ٹھیرے۔ یہ تمام چیزیں نسبی اعتبار سے بڑی اہم ہیں۔

(۳) ان تمام روابطِ رشتہ داری کے ساتھ ساتھ حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کی خدمات اسماءؓ بنت عُمَیس اس دَور میں ادا کرتی رہیں جس زمانہ میں وہ ابوبکر الصدیقؓ خلیفۂ اوّل کی بیوی تھیں۔ ان کے حبالۂ نکاح کے دوران میں اسماءؓ نے یہ ساری خدمات سرانجام دیں۔ ان حالات اور ان واقعات کی روشنی میں ناظرینِ کرام تدبّر و تفکّر کریں کہ حضرت فاطمہؓ اور حضرت ابوبکرؓ الصدیق کے باہمی مناقشات، منازعات، مقاطعات قائم و دائم رہنے کی کوئی سبیل ہو سکتی ہے؟ عدل و انصاف سے کام لے کر جو حق بات نظر آئے اس کی حمایت فرما دیں۔

Marfat.com

—— واضح ہو کہ اسماء بنت عمیس کے یہ نسبی تعلقات مندرجۂ ذیل کتابوں میں دستیاب ہو سکتے ہیں۔ زیادہ فرصت نہ ہو تو صرف ان کتابوں کا مطالعہ کافی ہوگا۔

(۱) "کتاب المحبر" لابی جعفر بغدادی، ص ۱۰۶، ۱۰۷ و ص ۴۴۲-۴۴۳۔

(۲) "الاستیعاب" لابن عبدالبر، ذکر اسماء بنت عمیس، ج ۴ ص ۲۳۱-۲۳۲۔ معہ اصابہ، طبع مصری۔

(۳) "اسد الغابہ" لابن اثیر الجزری، جلد ۵ ص ۳۹۵، ذکر اسماء ہذا۔ طبع تہران۔

اور شیعہ علماء و مجتہدین نے بھی اسماء بنت عمیس کے احوال بڑے عمدہ درج کیے ہیں۔ تفصیلات کا یہ موقع نہیں ہے۔ ناظرین کی تسلی کی خاطر چند ایک عبارتیں شیعہ دوستوں کی نقل کی جاتی ہیں۔ مندرجہ احوال کا صرف ایک فریق کی طرف سے ہی مذکور ہونا نہ تصور کیا جائے بلکہ فریق ثانی بھی ان چیزوں کو تسلیم کرتے ہیں۔

صاحب کشف الغمہ (علی بن عیسیٰ الاربلی شیعی نے (بحث تزویج علیؓ با سیدہ فاطمہؓ) میں اسماء بنت عمیس کا حال مختصر الفاظ میں درج کیا ہے۔ لکھتا ہے کہ:

(۱)

اسماء هذه امرأة جعفر بن ابی طالب علیه السّلام وتزوّجها بعده ابوبکر فولدت له محمداً وذالک بذی الحلیفة فخرج مخرج رسول الله صلی الله علیه وآله وسلّم الی مکة فی حجة الوداع فلمّا مات ابوبکرؓ تزوّجها علی بن ابی طالب علیه السلام فولدت له الخ۔

(کشف الغمہ، ص ۵۰۰، ۵۰۱۔ جلد اوّل بمع ترجمہ فارسی طہرانی طبع۔ بمع ترجمۃ المناقب از علی بن حسین زواری)

فارسی ترجمہ از ترجمۃ المناقب:۔

"(اسماء بنت عمیس) اوّلاً زن جعفر بن ابی طالب بود بعد از شہادت جعفر

ابوبکرؓ او را خواستہ۔ محمد بن ابی بکرؓ از او متولد شد و ایں در ذی الحلیفہ بود کہ پیغمبرؐ از آن جا بمکہ رحلت فرمود در حجۃ الوداع۔ و چوں ابوبکرؓ وفات کرد امیر المومنین علیؓ او را خواست و از او فرزند شد۔"

(ترجمۃ المناقب برحاشیہ کشف الغمہ، ص ۵۰۰-۵۰۱ جلد اوّل طبع جدید طہرانی)

(۲)

صدی یازدہم کے مجتہد ملا محمد باقر مجلسی نے اپنی آخری تصنیف "حق الیقین" (بحث فدک و مشاورت شیخین در باب قتل علیؓ) میں اسماء کے متعلق لکھا ہے کہ:

"اسماء بنت عُمَیس کہ دراں وقت زنِ ابوبکر بود و سابقاً زنِ جعفر طیارؓ و از شیعانِ حیدر کرار بود۔"

(۱) مجالس المؤمنین قاضی نور اللہ شوستری مجلس چہارم تحت تذکرہ محمد ابی بکرؓ۔

(۲) حق الیقین[119] از ملا باقر صاحب طبع مطبع جعفری واقع لکھنؤ مطبوعہ سنہ ۱۳۰۰ھ قدیم طبع۔ تحت مشاورہ شیخین در باب قتل علیؓ۔

(۳)

اب شارح نہج البلاغہ صاحب درۃ النجفیہ فاضل ابراہیم بن حاجی حسین الدنبلی شیعی نے "درۂ نجفیہ" میں اسماء بنت عُمَیس کا تذکرہ کیا ہے وہ بھی ملاحظہ فرمادیں لکھا ہے کہ

"ام محمد ھی اسماء بنت عمیس وکانت تحت جعفر بن ابی طالب وھاجرت معہ الی الحبشۃ فولدت لہ عبد اللہ بن جعفر وقتل عنہا یوم موتۃ فتزوجہا ابوبکر فاولدھا محمداً ثم لما مات عنہا تزوجہا علیؓ وکان محمد ربیبہ۔ . . . . . وکان علیؓ علیہ السلام یقول محمد ابنی من ظہر ابی بکرؓ، الخ۔"

Marfat.com

(دُرّہ نجفیہ ص ۱۱۳ مطبوعہ ایران قدیم طبع تحت من کلام لہ
علیہ السلام لما قلد محمد بن ابی بکر مصر فملکت علیہ فقتل الخ)

"حاصل کلام یہ ہے کہ محمد بن ابی بکرؓ کی ماں کا نام اسماء بنت عُمَیس ہے جعفر بن ابی طالب کے نکاح میں تھی اور اس نے جعفر کے ساتھ ہجرتِ حبشہ کی پس ایک بچہ عبداللہ نامی متولد ہُوا۔ پھر وہ غزوۂ موتہ میں فوت ہو گئے تو ابوبکرؓ نے اس سے نکاح کیا اور محمد نامی لڑکا پیدا ہُوا۔ پھر جب ابوبکرؓ فوت ہو گئے تو علی رضی اللہ عنہ نے اس سے شادی کر لی اور پہلا لڑکا محمد وہ علی المرتضیٰ کے پاس رہا اور ان کا ربیب (یعنی لے پالک) کہا جاتا تھا۔ حضرت علیؓ پیار کے طور پر اس کو فرمایا کرتے کہ ابوبکرؓ کی پُشت سے میرا بیٹا محمد ہے۔"

سوم

اب تیسرے نمبر پر مندرجہ ذیل رشتہ داری پیش کی جاتی ہے۔ عام ناظرین شاید اس سے قبل مطلع نہ ہوں۔

ایک چیز تو یہ ہے۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ اپنی زوجہ قریبۃ الصغریٰ کی وجہ سے سردارِ دو عالم نبی مقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف ہیں۔ ام سلمہؓ (ام المؤمنین) بنت ابی امیہ بن مغیرہ کی بہن قریبۃ الصغریٰ بنت ابی امیہ بن مغیرہ ہے فلہٰذا عبدالرحمٰن کے لیے اُمّ المؤمنین ام سلمہؓ سالی ہوتی ہیں۔

دوسری یہ چیز قابلِ ذکر ہے کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کی قریبۃ الصغریٰ زوجہ سے لڑکی متولد ہوئی اس کا نام حفصہ بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر ہے۔ پھر اس کا نکاح المنذر بن زبیر بن عوام سے ہُوا۔ پھر اس کے بعد حسین بن علی بن ابی طالب کے نکاح میں آئی۔ پھر اس کے بعد عاصم بن عمر بن خطاب کے نکاح میں آئی۔ بس اتنا فرق موجود ہے کہ بعض نے سیدنا حسین کے نکاح میں آنا مقدم ذکر کیا ہے بعض نے منذر کے نکاح میں آنا پہلے درج کیا ہے۔ عبارات ذیل

Marfat.com

ملاحظہ ہوں۔

(۱)۔ و سالفہ (النبی صلی اللہ علیہ وسلم) عبد الرحمٰن بن ابی بکر الصدّیقؓ۔ خلف علی قریبۃ الصغریٰ بعد معاویۃ فولدت لہٗ عبد اللہ بن عبد الرحمٰن "

(کتاب المحبّر لابی جعفر بغدادی ص ۱۰۲)

(۲) - حفصۃ بنت عبد الرحمٰن (بن ابی بکر الصدیق) ۔ ۔ ۔ ۔ زوّجہا ایّاہ (المنذر بن زبیر بن عوّام) فولدت لہٗ عبد الرحمٰن وابراہیم وتریبۃ ثم خلف علیہا بعد المنذر حسین بن علی بن ابی طالب و قد روت حفصۃ عن ابیہا وعن عمّتہا عائشۃؓ وعن خالتہا ام سلمۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم سماعًا "

(طبقات ابن سعد جزء ثامن ص ۲۴۴ - طبع لیدن یورپ
"تذکرہ حفصہ بنت عبد الرحمٰن بن ابی بکر الصدّیقؓ)

(۳) وتزوّجت حفصۃ بنت عبد الرحمٰن بن ابی بکر الصدّیقؓ الحسین بن علی بن ابی طالب ثم عاصم بن عمر بن الخطاب ثم المنذر بن الزبیر "

(کتاب المحبّر لابی جعفر بغدادی ص ۴۴۸ طبع دکن)

"حاصل یہ ہے کہ صدّیق اکبرؓ کی پوتی (حفصہ مذکورہ) سیدنا حسین بن علیؓ کے نکاح میں تھی۔ پس ان تمام مندرجات سے ثابت ہوا کہ خاندانِ صدیقی اور خاندان بنی ہاشم کی رشتہ داریاں باہمی قائم تھیں جو دونوں خاندانوں کے بزرگوں کے تعلقات اور مراسم کو واضح کرتی ہیں "

چہارم

اس کے بعد مزید ایک نسبی تعلق ان دونوں خاندانوں کے درمیان ذکر کرنا مناسب خیال

Marfat.com

کیا ہے۔ اہلِ علم قبل ازیں اس سے واقف ہونگے۔ عام ناظرین کو شاید اس کا علم نہ ہو تو اب خاص و عام سب کو واقفیتِ عامہ ہو جائے گی اس لیے یہ رشتہ ذکر کیا جاتا ہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پوتے قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق اور حضرت علی المرتضیٰ کے پوتے علی بن الحسین (زین العابدین) آپس میں خلیرے بھائی ہیں یعنی باہمی دونوں خالہ زاد برادر ہیں۔ شاہِ فارس یزدجرد[1] کی لڑکیوں کی اولاد ہیں۔ ایک لڑکی محمد بن ابی بکر کے نکاح میں تھی، دوسری لڑکی حضرت حسین رضؓ کے نکاح میں تھی۔ ان دونوں بہنوں سے

---

[1] قولہ شاہ فارس یزدجرد... الخ اہلِ علم کی آگاہی کے لیے عرض ہے کہ بنات یزدگرد کا فاروقی عہدِ خلافت میں محبوس ہو کر آنا اور حضرت علیؓ کی تحویل میں ہو کر ان صاحبزادگان میں تقسیم ہونا وغیرہ وغیرہ اس روایت پر اس دور کے بعض علماء نے نقد و جرح کی ہے جو اچھی خاصی وزنی ہے اور لائقِ توجہ ہے۔

بنابریں ہم اس واقعہ کو بشرطِ صحت و علی سبیل التسلیم فرض کر کے ذکر کر رہے ہیں۔ اس لیے کہ اوّلاً اس میں یہ گنجائش باقی ہے کہ یہ لونڈیوں (یعنی آما) کا واقعہ پیش آیا ہو لیکن فاروقی دور کا نہ ہو، مابعد کے زمانہ کا ہو۔ نیز یہ بھی محتمل ہے کہ یہ لونڈیاں (باندیاں) بناتِ یزدگرد نہ ہوں بلکہ کسی دوسرے مفتوحہ علاقے کے قبائل سے تعلق رکھتی ہوں بحیثیت آما (لونڈیاں)، ان صاحبزادوں کو عنایت کی گئی ہوں۔ یہ چیز بعید از قیاس اور دور از واقعات نہیں ہے یعنی اصل واقعہ درست ہو لیکن رواۃ کی طرف سے اس کی متعلقہ تشریحات و تفصیلات میں خلط ملط کر دیا گیا ہو۔ ثانیاً یہ عرض ہے کہ شیعہ کے معتبر علماء نے ان دونوں (قاسم بن محمد و علی بن الحسین) کے خالہ زاد برادر ہونے کے واقعہ کو تسلیم کر کے بغیر نقد و جرح کے اس کو اپنے ہاں درج کیا ہے۔ پس ہم اس رشتہ کو بطور الزام کے اور ان کے ہاں مسلّم ہونے کی حیثیت سے پیش کر سکتے ہیں۔ شیعہ حوالہ جات مندرجہ بالا نقل در نقل نہیں ہیں۔ براہِ راست ہمارے مشاہدہ کیے ہوئے ہیں۔ نیز اس واقعہ کے متعلق شیعہ اکابرین کے مزید اقوال بھی ہمیں معلوم ہیں جو اس سے مختلف ہیں۔ اگر ضرورت معلوم ہوئی تو حصۂ فاروقی میں انہیں پیش کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (منہ)

Marfat.com

یہ اولاد ہوئی جو آپس میں خالہ زاد بھائی ہیں۔

اہل السنۃ علماء کی کتابوں (مثلاً تاریخ ابن خلکان، تذکرہ علی بن الحسین جلد اول ص ۳۲۰ طبع قدیم اور تہذیب التہذیب لابن حجر عسقلانی جلد ثالث ص ۴۴۸، تذکرہ سالم بن عبداللہ بن عمرؓ بن الخطاب، طبع دکن) وغیرہ میں یہ واقعہ اپنی ضروری تفصیل کے ساتھ موجود ہے لیکن ہم نے صرف ان دونوں محمدین ابی بکر کے بیٹے قاسم اور امام حسینؓ کے بیٹے زین العابدین کے خالہ زاد ہونے کو لیا ہے۔ باقی مزید تفصیل کچھ چھوڑ دی ہے۔ حصہ فاروقی میں اگر مناسب ہوا تو شاید پوری تفصیل ماخوذ کی جائے۔

اور شیعہ کے معتبر علماء نے اپنی معتبر تصانیف میں اس رشتہ کو صحیح تسلیم کر کے درج کیا ہے چند ایک حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

(۱) شیخ مفید متوفی ۴۱۳ھ، اپنی تصنیف "الارشاد" میں لکھتا ہے کہ:

"فبعث الیہ ابنتی یزدجرد بن شہریار بن کسریٰ فنحل ابنہ الحسن علیہ السلام شاہ زنان منہما فاولدھا زین العابدین علیہ السلام ونحل الاُخریٰ محمد بن ابی بکر فولدت لہ القاسم بن محمد بن ابی بکر فہما ابنا خالۃ"

(۱) الارشاد للشیخ محمد بن محمد بن النعمان الملقب بالمفید متوفی ۴۱۳ھ ص ۲۳۷ ذکر علی بن الحسینؑ۔ مطبوعہ تہران سن طباعت ۱۳۷۷ھ

(۲) کشف الغمہ جلد ثانی (علی بن عیسیٰ اربلی) بمع ترجمۃ المناقب فارسی ج ۲ ص ۲۷۶۔ طبع جدید۔ سن طباعت ۱۳۸۱ھ۔ طبع ایرانی)

(۳) مجالس المؤمنین مجلس پنجم میں قاضی نوراللہ نے محمد بن ابی بکر کے تذکرہ میں بھی اس تعلق نسبی کو ذکر کیا ہے۔

"... قاسم پسر خالۂ امام زین العابدین بود و مادر او دختر یزدجرد شہریار آخر پادشاہان عجم بود۔ الخ (مجلس پنجم مجالس المؤمنین فارسی طبع ایران)

Marfat.com

(۴) ملا باقر مجلسی نے جلاء العیون میں ذکر قصہ شہر بانو مادر علی بن الحسین کے تحت مذکورہ خالہ زاد ہونا دونوں بزرگوں کا مفصل درج کیا ہے لکھتا ہے کہ پس قاسم یا امام زین العابدین خالہ زاد ہستند" الخ

(جلاء العیون فارسی حالات زین العابدین تحت قصہ شہر بانو۔ طبع تہران۔ سن طباعت ۱۳۳۴ھ)

(۵) شیخ عباس قمی نے منتہی الآمال جلد دوم باب ششم فصل اول در ولادت و اسماء و القاب زین العابدین میں ذکر کیا ہے۔ الفاظ ذیل ہیں . . . .

. . . . "حضرت یکی را کہ شاہِ زنان نام داشت بحضرت امام حسین علیہ السلام داد و حضرت امام زین العابدینؑ از و بہر سید و دیگرے را محمد بن ابی بکر داد و قاسم جد مادری حضرت صادق علیہ السلام از او بہر سید پس قاسم با امام زین العابدین خالہ زاد بودہ اند"

(منتہی الآمال جلد دوم ص۳۰ باب ششم فصل حالات زین العابدین ولادت و القاب۔ مطبوعہ تہران ۱۳۷۹ھ)

ان تمام حوالہ جات میں سُنّی علماء کے ہوں یا شیعہ مجتہدین کے، سب سے یہی ثابت ہُوا ہے کہ قاسم بن محمد (صدیقؓ اکبرؓ کا پوتا) اور علی المرتضیٰ کا پوتا زین العابدین ہر دو باہمی خالہ زاد برادر ہیں۔ اس میں کسی قسم کا اشتباہ نہیں۔

پنجم

اب دونوں خانوادوں کے درمیان وہ رشتہ پیش کیا جاتا ہے جو تمام اہلِ اسلام کے نزدیک تسلیم شُدہ ہے اور فریقین کے ہاں اس میں کوئی قابلِ ذکر اختلاف نہیں دیکھا گیا۔ وہ رشتہ یہ ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر الصدیق کے پوتے قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ کی لڑکی جو امِ فروہ

کی کُنیت کے ساتھ مشہور ہے (بعض عُلماء نے اس کا نام فاطمہ لکھا ہے اور بعض نے اس کا نام قریبہ ذکر کیا ہے) یہ امام محمد باقرؒ کے نکاح میں تھیں اور اُم فروہ سے امام جعفر صادق متولد ہُوئے اور ایک ان کا بھائی عبداللہ نامی بھی اس اُمِ فروہ سے پیدا ہُوا۔

نیز واضح ہو کہ پھر ام فروہ کی ماں اور باپ دونوں صدیقی ہیں۔ ماں کا نام اسماء بنتِ عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیقؓ ہے اور والد کا نام قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیقؓ ہے۔ حاصل یہ ہے ابوبکر صدیقؓ کی پوتی اور پوتا دونوں کی شادی ہوئی، ان سے اُمِ فروہ پیدا ہوئی جو جعفر صادق کی ماں ہے۔ اسی بنا پر جعفر صادقؒ فرمایا کرتے تھے کہ ابوبکرؓ نے مجھے دو بار جنا ہے یعنی میرے دو بار نانا ہیں (ولدنی ابوبکر مرتین)۔ ابوبکر الصدیقؓ میرے جد (من الامّ) ہیں (جس طرح کہ عنقریب حوالہ جاتِ ذیل میں ذکر ہو رہا ہے)۔ کوئی شخص اپنے جد کو بُرا بھلا کہہ سکتا ہے؟

اب اس مسئلہ پر پہلے اہل السُّنۃ عُلماء کے صرف چند حوالہ جات نمونہ کے طور پر ذکر کیے جائیں گے اس کے بعد شیعہ اکابر و مجتہدین کے فرمودات درج ہونگے تاکہ مسئلہ ہذا پختہ ہو جائے اور قابلِ انکار نہ رہے۔

(۱) طبقات ابن سعد جلد خامس تذکرہ امام محمد باقرؒ میں مذکور ہے . . . .

"ولد ابو جعفر، جعفر بن محمد وعبداللہ بن محمد وامہما ام فروۃ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیقؓ"۔ الخ

(طبقات ابن سعد جلد ۵، ص ۲۳۵۔
طبع لیدن۔ یورپ۔ قدیم طبع)

(۲)۔ طبقات خلیفہ ابن خیاط میں لکھا ہے کہ:

. . . . وجعفر بن محمد بن علی بن الحسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب۔ امّہ ام فروۃ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیقؓ یکنی ابو عبداللہ

Marfat.com

توفی سنة ثمان واربعین ومائة (سنہ ۱۴۸ھ)

(کتاب الطبقات ص ۲۶۹ - الطبقة السادسة لامام ابی عمر
خلیفہ ابن خیاط شباب العصفری المتوفی سنہ ۲۴۰ھ)

(۳) ابن قتیبہ دینوری سنہ ۲۷۶ھ نے اپنی کتاب المعارف میں لکھا ہے کہ :

... فاما محمد بن علی (یعنی محمد باقر بن زین العابدین) فکان یکنی ابا جعفر وکان لہ فقہ ومات بالمدینة (سنہ ۱۱۷ھ) فولد محمد جعفر بن محمد وعبد اللہ بن محمد امہما ام فروة بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر و امہا اسماء بنت عبد الرحمٰن بن ابی بکر"

("المعارف" لابن قتیبہ دینوری تحت اخبار علی بن ابی طالبؓ
ص ۹۴ - سن طباعت سنہ ۱۳۵۳ھ / ۱۹۳۵ء - مصری)

ان ہر سہ حوالہ جات کا خلاصہ یہ ہے کہ :

"امام محمد باقر (جن کی کنیت ابو جعفر ہے) کی اولاد اپنی زوجہ محترمہ اُمّ فروہ سے جعفر اور عبداللہ پیدا ہوئی - اور ام فروہ کا والد قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق ہے اور ام فروہ کی ماں عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق کی لڑکی اسماء ہے۔
محمد باقر فقیہ مدینہ تھے ان کی وفات سنہ ۱۱۷ھ میں مدینہ طیبہ میں ہوئی - اور ان کے لڑکے جعفر صادق کا انتقال سنہ ۱۴۸ھ میں مدینہ منورہ میں ہوا"

اہل سنت علماء نے جہاں جہاں امام محمد باقرؒ اور جعفر صادق کا تذکرہ تراجم اور رجال اور طبقات کی کتابوں میں درج کیا ہے وہاں یہ رشتہ مذکورہ منقول پایا جاتا ہے ہم نے صرف چند قدیم علماء کے حوالوں پر اکتفا کر دینا مناسب سمجھا - زیادہ نقل کی حاجت نہیں ہے۔

اب شیعی مجتہدین کے فرامین بھی ملاحظہ فرما دیں، موجب اطمینان ہوگا۔
رشتہ ہذا کے متعلق شیعہ علماء و مجتہدین کے فرمودات ملاحظہ فرمائیں :-

Marfat.com

(۱) - شیعی فاضل نوبختی نے اپنی کتاب "فرق الشیعہ" میں امام جعفر صادقؒ کے احوال میں نقل کیا ہے:

... وتوفی صلوات اللہ علیہ بالمدینۃ فی شوال سنۃ ثمان واربعین ومائۃ وھو ابن خمس وستین سنۃ وکان مولدہٗ فی سنہ ثلاث وثمانین ودفن فی القبر الذی دفن فیہ ابوہ وجدہٗ فی البقیع وامہٗ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر واسمہا اسماء بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر"

(کتاب فرق الشیعہ از ابو محمد الحسن بن موسیٰ النوبختی من اعلام القرن الثالث للہجرۃ - مطبع حیدریہ نجف عراق - سن طباعت ۱۳۷۹ھ ۱۹۵۹ء)

(۲) اصول کافی میں فاضل کلینی نے مولد امام جعفر صادق میں درج کیا ہے کہ:

... اُمّہٗ ام فروۃ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر واسمہا اسماء بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر"

اور فاضل خلیل قزوینی نے الصافی شرح اصول کافی میں اس کا ترجمہ ان لفظوں میں کیا ہے کہ

"ومادرش ام فروہ دختر قاسم بن محمد بن ابی بکر بود ومادرام فروۃ اسماء دختر عبدالرحمٰن بن ابی بکر بود۔

(الصافی شرح اصول کافی مبحث ہشتم کہ باب صد و ہفدہم مولد ابی عبداللہ، ص ۲۱۴ - کتاب الحجۃ جزء سوم حصہ ۲ طبع نول کشور لکھنؤ)

(۳) "کشف الغمہ" میں علی بن عیسیٰ اربلی شیعی متوفی ۶۸۷ھ نے امام جعفر صادقؒ کے حالات و فضائل و کمالات میں لکھا ہے:

"وامہٗ ام فروۃ واسمہا قریبۃ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق واسمہا اسماء بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیقؓ

Marfat.com

ولذالک قال جعفر علیہ السّلام ولقد ولدنی ابوبکر مرّتین ولد عام الجحاف سنہ ثمانین (۸۰ھ) ومات سنۃ ثمان واربعین مائۃ (۱۴۸ھ)۔

(کشف الغمۃ فی معرفۃ الائمہ علی بن عیسیٰ الاربلی مع ترجمہ المناقب جلد ثانی، ص ۳۷۸ - طبع جدید - تہران تبریز - سن طباعت ۱۳۸۱ھ)

(۴) - عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب میں مشہور فاضل انساب سیّد جمال الدّین بن احمد المعروف ابن عنبۃ متوفی ۸۲۸ھ نے امام جعفر صادق کے نسب و دیگر کوائف متعلقہ کے موقع میں تحریر کیا ہے:

.... امّہٗ ام فروۃ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر واحبا اسماء بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر ولہٰذا کان الصادق علیہ السلام یقول ولدنی ابوبکر[1] مرّتین .... قد ولد سنۃ ۸۰ھ وتوفی سنۃ ۱۴۸ھ وقیل سنۃ ۱۴۷ھ"

(۴) "عمدۃ الطالب" ص ۱۹۵ - المقصد الاوّل تذکرہ عقب محمد باقر مطبوعہ نجف اشرف عراق - سن طباعت ۱۳۸۰ھ / ۱۹۶۱ء

(۵) تنقیح المقال عبداللہ مامقانی ص ۳۷، باب الہمزۃ من فصل النساء طبع نجف اشرف)

---

[1] قولہٗ ولدنی ابوبکر الخ - اہلِ علم کے فائدہ کے لیے عرض ہے کہ امام جعفر صادق کا یہ قول کشف الغمہ و عمدۃ الطالب کی طرح احقاق الحق شوستری قاضی نوراللہ میں بھی موجود ہے نوراللہ نے فاسی روزبہان سے یہ نقل کیا ہے اور "تقیہ شرعیہ" کے سوا کوئی جواب معقول نہیں بنا سکے یہی تقیہ سب دردوں کی دوا اور شفاء ہے اور بس - احقاق الحق مطبوعہ السعادۃ مصر (سن طباعت ۱۳۲۶ھ) ج ۱ ص ۷، ملاحظہ کریں اور احقاق الحق طبع جدید مطبوعہ تہران ص ۲۹ - ۳۰ اور ص ۶۷ - ۶۸ جلد اوّل (سن طباعت ۱۳۷۶ھ) معاینہ کے قابل ہے۔

(بقیہ)

Marfat.com

(۹) کتاب منتہی الآمال شیخ عباس قمی جلد دوم، باب ہشتم فصل در بیان ولادت واسم و لقب واحوال والدۂ آنحضرت (امام جعفر صادقؑ) ص ۱۲۰-۱۲۱ طبع تہران۔ (سن طباعت ۱۳۸۰ھ) میں بھی امّ فروہ امام جعفر صادق کی مائی صاحبہ کا ذکر خیر ابوبکر الصدّیق کی اولاد ہونے کی صورت میں مذکور ہے۔"

اِن حوالہ جات پیش کردہ کا خلاصہ یہ ہے کہ

(۱)۔ امام جعفر صادق ولد امام باقر کی ولادت سن اسّی یا تراسّی ہجری (۸۰ھ یا ۸۳ھ) میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔

(۲)۔ اور آپ کی وفات سن ہجری (۱۴۸ھ) میں مدینہ طیبہ میں ہوئی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

(۳)۔ آپ کی والدہ کی کنیت (ام فروۃ) ہے۔ بعض نے ان کا اصل نام قریبہ لکھا ہے۔ اُمّ فروۃ ابوبکرؓ کے پوتے قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ کی لڑکی ہے اور ام فروہ کی ماں ابوبکرؓ کی پوتی ہے اس کا نام اسماء دختر عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ ہے یعنی امّ فروہ عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کی نواسی ہے۔

(۴)۔ اور امام جعفر صادقؒ کہا کرتے تھے کہ ابوبکرؓ نے مجھے دو بار جنا ہے اس لیے کہ ان کی ماں جان ام فروۃ کے ابوبکر دادا بھی ہیں اور نانا بھی ہیں۔"

Marfat.com

خلاصہ اور ثمرہ مرتب

اس فصل میں ہم نے پانچ عدد نسبی تعلقات ہر دو خاندان کے ذکر کیے ہیں اور یہ رشتے مسلمات میں سے ہیں۔ دونوں فریقوں کے نزدیک درست اور صحیح ہیں اور یہ تاریخی حقائق ہیں۔ مختلف فیہ مسائل نہیں ہیں۔

(۱) ۔ دنیا جانتی ہے کہ قبائل کی باہمی رشتہ داری ایک دوسرے کو قریب تر کرنے اور نزدیک تر رکھنے کا مستقل ذریعہ ہوتی ہے۔ یہ ایک نفسیاتی اور فطری اصول ہے جو ہمیشہ سے شریف خاندانوں میں کارفرما چلا آتا ہے۔ یہ کوئی بحث و مباحثہ کے طریقہ سے منتج اور ثابت کرنے کی چیز نہیں ہے ہمیشہ سے ہر ملک میں تمام شریف اقوام و باعزت قبائل میں یہ دستور و اصول جاری و ساری ہے کہ آپس کی رشتہ داریاں قبیلہ کے افراد کو قریب تر کرتی ہیں۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ مالوف و مانوس کرتی ہیں۔

(۲) جب ان ہر دو خانوادوں میں نسبی روابط مدتہائے دراز سے چلے آرہے ہیں تو فطری طور پر اس امر کا مضبوط تر قرینہ ہیں کہ ان کے اکابر (صدیق اکبرؓ علی المرتضیٰ۔ سیدہ فاطمہؓ) کے درمیان کوئی مناقشہ اور کوئی منازعہ اس قسم کا نہیں پیش آیا جس میں انہوں نے ایک دوسرے کے بنیادی حقوق ضائع کر دالے ہوں یا ایک دوسرے کے حق میں "فتنہ و فساد" کی بنیاد قائم کر دی ہو یا ایک دوسرے کی بے حرمتی و بے عزتی کر کے شرارۃ و عداوۃ کا طوفان کھڑا کر دیا ہو۔

Marfat.com

(۳) اور بالفرض والتقدیر ان حضرات اکابر میں کوئی اس قسم کے شر و فساد کی آتش سلگ چکی تھی تو ان لوگوں کی اولاد سے وہ کیسے مخفی رہ گئی اور جلد تر وہ کیسے فراموش ہو گئی۔

ایک دوسرے کی زبانی تعریف غرض کی بنا پر وقتی طور پر ہو سکتی ہے لیکن نسبی روابط تو نسلاً بعد نسلٍ مدتہائے دراز تک چلتے رہتے ہیں۔ ان میں وقتی مصلحت اور دفع الوقتی کا شبہ ہرگز متصور نہیں ہو سکتا جس کو "تقیہ شریفہ" کے عنوان سے بعض لوگ یاد کرتے ہیں۔

اہلِ فہم و فکر حضرات کی خدمت میں گذارش ہے کہ بعد از وفاتِ نبوی کی داستانیں جن میں مظالم دکھائے جاتے ہیں اور ستم و ظلم کی کہانی سنائی جاتی ہے ان کو بھی پیشِ نظر رکھیں اور ادھر یہ تعلقات دائمی اور ہمیشگی کے روابط کو سامنے لاکر موازنہ کریں۔ جو حق بات معلوم ہو اور واقعات کے مطابق نظر آئے اس کی حمایت فرمادیں۔ انصاف کا تقاضا یہی ہے۔

Marfat.com

فصل (۷)

فصل ہٰذا میں یہ ذکر ہوگا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد شریف میں سیدنا ابوبکر الصدیقؓ اور سیدنا عمر فاروقؓ اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے اسماء گرامی پائے جاتے ہیں۔ یہ ایک مستقل باہمی ربط و تعلق کی علامت ہے۔

(۱) اول تو جس شخص کے ساتھ انس و تعلق ہو اس کا نام اولاد میں رکھنا بہتر سمجھا جاتا ہے اور جس آدمی کے متعلق انقباض اور نفرت ہو اس کا نام اپنے گھرانہ میں کیا بلکہ اپنے حلقۂ اثر میں بھی کوئی پسند نہیں کرتا۔

(۲)۔ دوم یہ کہ مشہور مشہور نام لوگ اپنے اپنے قبائل میں بطور یادگار و یادداشت کے جاری رکھتے ہیں تاکہ ان مشاہیر کا ذکرِ خیر قبیلہ میں قائم رہے۔

(۳)۔ سوم، گاہے گاہے اپنے گذشتہ بزرگانِ قوم کے اسماء قبائل میں تبرک کی صورت میں اجراء کیے جاتے ہیں۔ یہ چیزیں عام معاشرہ میں مروج ہیں، کسی دلیل کی محتاج نہیں ہیں۔ ان فوائد و مصالح پر نظر کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرات خلفاء ثلاثہؓ کے ساتھ بنی ہاشم اور آل ابی طالب کو پوری محبت و عقیدت تھی اور ان کا احترام و اکرام ملحوظِ خاطر تھا جس کی بنا پر یہ اسماءِ متبرکہ اپنے ہاں مروج کیے۔

نیز یہ کوئی اتفاقیہ واقعہ نہیں ہے جو ایک روز پیش آیا اور ختم ہوگیا بلکہ یہ تو نسباً بعد نسبٍ جاری و ساری رہا ہے۔ اور آج بھی تاریخِ اسلامی کے اوراق پر یہ اسماء گرامی بطورِ شاہد کے ایک دوسرے کے حق میں حسنِ سلوک اور عقیدت مندی کی شہادت دے رہے ہیں۔

Marfat.com

اس کے بعد ہم پہلے اپنی اہل السُّنۃ کی کتابوں سے نمونہ کے طور پر صرف چند ایک حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔ استیعاب پیش کرنا مقصود نہیں ہے۔ پھر اس کے بعد شیعہ احباب کی کتب سے ان اسماء کو تائیداً و تصدیقاً نقل کیا جائے گا۔ ناظرین کرام کو مسئلہ ہٰذا کے استخراج کرنے میں سہولت ہو گی۔ نیز حوالہ جات ہٰذا میں اختصار عبارت ملحوظ رکھا جائے گا۔

خلفاء ثلاثہ کے اسماء

اولاد علی المرتضیٰ میں

(۱) ابو عبداللہ المصعب بن عبداللہ الزبیری متوفی ۲۳۶ھ نے اپنی کتاب "نسب قریش" مطبوعہ دار المعارف مصر میں حضرت علی المرتضیٰ کی اولاد شمار کی ہے وہاں ذکر کیا کہ :-

"..... عمرؓ بن علی و رقیۃ، وھما توأم - امھما الصہباء .... من سبی خالد بن الولید وکان عمر اخر ولد علی بن ابی طالب"

"..... العباسؓ بن علیؓ ..... اِخوتہ لابیہ وامہ بنو علی، وھم عثمانؓ وجعفرؓ وعبیداللہؓ - فقُتِل اِخوتہ قبلہ"

(کتاب نسب قریش، ص ۴۳ - ذکر اولاد علی بن ابی طالب)

(۲) اور ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبۃ الدینوری متوفی ۲۷۶ھ نے اپنی مشہور کتاب المعارف صـ۹۲ پر بحث خلافت علی بن ابی طالب میں حضرت علیؓ کی اولاد کا ذکر کرتے ہوئے ان کے اسماء تحریر کیے ہیں :-

"..... الحسنؓ والحسینؓ ومحسنا ..... ومحمداؓ ..... وعبیداللہؓ و ابابکرؓ ..... وعمرؓ ..... ویحییٰؓ وجعفرؓ والعباسؓ وعبداللہ الخ"

(کتاب المعارف لابن قتیبۃ الدینوری صـ۹۲ مطبوعہ مصر طبعۃ الاولیٰ تحت ولد علیؓ بن ابی طالب)

Marfat.com

(۳) ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم اندلسی متوفی ۴۵۶ھ نے اپنی معروف کتاب جمہرۃ انساب العرب مطبوعہ مصر ص ۳۷ - ۳۸ بحث اولاد علی بن ابی طالبؓ میں ذکر کیا ہے :-

"الحسن ابا محمد الحسین اباعبداللہ والمحسّن اباعبداللہ .... وعُمر امّہ الصہباء . . . والعباس . . . . ابوبکر وعثمان وجعفر وعبداللہ وعبیداللہ ومحمد الاصغر ویحییٰ . . . . وقتل ابوبکر وجعفر وعثمان والعباس مع اخیہم الحسینؓ . . ."

(جمہرۃ الانساب لابن حزم ص ۳۷ - ۳۸ طبع مصری جدید طبع جلد اوّل - ذکر اولاد امیر المؤمنین علیؓ)

ان ہر سہ حوالہ جات مندرجۂ بالا کا خلاصہ یہ ہے کہ :

"مصعب زبیری نے حضرت علیؓ کے لڑکوں کو شمار کرتے ہوئے چوتھے نمبر پر عمر بن علی کو ذکر کیا ہے۔ عمر بن علی اور صاحبزادی رقیہ بنت علی یہ دونوں بھائی بہن آپس میں توأم یعنی جڑوہیں پیدا ہوئے تھے۔ ان کی ماں کا نام الصہباء ہے۔ خالد بن ولید اس کو قید کر کے لائے تھے اور عمر بن علی حضرت علیؓ کے لڑکوں میں آخری لڑکا ہے اور پھر پانچویں نمبر پر عباسؓ بن علی ہے اور عثمانؓ بن علی۔ جعفرؓ بن علی۔ عبداللہ بن علی یہ تینوں ماں باپ کی طرف سے سگے ہیں اور یہ تینوں اپنے برادر عباس بن علی سے قبل کربلا میں شہید ہوئے تھے۔

(نسب قریش، ص ۴۳ - طبع مصر - سن طباعت ۱۹۵۳ء)

ابن قتیبہ دینوری نے اولاد علی المرتضیٰ میں ابوبکر بن علی کو چھٹے نمبر پر اور عمر بن علی کو ساتویں نمبر پر درج کیا ہے۔

(معارف ابن قتیبہ دینوری، ص ۹۲ طبع مصری سن طباعت ۱۳۵۳ھ ۱۹۲۵ء)

ابن حزم نے جمہرۃ انساب العرب میں اولاد علیؓ کے تحت پانچویں نمبر پر عمر بن علی کو

Marfat.com

شمار کیا ہے اور اس کی ماں کا نام السہباء ہے۔ اور ساتویں نمبر پر ابوبکر بن علی اور آٹھویں نمبر پر عثمان بن علی کو ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ ابوبکر و عثمان و جعفر و عباس یہ تمام برادران حسین اپنے بھائی حسین کے ساتھ (کربلا میں) شہید ہوئے تھے۔"

(جمہرۃ انساب العرب ص ۳۷-۳۸ جلد اول
طبع مصری۔ سن طباعت ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء)

سیدنا امام حسن بن علی المرتضیٰ کی اولاد میں تسخین ابوبکر الصدیق و عمر فاروق کے اسماء ملاحظہ ہوں

(۱) مصعب زبیری نے کتاب "نسب قریش" میں امام حسنؓ کے لڑکے شمار کرتے ہوئے یوں تحریر کیا ہے:

.... وعمر بن الحسن۔ والقاسم۔ وابابکر لاعقب لہما قتلا بالطف الخ....

(نسب قریش ص ۵۰ طبع مذکور)

(۲)۔ ابن قتیبہ دینوری نے "المعارف" میں اولاد حسن بن علی المرتضیٰؓ کے تحت لکھا ہے کہ

"فولد الحسن حسنًا امّہٗ خولۃ .... وزیدًا .... وعمر ....
والحسین الاثرم ... وطلحۃ الخ.

(المعارف لابن قتیبہ دینوری، ص ۹۲
ذکر خلافت علی بن ابی طالبؓ مذکور)

(۳)۔ اور ابن حزم نے جمہرۃ الانساب میں یہ مسئلہ درج کیا ہے کہ:

"ولد امیر المومنین الحسن بن علیؓ الحسن بن الحسن .... وزید بن الحسن ... وعمر والحسین والقاسم وابوبکر وطلحۃ ... وعبدالرحمٰن وعبداللہ الخ .... فاما عبداللہ والقاسم وابوبکر فانہم قتلوا مع عمہم الحسین رضی اللہ عنہم"

(جمہرۃ الانساب لابن حزم ص ۳۸-۳۹ طبع مصری
تحت اولاد امام حسن بن علی المرتضیٰؓ)

Marfat.com

مندرجہ حوالہ جات کا حاصل یہ ہے کہ سیدنا حسن بن علی المرتضیٰ کی اولاد کا ذکر کرتے ہوئے مصعب زُبیری نے تیسرے نمبر پر عمر بن الحسن کو ذکر کیا ہے اور چوتھے نمبر پر القاسم بن حسن کو اور پانچویں درجہ میں ابوبکر بن الحسن ذکر کیا ہے۔ ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ صاحبزادے قاسم اور ابوبکر (پسران حسن) کی اولاد باقی نہیں رہی اور یہ دونوں بھائی کربلا میں شہید ہو گئے تھے اور ابن قتیبہ دینوری نے معارف میں عمر بن الحسن کو تیسرے درجہ پر نقل کیا ہے اور چہار بھائی ان کے دوسرے بھی ذکر کیے ہیں۔ حسن (مثنیٰ) بن حسن۔ زید۔ حسین اثرم۔ طلحہ الخ۔

اور ابن حزم نے جمہرۃ میں امام حسنؓ کے نو لڑکے ذکر کیے ہیں۔ ان میں تیسرے نمبر پر عمر بن حسن ہے اور چھٹے درجہ میں ابوبکر بن حسن ہے۔ اور ذکر کیا ہے کہ عبداللہ و قاسم و ابوبکر یہ تینوں اپنے چچا امام حسین کے ساتھ شہید کر دیئے گئے

امام زین العابدین علی بن حسین کے لڑکے کا نام عُمر ہے

(۱)۔ مصعب زبیری نے اپنی تصنیف نسب قریش ص ۶۱ پر علی بن الحسین کی اولاد میں چوتھے نمبر پر عمر بن علی بن حسین کو درج کیا ہے۔

(۲) ابن قتیبہ دینوری نے المعارف میں ص ۹۴ پر علی بن الحسین زین العابدین کی اولاد کے تحت پنجم نمبر پر عمر بن علی بن حسین کو درج کیا ہے۔

(۳) جمہرۃ انساب العرب لابن حزم ص ۵۲ طبع مذکور میں علی بن الحسین کی اولاد میں چھٹے درجہ پر عمر بن علی بن حسین مذکور ہے۔

ناظرین مطلع رہیں کہ یہ چند حوالہ جات اپنی کتابوں سے نمونہ کے طور پر پیش کیے ہیں ورنہ بیشمار رجال و تراجم کی کتابوں (مثلاً طبقات ابن سعد طبقات خلیفہ ابن خیاط وغیرہ) میں آل ابی طالب میں یہ نام پائے جاتے ہیں۔ اختصار کے پیش نظر صرف تین کتابوں کا حوالہ دینا کافی خیال کیا ہے۔ اس کے بعد شیعہ احباب کی معتبر کتابوں میں بھی یہ مسئلہ اسماً اسی طرح مذکور و مندرج ہے۔ اس میں کچھ فرق نہیں ہے صرف اتنی چیز ہے کہ شیعہ علماء و ذاکرین ان مبارک ناموں کو آلِ علی میں ذکر کرنے کو

اپنے ذاتی مصالح و منافع کے خلاف سمجھتے ہیں اس وجہ سے مسئلہ اسماء کو وہ نہایت پوشیدہ کیے ہوئے ہیں۔

ع نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

اب شیعی معتبر کتب کی عبارت بعینہٖ اصل مآخذ سے آپ ملاحظہ فرماویں۔ یہ نقل در نقل نہیں ہے۔ براہِ راست معاینہ کتاب کے بعد حوالہ نقل کیا گیا ہے۔ مالک کریم غلطی سے محفوظ فرماویں۔ ناظرین کرام حوالہ کی تصدیق کے سلسلہ میں کتاب کے صرف صفحات ملانے پر اکتفاء نہ فرمایا کریں بعض اوقات مختلف ایڈیشنوں کی وجہ سے صفحاتِ کتاب مطابقت نہیں رکھتے۔ لہٰذا اس مسئلہ کا متعلقہ باب یا فصل تلاش کر کے حوالہ کو ملانا مفید رہتا ہے۔"

خلفاء ثلاثہ کے اسماء گرامی آلِ ابی طالب میں شیعہ کتب سے

حضرت علی المرتضیٰؓ کے لڑکوں میں:

(۱) ابوالفرج اصفہانی (علی بن حسین بن محمد) صاحبِ کتاب "الاغانی"، مشہور شیعی مؤرخ متوفی ۳۵۶ھ، نے اپنی کتاب "مقاتل الطالبین" میں کربلا کے شہداء کے اسماء جہاں ذکر کیے ہیں وہاں حضرت سیدنا حسین بن علی کے برادران کے نام الگ الگ درج کیے ہیں جن کو وہاں شہادت نصیب ہوئی ہے۔ عبارت ذیل ہے:۔

و ابوبکر بن علی بن ابی طالب علیہ السلام لم یعرف اسمہٗ و امہٗ لیلی بنت مسعود بن خالد الخ (مقاتل الطالبین ص ۲۴ طبع قدیمی۔ سن طباعت ۱۳۶۷ھ تہران)

"وعثمان بن علی بن ابی طالب علیہ السلام و امہٗ ام البنین ایضاً قال یحییٰ بن الحسن عن علی بن ابراھیم عن عبید اللہ بن الحسن وعبد اللہ بن عباس قالا قتل عثمان بن علی وھو ابن احدی وعشرین سنۃ:" (مقاتل الطالبین ص ۲۳ طبع قدیم تہرانی)

(۲) الشیخ المفید (متوفی ۴۱۳ھ) نے اپنی کتاب الارشاد میں باب ذکر اولاد امیر المومنین علیہ السلام کے تحت ذکر کیا ہے.... قاولاد امیر المومنین علیہ السلام سبعۃ وعشرون ولداً ذکراً وانثیٰ الحسن والحسین... وعمر وزینبؓ کانا توأمین... والعباس وجعفر و

عثمان وعبداللہ الشہداء مع اخیہم الحسینؑ بطفّ کربلا امّہم ام البنین ... محمد الاصغر
المکنّٰی بابی بکر وعبید اللہ الشہیدان مع اخیہما الحسین بالطف امہما لیلیٰ بنت مسعود الخ
والارشاد للشیخ المفید محمد بن محمد بن النعمان الملقب بالمفید ص ۱۶۷، ۱۶۸
مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ طہران طبع جدید سن طباعت ۱۳۷۷ھ

(۳) فاضل علی بن عیسیٰ اربلی نے اپنی کتاب کشف الغمۃ فی معرفۃ الائمہ جو ۶۸۷ھ میں تصنیف کی تھی، میں لکھا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰؑ کی مذکر اولاد چودہ افراد ہیں اور مؤنث اولاد انیس عدد ہیں پھر ایک ایک کو الگ الگ شمار کیا ہے۔

الذکور: الحسنؑ والحسینؑ ومحمد الاکبرؒ وعبید اللہؒ وابوبکرؒ والعباسؑ وعثمانؒ وجعفرؒ وعبداللہؒ ومحمد الاصغرؒ ویحییٰؒ وعونؑ وعمرؒ ومحمد الاوسطؒ علیہم السلام۔

(کشف الغمۃ جلد اول ص ۵۹۰ مع ترجمۃ المناقب فارسی طبع جدید سن طباعت ۱۳۸۱ھ تبریز ایران۔ باب ذکر اولاد امیر المومنین علیہ السلام)

(۴) سید جمال الدین احمد بن علی المعروف ابن عنبہ متوفی ۸۲۸ھ نے اپنی کتاب عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب کے فصل رابع اور خامس میں حضرت علی المرتضیٰ کے صاحبزادوں کا ذکر خیر کیا ہے

..... وامہ وام اخوتہ عثمان وجعفر وعبید اللہ ام البنین فاطمۃ بنت حزام بن خالد الخ
(عمدۃ الطالب الفصل الرابع فی ذکر عقب العباس بن امیر المومنینؑ، ص ۳۵۶)

... الفصل الخامس ص ۳۶۱ پر درج کیا ہے کہ ... فی ذکر عقب عمر الاطرف بن امیر المؤمنین علیہ السلام .... وامّہ الصہباء والثغلبیۃ الخ (عمدۃ الطالب ص ۳۶۱ مطبوعہ نجف عراق سن طباعت ۱۳۸۱ھ)

(۵) ملا باقر مجلسی مجتہد صدی یازدہم نے اپنی معتبر تصنیف جلاء العیون فارسی باب دربیان عدد شہداء اہل بیت کہ در روز عاشورا شہید شدند میں حضرت علیؑ کے صاحبزادگان کا جو کربلا میں تھے اس طرح ذکر کیا ہے کہ:

"نوزدہ از فرزندان امیر المومنین حضرت سید الشہداؑ وعباسؑ وپسر او محمدؒ وعمرؒ وعثمانؒ وجعفرؒ وابراہیمؒ وعبداللہؒ اصغر ومحمد اصغرؒ پسران امیر المومنین علیہ السلام ودر ابوبکر اختلاف کردہ اند" الخ (جلاء العیون فارسی ملا محمد باقر مجلسی مجتہد صدی یازدہم ص ۴۶۴-۴۶۵ طبع تہران سن طباعت ۱۳۳۳ھ تحت ذکر شہداء کربلا از اولاد علیؑ)

Marfat.com

(نوٹ) ناظرین کرام پر واضح ہو کہ یہ ابوبکر میں اختلاف صرف وہاں کربلا میں موجود ہونے یا نہ ہونے میں مؤرخین نے کیا ہے۔ حضرت علیؑ کا لڑکا ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ فافہم

حاصلِ کلام

ہر پانچ کتبِ مندرجہ کے حوالہ جات کا خلاصہ یہ ہے کہ ابوالفرج اصفہانی شیعی نے ذکر کیا ہے حضرت علیؑ کا ایک صاحبزادہ ابوبکر ہے اس کا نام مشہور نہیں ہے (صرف کنیت مشہور ہے) اس کی ماں کا نام لیلیٰ بنت مسعود بن خالد ہے . . . . اور حضرت علی المرتضیٰ کے ایک اور لڑکے کا نام عثمان ہے۔ اس کی ماں کا نام اُمّ البنین ہے اور یہ جس وقت شہید ہوا ہے اُس وقت اس کی عمر اکیس ۲۱ برس تھی۔

شیخ مفید نے الارشاد میں لکھا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰؑ کی تمام اولاد ذکور و اناث ستائیس نفر تھے . . . بعض کے نام یہ ہیں: حسنؑ و حسینؑ . . . . و عمر و رقیہ (یہ دونوں بھائی بہن توأم یعنی جوڑے متولد ہوتے تھے) ان کی ماں کا نام الصہباء ہے۔ . . . . . اور عباس و جعفر و عثمان و عبداللہ، ان کی ماں کا نام اُمّ البنین ہے۔ یہ چاروں حضرات اپنے بھائی حسینؑ کے ساتھ طف (کربلا) میں شہید ہوتے تھے۔ . . . . . اور محمد اصغر جو ابوبکر کے نام سے مشہور ہے اور عبیداللہ ان دونوں کی ماں کا نام لیلیٰ بنت مسعود ہے اور یہ دونوں بھی اپنے بھائی حسینؑ کی رفاقت میں طف میں شہید ہوئے۔

فاضل اربلی نے کشف الغمہ میں تحریر کیا ہے کہ حضرت امیر المومنین علیؑ کی مذکور اولاد چودہ افراد ہیں۔ مندرجہ ذیل صاحبزادگان ان میں ہیں: حسنؑ حسینؑ محمد اکبر عبیداللہ۔ ابوبکر۔ عباس۔ عثمان۔ جعفر۔ . . . . عون . . . عمر۔ (علیہم السلام)

اور ابن عنبہ عمدۃ الطالب میں کہتا ہے کہ عباس بن علی المرتضیٰؑ کے برادران عثمان بن علیؑ جعفر بن علیؑ عبیداللہ بن علیؑ ہیں۔ ان کی ماں کا نام اُمّ البنین فاطمہ بنت حزام بن خالد ہے (فصل رابع)۔ اور ایک حضرت علیؑ کا صاحبزادہ عمر بن علیؑ الاطرف ہے۔ اس کی ماں کا نام الصہباء تغلبیہ ہے۔ (فصل خامس)

اور گیارھویں صدی کے مجتہد ملا باقر مجلسی نے جلاء العیون میں عاشورا کے یوم کے شہداء کی تعداد

Marfat.com

ذکر کی ہے۔ نو عدد امیر المومنین علی علیہ السلام کی اولاد درج کی ہے۔ ان کے اسماء یہ ہیں: امام حسین۔ عباس اور اس کا لڑکا محمد و عمر و عثمان و جعفر و ابراہیم و عبداللہ، اصغر و محمد اصغر اور صاحبزادہ ابوبکر کے متعلق وہاں کربلا میں شہید ہونے میں شیعی علماء نے اختلاف ذکر کیا ہے؟

ان تمام مرویات اہل السنّت و اہل تشیّع حضرات پر نظر کرنے سے واضح ہو گیا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ کی اولاد شریف میں ابوبکرؓ و عمر و عثمان تینوں نام موجود ہیں۔ اس میں کوئی اشتباہ نہیں ہے۔

خلفائے راشدین کے اسماء امام حسنؓ کی اولاد میں

شیعوں کے مشہور مؤرخ احمد بن ابی یعقوب بن جعفر المتوفی ۲۵۸ھ/۲۵۹ھ نے اپنی تاریخ یعقوبی جلد ثانی ص ۲۲۰ (طبع جدید بیروت سن طباعت ۱۹۶۰ء) میں امام حسنؓ کی اولاد کے موقعہ پر ذکر کیا ہے کہ "وکان للحسن من الولد ثمانیۃ ذکور وھم الحسنؓ بن الحسن (المثنیٰ) وامہ خولۃ بنت منظور الفزاریۃ۔ وزیدؓ بن الحسن وامہ ام بشر بنت ابی مسعود الانصاری الخزرجی۔ وعمرؓ والقاسم وابوبکرؓ وعبدالرحمٰن لامہات اولاد شتّٰی وطلحۃؓ وعبیداللہؓ" (تاریخ یعقوبی ص ۲۲۸۔ ج ۲۔ طبع بیروت)

حاصل یہ ہے کہ امام حسنؓ کی مذکر اولاد آٹھ عدد ہیں۔ حسنؓ مثنّٰی اس کی ماں خولہ ہے۔ زیدؓ بن حسن اس کی ماں ام بشر ہے۔ عمرؓ القاسم۔ ابوبکرؓ عبدالرحمٰن ان کی مائیں ام ولد ہیں اور طلحہؓ ہے اور عبداللہؓ ہے۔

نیز واضح ہو کہ فاضل اربلی شیعی ایرانی تبریزی کے کشف الغمہ جلد ۲ ص ۱۵۸ میں امام حسنؓ کی اولاد کے سنین میں حسن بن امام حسن کے حالات کے لیے ایک الگ فصل قائم کیا ہے وہاں بھی امام حسنؓ کے فرزندوں میں عمر بن الحسن ذکر کیا ہے اور ابوبکر بن الحسن کا نام بھی جنابذی کے حوالہ سے درج کیا ہے۔

نیز اسی طرح شیخ عباس قمی نے منتہی الآمال جلد اول فصل ششم در ذکر اولاد امام حسنؓ میں عمر بن الحسن اور ابوبکر بن الحسن دونوں کا ذکر کیا ہے۔ (منتہی الآمال، ج ۱ ص ۲۴۰ مطبوعہ ۱۳۷۹ھ۔ تہران)

امام حسینؓ کی اولاد میں ابوبکر کا نام گرامی

شیعہ کے مشہور مؤرخ مسعودی (ابوالحسن علی بن الحسین المسعودی المتوفی ۳۴۵ھ) نے

اپنی تصنیف "التنبیہ والاشراف" طبع جدید ص ۲۶۳ میں لکھا ہے کہ حضرت امام حسینؑ کی اولاد ذکور سے تین افراد کربلا میں ان کے ساتھ شہید ہوئے تھے۔ ایک علی الاکبر دوسرا عبداللہ الصبی، تیسرا ابوبکر تھا۔ عبارت مسعودی یہ ہے:- ومن ولدہٖ ثلاثۃ علی الاکبر وعبداللہ الصبی وابوبکر بنو الحسین بن علیؑ" (التنبیہ والاشراف ص ۲۶۳ فصل ذکر ایام یزید بن معاویہ)

اس کے بعد ناظرین کرام کی خدمت میں عرض ہے کہ امام زین العابدین (علی بن الحسین) کی اولاد میں بھی ایک لڑکے کا نام عمر ہے۔ اس کا حوالہ کتاب اگر خدا تعالیٰ کو منظور ہے تو حصہ فاروقی میں مذکور ہو سکے گا۔

بعد ازاں امام موسیٰ کاظمؒ کی اولاد میں بھی ابوبکر کا نام پایا گیا ہے۔ چنانچہ صاحب کشف الغمہ فاضل اربلی شیعی نے جنابذی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ موسیٰ کاظم کے بیس عدد بیٹے تھے اور اٹھارہ عدد بیٹیاں تھیں۔ پھر ایک ایک بیٹے کا نام ذکر کیا ہے۔ آخری نام بیسویں عدد پر ابوبکر بن موسیٰ کاظم ہے۔
(کشف الغمہ ج ۳ ص ۱۰۔ تذکرہ موسیٰ کاظم طبع جدید بمع ترجمۃ المناقب فارسی سن طباعت ۱۳۸۱ھ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ دختر ابی بکر الصدیقؓ کا نام نامی علی المرتضیٰ کی اولاد میں

مسئلہ اسماء کا اختتام یہاں عائشہ صدیقہ کے نام پر کیا جاتا ہے۔ یہ اسم گرامی حضرت علیؑ کی اولاد میں مروج رہا ہے اور کئی پشتوں تک جاری تھا چنانچہ مندرجہ ذیل کتب کے مقامات درج شدہ کی طرف رجوع فرما کر اطمینان اور تسلی حاصل کی جا سکتی ہے۔

(۱) "ارشاد" شیخ مفید میں جناب موسیٰ کاظمؑ کی اولاد ذکر کی ہے انیس ۱۹ عدد لڑکے اور اٹھارہ عدد لڑکیاں شمار کی ہیں۔ یہاں لڑکیوں میں پندرہ نمبر پر عائشہ بنت موسیٰ کاظم مذکور ہے۔

(کتاب الارشاد للشیخ المفید ص ۲۸۳ طبع جدید طہرانی باب ذکر عدد اولادہٖ وطرف من اخبارہم)

(۲) اسی طرح فاضل اربلی شیعی نے کشف الغمہ، ج ۳ ص ۳۹ باب ذکر اولاد موسیٰ کاظمؑ میں موسیٰ کاظم کی انیس ۱۹ عدد لڑکیاں نام بنام شمار کی ہیں۔ یہاں سولہ نمبر پر عائشہ دختر موسیٰ کاظم کا اندراج کیا ہے۔
(کشف الغمہ ص ۳۹۔ جلد ثالث۔ طبع جدید طہرانی)

Marfat.com

(۳) اور فاضل ابیلی علی بن عیسیٰ نے کشف الغمہ میں امام علی الرضاؑ کی اولاد درج کی ہے۔ وہاں پانچ عدد بیٹے ذکر کیے ہیں اور صرف ایک عدد لڑکی لکھی ہے جس کا نام عائشہ دختر علی رضا ہے۔ چنانچہ عبارت ذیل ہے :- "واما اولادہ فکانوا ستۃ خمسۃ ذکور وبنت واحدۃ واسماء اولادہ محمدؐ القانع۔ الحسنؑ۔ جعفرؑ ابراہیمؑ۔ الحسینؑ وعائشۃ"

(کشف الغمہ، ج ۲ ص ۸۹۔ ذکر اولاد علی الرضاؑ طبع جدید طہرانی۔ سن طباعت ۱۳۸۱ھ)

اختتام

باب پنجم کی آخری فصل ہفتم اب پوری ہوگئی۔ کتاب "رُحَمَاءُ بَیْنَہُمْ" کا حصہ اوّل (صدیقی) یہاں تمام کیا جاتا ہے۔ ناظرین کرام با انصاف کی خدمت میں پُرزور اپیل ہے کہ کتاب کے صدیقی حصہ کے ہر پانچوں ابواب پر اجمالی نظر ڈال کر عنوانات مندرجہ کو مستحضر فرما کر تدبّر و تفکّر فرما دیں امید غالب ہے آپ حضرات کا ضمیر حقیقت پذیر اس بات کی شہادت دیگا اور آپ کا قلب انصاف طلب اس چیز کی گواہی دیگا کہ ان بزرگانِ دین اور پیشوایانِ ملّت کے درمیان کسی قسم کی عداوت و بغاوت نہ تھی۔ عناد اور فساد نہ تھا، ان کے درمیان ہجران اور ترک موالاۃ ہرگز نہ تھی بلکہ ان کے مابین اُلفت و محبت تھی، شفقت و رأفت تھی، ان کے باہمی تعلقات صحیح اور درست تھے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان "رحماء بینہم" برحق ہے اور اس صفتِ کاملہ کے ساتھ یہ لوگ متّصف تھے اور اس کے مفہوم کے صحیح مصداق و محمل تھے۔ اس چیز پر یہ تمام عنوانات ہم نے بطور تائید پیش کر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ منظور فرماتے۔

دِلی دعا ہے کہ مولا کریم اپنی رحمت و فضل سے ہم تمام مسلمانوں کو باہمی دینی اُلفت و محبت اور قومی یگانگت و اتفاق نصیب فرماتے جیسا اس نے سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے صحابہ کرام اور اہلِ بیت عظام و آلِ رسُول کے درمیان کامل اتفاق پیدا فرمایا تھا۔

سابقہ تمام معروضات کے آخر میں ہم حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ایک نصیحت و وصیت تحریر کرتے ہیں جو آپ نے مسجدِ نبوی میں اپنے صحابی ابوذر غفاری کو فرمائی تھی اور حضرت علیؓ اس مجلس میں موجود اور حاضر تھے۔

ارشاد فرمایا "یا اباذر! ایاك والهجران لاخیك المؤمن فان العمل لایتقبّل مع الهجران" یعنی اے ابوذر! اپنے بھائی مومن کو چھوڑ دینے اور متارکہ و ترک کر دینے سے بچنا اور ہجران نہ اختیار کرنا وجہ یہ ہے کہ ہجران (یعنی قطعِ تعلق) قائم رکھنے کی صورت میں کوئی عمل عنداللہ قبول نہیں ہوتا۔" (امالی شیخ طوسی، ج ۲ ص ۱۵۱۔ شیخ الطائفہ طوسی شیعی طبع جدید)

ہمارا ایمان ہے کہ ان وصایا و نصائح نبوی کی روشنی میں وہ حضرات آپس میں بالکل متفق العقیدہ و متحد العمل تھے۔ ایک دوسرے کے خلاف ہرگز نہ تھے۔ مالک کریم ہم نااہل و ناکارہ، پراگندہ دل و پریشان حال لوگوں کو ان نفوسِ طیبہ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور خاتمہ بالخیر نصیب فرما کر آخرت و عاقبت میں ان پاکیزہ خاطر ہستیوں کے قدموں میں جگہ عنایت فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العٰلمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ رحمۃ للعٰلمین وعلیٰ اصحابہٖ واہلِ بیتہٖ وعترتہٖ اجمعین واتباعہٖ باحسانٍ الیٰ یوم الدّین برحمتِک یا ارحم الراحمین۔

(محتاجِ دعا ناچیز محمد نافع عفا اللہ عنہ۔ جامعہ محمدی ضلع جھنگ پنجاب)

اواخر شعبان ۱۳۹۱ھ و اکتوبر ۱۹۷۱ء

Marfat.com

مراجع برائے کتاب "رُحَمَاءُ بَیْنَہُم" حصّہ اوّل "صدّیقی"

نمبر شمار	نام کتاب مع مُصنّف	سنِ وفات یا تالیف
۱	قرآن مجید	
۲	کتاب الخراج لامام ابی یوسفؒ	۱۸۲ھ
۳	کتاب الآثار لامام ابی یوسفؒ	۱۸۲ھ
۴	مُسند ابوداؤد (الطیالسی)	۲۰۳-۲۰۴ھ
۵	المُصنّف للحافظ الکبیر ابی بکر عبدالرزاق بن ہمام بن نافع الحمیری الصنعانی۔ (۱۱ جلد)	۲۱۱ھ
۶	مُسند حمیدی للحافظ ابی بکر عبداللہ الزبیر الحمیدی	۲۱۹ھ
۷	کتاب الاموال لامام عبید القاسم بن سلام	۲۲۴ھ
۸	غریب الحدیث لابی عبید القاسم بن سلام الہروی۔ ۴ جلد	۲۲۴ھ
۹	طبقات محمد بن سعد (کاتب واقدی) ۸ جلد	۲۳۰-۲۳۵ھ
۱۰	المُصنّف لابی بکر عبداللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان بن ابی شیبہ الکوفی (قلمی)	۲۳۵ھ
۱۱	کتاب نسب قریش مُصعب زُبیری، ابوعبداللہ المصعب بن عبداللہ بن المصعب الزبیری	۲۳۶ھ
۱۲	کتاب الطبقات خلیفہ ابن خیاط (ابوعمرو)	۲۴۰ھ
۱۳	مسند احمد لامام احمد ابن حنبل الشیبانی (۶ جلد) معہ منتخب کنز العمال	۲۴۱ھ

Marfat.com

۱۴ - کتاب المحبّر لابی جعفر البغدادی	(ابو جعفر محمد بن حبیب بن اُمیّہ بغدادی	۲۴۵ھ
۱۵ - الصحیح البخاری .	محمد بن اسماعیل بخاری (۲ جلد)	۲۵۶ھ
۱۶ - التاریخ الکبیر	محمد بن اسماعیل بخاری (۸ جلد)	۲۵۶ھ
۱۷ - صحیح مُسلم	مسلم بن حجاج القشیری	۲۶۰ - ۲۶۱ ھ
۱۸ - سُنن ابن ماجہ	ابو عبداللہ محمد بن یزید ماجہ	۲۷۳ - ۲۷۵ ھ
۱۹ - ترمذی شریف	ابو عیسٰی محمد بن عیسٰی ترمذی	۲۷۵ - ۲۷۹ ھ
۲۰ - ابوداؤد	ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی	۲۷۵ھ
۲۱ - المعارف	لابن قتیبہ منوری	۲۷۶ھ
۲۲ - انساب الاشراف	احمد بن یحیٰی بلاذری	۲۷۷ - ۲۷۹ ھ
۲۳ - فتوح البلدان	احمد بن یحیٰی بلاذری	۲۷۹ھ
۲۴ - مسند البزار	ابوبکر احمد بن عمرو البزار البصری (قلمی)	۲۹۲ھ
۲۵ - السنن للنسائی	ابو عبدالرحمان احمد بن شعیب	۳۰۳ھ
۲۶ - تفسیر لابن جریر الطبری -	محمد بن جریر ابو جعفر	۳۱۰ھ
۲۷ - کتاب الکنیٰ والاسماء -	شیخ ابو بشر محمد بن احمد بن حماد الدولابی (۲ جلد)	۳۱۰ھ
۲۸ - "تاریخ الامم والملوک -	ابن جریر الطبری (۱۲ جلد)	۳۱۰ھ
۲۹ - مُسند ابی عوانہ -	الحافظ الثقہ الکبیر یعقوب بن اسحاق الاسفرائینی ؛	۳۱۶ھ
۳۰ - شرح معانی الآثار	ابو جعفر الطحاوی - احمد بن محمد بن سلامت الازدی المصری -	۳۲۱ھ
۳۱ - معرفۃ علوم الحدیث	حاکم نیشاپوری ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ -	۴۰۵ھ
۳۲ - المستدرک للحاکم نیشاپوری -	ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ (۴ جلد)	۴۰۵ھ
۳۳ - تثبیت دلائل النبوۃ -	قاضی عبدالجبار الہمدانی	۴۱۵ھ
۳۴ - "تاریخ جرجان -	ابوالقاسم حمزہ بن یوسف بن ابراہیم السہمی	۴۲۷ھ

Marfat.com

۳۵ - حلیۃ الاولیاء لابی نعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی (۱۰ جلد) ۴۳۰ھ

۳۶ - تاریخ اصفہانی یا اخبار اصبہان لابی نعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی (۲ جلد) ۴۳۰ھ

۳۷ - کتاب المرافقۃ لابن السمان ۴۴۵ھ

۳۸ - فضائل ابی بکر الصدیق لابی طالب محمد بن علی بن الفتح الحربی العشاری ۴۴۶ھ

۳۹ - جمہرۃ الانساب لابن حزم ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الظاہری الاندلسی ۴۵۶ھ

۴۰ - الاعتقاد علی مذہب السلف، للبیہقی ۴۵۸ھ

۴۱ - السنن الکبریٰ لابی بکر احمد بن الحسین البیہقی - (۱۰ جلد) ۴۵۸ھ

۴۲ - کتاب الکفایہ فی علم الروایہ للخطیب بغدادی ۴۶۳ھ

۴۳ - الاستیعاب لابن عبدالبر اندلسی ابو عمر و یوسف بن عبدالبر النمری
معہ اصابہ (۴ جلد) ۴۶۳ھ

۴۴ - تاریخ بغداد الخطیب ابی بکر احمد بن علی بغدادی (۱۴ جلد) ۴۶۳ھ

۴۵ - الفقیہ والمتفقہ للخطیب بغدادی ۴۶۳ھ

۴۶ - موضح اوہام الجمع والتفریق - للخطیب بغدادی (۲ جلد) ۴۶۳ھ

۴۷ - اصول السرخسی شمس الائمہ ابو بکر محمد بن احمد بن ابی سہل السرخسی (۲ جلد) ۴۸۳ ۴۹۰ھ

۴۸ - الفائق للزمخشری ۵۳۸ھ

۴۹ - سیرت عمر بن الخطاب ابو الفرج ابن الجوزی ۵۹۷ھ

۵۰ - کتاب الاربعین، امام فخر الدین رازی (محمد بن ضیاء الدین عمر الرازی) ۶۰۶ھ

۵۱ - اسد الغابہ لابن اثیر الجزری (محمد بن محمد بن عبدالکریم الشیبانی
الشہیر عز الدین الجزری (۵ جلد) ۶۳۰ھ

۵۲ - الترغیب والترہیب (زکی الدین المنذری) ۶۵۶ھ

۵۳ - تاریخ ابن خلکان ابن خلکان ۶۸۱ھ

Marfat.com

۵۴ - ریاض النضرہ فی مناقب العشرۃ المبشرۃ لابی جعفر احمد المحب الطبری ۶۹۴ھ

۵۵ - ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ لابی جعفر احمد المحب الطبری ۶۹۴ھ

۵۶ - تفسیر مدارک التنزیل لابی البرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی ۷۰۱ھ

۵۷ - مشکوٰۃ المصابیح للشیخ ولی الدین الخطیب التبریزی ۷۳۷ھ (سن تالیف)

۵۸ - الجوہر النقی علی السنن البیہقی ۷۴۵ھ

۵۹ - تفسیر البحر المحیط لابی حیان الاندلسی اثیر الدین ابوعبداللہ محمد بن یوسف (۸ جلد) ۷۴۵ھ / ۷۵۴ھ

۶۰ - تاریخ اسلام الذہبی (حافظ ابوعبداللہ بن عثمان الذہبی) ۷۴۸ھ

۶۱ - تذکرۃ الحفاظ، شمس الدین الذہبی ۷۴۸ھ

۶۲ - المشتبہ للذہبی ۷۴۸ھ

۶۳ - سیر اعلام النبلاء، شمس الدین الذہبی ۷۴۸ھ

۶۴ - منہاج السنۃ لابن تیمیہ احمد بن عبدالحلیم الحرانی الدمشقی الحنبلی ۷۲۸ - ۷۴۸ھ

۶۵ - تفسیر ابن کثیر عماد الدین ابوالفداء الدمشقی - ۷۷۴ - ۷۷۵ھ

۶۶ - البدایہ والنہایہ لابن کثیر عماد الدین الدمشقی ۷۷۴ - ۷۷۵ھ

۶۷ - تاریخ ابن خلدون (عبدالرحمن بن محمد بن خلدون حضرمی ۷۷۹ سن تالیف

۶۸ - توضیح تلویح - سعد الدین تفتازانی ۷۹۱ھ

۶۹ - مجمع الزوائد - لنور الدین الہیثمی (۱۰ جلد) ۸۰۷ھ

۷۰ - فتح الباری شرح البخاری - ابن حجر عسقلانی (ابوالفضل احمد بن علی العسقلانی (۱۲) ۸۵۲ھ

۷۱ - الاصابہ لابن حجر مع استیعاب (۴ جلد) ۸۵۲ھ

۷۲ - تہذیب التہذیب لابن حجر (۱۲ جلد) ۸۵۲ھ

۷۳ - النکت علی کتاب ابن الصلاح والفیہ العراقی، ابن حجر عسقلانی ۸۵۲ھ

۷۴ - لسان المیزان لابن حجر العسقلانی (۶ جلد) ۸۵۲ھ

Marfat.com

۷۵ - عمدۃ القاری شرح بخاری - بدرالدین عینی	۸۵۵ھ
۷۶ - فتح المغیث - شمس الدین السخاوی (شرح الفیۃ الحدیث للعراقی)	۹۰۲ھ
۷۷ - الاسعاف فی احکام الاوقاف للشیخ برہان الدین ابراہیم بن موسیٰ الطرابلسی الحنفی -	۹۰۳ھ
۷۸ - تنویر الحوالک شرح مؤطا امام مالکؒ (جلال الدین سیوطی)	۹۱۱ھ
۷۹ - وفاء الوفا فی اخبار دار المصطفیٰ لنور الدین السمہودی	۹۱۱ھ
۸۰ - مواہب اللدنیۃ لشہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی	۹۲۳ھ
۸۱ - ارشاد الساری فی شرح بخاری - شہاب الدین احمد ابوبکر بن عبدالملک القسطلانی	۹۲۳ھ
۸۲ - الزواجر لابن حجر مکی (شہاب الدین احمد بن حجر الہیتمی المکی)	۹۷۳-۹۷۵ھ
۸۳ - الصواعق المحرقہ لابن حجر الہیتمی المکی	۹۷۳-۹۷۵ھ
۸۴ - کنز العمال علی متقی ہندی (۸ جلد، طبع اول)	۹۷۵ھ
۸۵ - شرح فقہ اکبر ملا علی بن السلطان القاری	۱۰۱۴ھ
۸۶ - مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری (۱۱ جلد)	۱۰۱۴ھ
۸۷ - جمع الفوائد لمحمد بن سلیمان الفاسی (۲ جلد)	۱۰۹۴ھ
۸۸ - ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء - شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ	۱۱۷۶ھ
۸۹ - فتح الرحمٰن (ترجمہ فارسی) شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ	۱۱۷۶ھ
۹۰ - تحفہ اثنا عشریہ شاہ عبدالعزیز دہلویؒ	۱۲۳۹ھ
۹۱ - منتہی الکلام مولانا حیدر علی فیض آبادی	سن تالیف ۱۲۴۷ھ
۹۲ - تفسیر روح المعانی سید محمود آلوسی بغدادیؒ	۱۲۷۰ھ
۹۳ - فیض الباری حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ	۱۳۵۲ھ

Marfat.com

کتبِ شیعہ استفادہ نمودہ برائے رحمائہم "حصّہ صدّیقی

۱ - کتاب سلیم بن قیس الہلالی العامری الکوفی، توفی قریباً ۶۰ ھ مطبع حیدریہ نجف اشرف عراق
۲ - تاریخ یعقوبی (احمد بن ابی یعقوب بن جعفر الکاتب العباسی سنہ ۲۵۹ھ) طبع جدید بیروت
۳ - فرق الشیعہ (ابو محمد الحسن بن موسیٰ النوبختی) من علماء القرن الثالث طبع عراق۔
۴ - مقاتل الطالبیین (ابو الفرج اصفہانی صاحب الاغانی) تالیف ۳۱۳ ھ -
المتوفی ۳۵۶ ھ - طبع ایران۔
۵ - قرب الاسناد (عبداللہ بن جعفر الحمیری ابو العباس القمی) (القرن الثالث) بمع
الجعفریات او الاشعثیات (از ابو علی محمد بن محمد بن الاشعث الکوفی) طبع ایران۔
۶ - تفسیر القمی، علی بن ابراہیم القمی - کان فی عصر الامام العسکری وعاش الی سنۃ ۳۰۷ طبع ایران۔
۷ - اصول کافی و فروع کافی مکمل، محمد بن یعقوب کلینی رازی ۳۲۹ ھ - نول کشور لکھنؤ۔
کتاب الروضہ من الکافی از محمد بن یعقوب کلینی رازی ۳۲۹ ھ -
التنبیہ والاشراف - للمسعودی ۳۴۵ ھ۔
۸ - امالی شیخ صدوق ابو جعفر محمد بن علی بن بابویہ القمی ۳۸۱ ھ - طبع ایران۔
۹ - علل الشرائع للشیخ الصدوق (" " ") ۳۸۱ھ طبع جدید، نجف عراق
۱۰ - معانی الاخبار شیخ صدوق (" " ") ۳۸۱ ھ - طبع قدیم ایران۔
۱۱ - "رجال کشی" ابو عمرو محمد بن عمر بن عبد العزیز طبع بمبئی و ایران۔ الکشی من علماء القرن الرابع۔
۱۲ - نہج البلاغہ از تالیف شیخ سید شریف الرضی ابو الحسن محمد بن ابی احمد الحسین سنہ ۴۰۴ھ مصری
(نقیب الطالبیین ۴۰۶ ھ - الارشاد للشیخ المفید (محمد بن النعمان المفید) ۴۱۳ ھ

۱۳ - الشافی از السید مرتضیٰ علم الہدیٰ بمع تلخیص الشافی از شیخ ابوجعفر الطوسی
۴۰۶ ھ طبع قدیم ایران
۱۴ - تلخیص الشافی - شیخ ابی جعفر محمد بن حسن شیخ الطائفہ الطوسی - ۴۶۰ ھ
۱۵ - الامالی للشیخ ابی جعفر محمد بن حسن شیخ الطائفہ الطوسی ۴۶۰ ھ نجف اشرف عراق (۲ جلد)
۱۶ - احتجاج طبرسی از شیخ ابو منصور احمد بن علی طبرسی ۵۴۸ ھ طبع قدیم ایران
۱۷ - تفسیر مجمع البیان للطبرسی (الشیخ ابو علی الطبرسی) ۵۴۸ ھ -
۱۸ - المناقب للاخطب خوارزم الموفق بن احمد بن محمد البکری المکی ۵۶۸ھ
نجف اشرف عراق مکتبہ حیدریہ -
۱۹ - مناقب ابن شہر آشوب - محمد بن علی بن شہر آشوب مازندرانی ۵۸۸ ھ
طبع قدیم ہندوستان -
۲۰ - شرح نہج البلاغہ (حدیدی) ابو حامد عبد الحمید بن بہاء الدین محمد المدائنی ابن
ابی الحدید: تاریخ تالیف ۶۴۹ ھ، تاریخ وفات ۶۵۶ ھ طبع ایران و بیروت -
۲۱ - شرح نہج البلاغہ لکمال الدین میثم بن علی بن میثم بحرانی ۶۷۹ھ طبع حیدریہ طہران -
۲۲ - کشف الغمہ - علی بن عیسیٰ اربلی بمعہ ترجمہ فارسی ۶۸۷ ھ تبریز - ایران -
۲۳ - عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب از سید جمال الدین ابن عنبۃ ۸۲۸ ھ
طبع حیدریہ نجف اشرف، عراق -
۲۴ - شرح نہج البلاغہ و ترجمہ از ملا فتح اللہ الکاشانی - ۹۸۸ ھ ایران
۲۵ - مجمع الرجال، زکی الدین مولیٰ عنایۃ اللہ علی القہپائی (تاریخ تالیف ۱۰۱۶ ھ)
۲۶ - احقاق الحق، قاضی نور اللہ شوستری مرعشی ۱۰۱۹ ھ در عہد جہانگیر مقتول شد - ایران -
۲۷ - مجالس المومنین قاضی نور اللہ شوستری ۱۰۱۹ ھ " " "
۲۸ - الصافی شرح اصول کافی ملا خلیل قزوینی، تاریخ تالیف ۱۰۶۷ ھ، نول کشور لکھنؤ

Marfat.com

۲۹ - مرآۃ العقول شرح اصول کافی ملا محمد باقر مجلسی ۱۱۱۰ھ - ایران

۳۰ - جلاء العیون ملا باقر مجلسی ۱۱۱۱ھ، ایران -

۳۱ - حیات القلوب " " " ، نول کشور لکھنؤ -

۳۲ - حق الیقین " " " ، لکھنؤ، ایران -

۳۳ - بحار الانوار " " " ، ایران

۳۴ - حملہ حیدری از مرزا رفیع بازل ایرانی - تاریخ تالیف ۱۱۱۹ھ -

۳۵ - شرح نہج البلاغہ المعروف "درۃ النجفیہ" از شیخ ابراہیم بن حاجی حسین الدنبلی،
تاریخ تالیف ۱۲۹۱ھ -

۳۶ - ناسخ التواریخ از مرزا محمد تقی لسان الملک وزیر اعظم سلطان ناصر الدین قاچار شاہ ایران ۱۲۹۷ھ -

۳۷ - منتہی الآمال از شیخ عباس قمی ۱۳۵۹ھ -

۳۸ - تتمۃ المنتہیٰ " " " "

۳۹ - تحفۃ الاحباب " " " "

۴۰ - فوائد الرضویہ " " " "

۴۱ - فارسی ترجمہ نہج البلاغہ از فیض الاسلام سید علی نقی - سن تالیف ۱۳۶۲ھ -

۴۲ - منار الہدیٰ (شیخ علی بحرانی)

۴۳ - صحیفۂ علویہ

۴۴ - حضرت عمر (سید علی حیدر بن علی اظہر)

۴۵ - ماہیتہ معاویہ (احمد علی کربلائی)

۴۶ - کلید مناظرہ (برکت علی گوشہ نشین)

Marfat.com

آخری سورتوں کی تفسیر

(تیسرا ایڈیشن)

مولانا سید محمد متین ہاشمی مدظلہ العالی

عام طور پر نماز میں پڑھی جانے والی سورتوں کی آسان تشریح

یہ تفسیر اس نقطہ نظر سے لکھی گئی ہے کہ نماز میں عموماً پڑھی جانے والی سورتوں کے معنی آسان انداز میں ذہن نشین ہو جائیں۔ سورتوں کے بارے میں تمام ضروری معلومات اس میں یکجا کر دی گئی ہیں۔ ہر سورت کے بیان میں ایک حصّہ مجرب خواص پر مشتمل ہے بیماری اور پریشانی کو رفع کرنے، جادو اور سحر کے اثرات کاٹنے، برکت اور فراخی و رزق لانے والے آسان اعمال اس میں درج کر دیئے گئے ہیں۔

صفحات ــــ ۲۲۴ کاغذ ۷۰ گرام آفسٹ

عمدہ جلد و نفیس ڈسٹ کور قیمت ۱۸/۰۰ روپے

مکتبہ بکس ۵ بخشی سٹریٹ سرکلر روڈ، لاہور

Marfat.com

اسلامی حدود

دوسرا ایڈیشن

مولانا سید محمد متین ہاشمی مدظلہ العالی

اپنے موضوع پر اردو میں پہلی اور واحد مستند کتاب

حدود اسلامی پر مفصل اور ہمہ جہت مباحث اس کتاب میں تفصیل کے ساتھ شامل ہیں ملک میں نظام اسلام کے نفاذ میں مدد دینے کے نقطہ نظر سے یہ کتاب لکھی گئی ہے اور اس موضوع پر عام دلچسپی رکھنے والے اصحاب کے علاوہ وکلاء اور علماء میں خاص طور پر مقبول ہوئی ہے۔ اس کتاب کی تیاری میں اسلامی فقہ کی تقریباً ستر عظیم کتابوں سے مدد لی گئی ہے۔

"اسلامی حدود" اپنے موضوع پر حوالے کی مستند ترین کتاب ہے۔

سائز $\frac{18 \times 23}{8}$ صفحات : ۳۲۴

کاغذ وہائٹ پرنٹنگ عمدہ اور پائیدار جلد۔

قیمت : ۳۵/- روپے۔

مکتبہ بکس : ۵ بخشی سٹریٹ، سرکلر روڈ، لاہور

Marfat.com

سنہرے موتی

(حصہ دوم آپ بیتی)

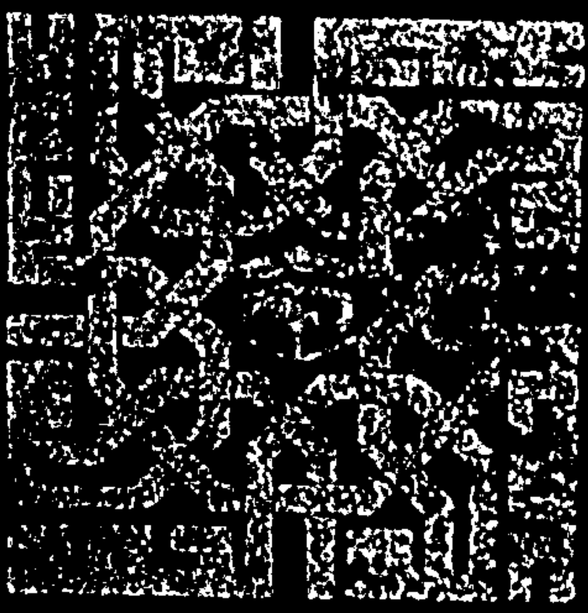

تالیف

حضرت مولانا محمد زکریا

Marfat.com